حصہ اول　　　　　　　　جلد هشتم

مشتمل بر کتب و رسائل مذهبی

تفسیر القرآن

جلد ششم

تفسیر سورة بنی اسرائیل

سنه ۱۳۲۵ نبوی

علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام مقصود ممتازالدین چهاپه هوئی

سنه ۱۳۱۳ هجری　　　　　　　　سنه ۱۸۹۵ ع

فہرست مضامین

—— ٥٥ ——

جلد ششم تفسیرالقرآن

سورۂ بني إسرائيل

سورۂ بني إسرائيل

تفسیر القرآن

وهو

الهدی والفرقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحن الذي

(سبحان الذي) معراج کے متعلق حدیثوں اور روایتوں میں جسقدر اختلاف هے دنیا اور کسی امر میں اسقدر اختلاف نہوگا اُن اختلافات کا بیان کرنا اور اُن کی تنقیح کرنا سب سے مقدم امر هے اور اسلیئے هم هر ایک امر کو معہ اُنکے اختلافات کے جدا جدا بیان کرتے هیں *

زمانۂ معراج

بخاری میں شریک کی روایت سے ایک حدیث هے جس کے یہہ الفاظ هیں " قبل ان یوحي الیه " یعنی اسراء آنحضرت کو وحی آنے یعنی نبی هونے سے پہلے هوئی تھی مگر خود محدثین نے بیان کیا هے کہ وہ الفاظ اسراء سے متعلق نہیں هیں چنانچہ اُس حدیث کی اس بحث کو هم بیان کرینگے اسوقت اُن اختلافات کو بیان کرتے هیں جو اسراء یا معراج سے متعلق هیں *

اس باب میں کہ معراج کب هوئی مندرجہ ذیل مختلف اقوال هیں *

۱ — هجرت سے ایک برس پہلے ربیع الاول کے مہینہ میں *

۲ — هجرت سے ایک برس پانچ مہینے پہلے شوال کے مہینہ میں — بعضوں نے کہا کہ رجب کے مہینہ میں *

۳ — هجرت سے اٹھارہ مہینے پیشتر *

۴ — هجرت سے ایک برس تین مہینے پہلے ذي الحجہ میں *

۵ — هجرت سے تین برس پہلے *

۶ — نبوت سے پانچ برس بعد *

۷ — نبوت سے بارہ برس بعد بعضوں کے نزدیک قبل موت ابي طالب اور بعضوں کے نزدیک بعد موت ابي طالب *

۸ — نبوت سے تیرھویں برس ربیع الاول یا رجب میں *

۹ — هجرت سے سولہ مہینے قبل ذیقعدہ کے مہینہ میں اور بعضوں کے نزدیک ربیع الاول میں *

۱۰ — ستائیسویں تاریخ رجب کے مہینہ میں *

أَسْرٰى

پانچ برس بعد ہوئی اور ابن ابی شیبہ نے عباس اور جابر سے روایت کی ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ پیغمبر خدا پیر کے دن پیدا ہوئے — اور اسی دن نبوت ملی اور اسی دن معراج اور اسی دن وفات ہوئی *

عینی میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ معراج نبوت کے بارھویں سال ہوئی — بیہقی

و كان اى الاسراء فى السنة الثانية عشر من المبعث و فى رواية البيهقى من طريق موسى بن عقبة عن الزهري انه اسرى به قبل خروجه الى المدينة بسنة و عن السدي قبل مهاجرته بستة عشر شهرا فعلى قوله يكون الاسراء في شهر ذيقعدة و على قول الزهري يكون في ربيع الاول و قيل كان الاسراء ليلة السابع والعشرين من رجب و قد اختاره الحافظ عبدالغني بن سرور المقدسي في سيرته و منهم من يزعم انه كان في اول ليلة جمعة من شهر رجب ثم قيل كان قبل موت ابي طالب و ذكر ابن الجوزي انه كان بعد موته في سنة اثنتى عشرة للنبوة ثم قيل كان في ليلة السبت لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان في السنة الثالثة عشر للنبوة و قيل كان في ربيع الاول و قيل كان في رجب — (صفحہ ۱۹۲ جلد ثاني عيني شرح بخاري) *

نے موسی بن عقبہ سے اور اُس نے زہری سے روایت کی ہے کہ معراج مدینہ جانے سے ایک برس پہلے ہوئی — اور سدی کا قول ہے کہ ہجرت سے سولہ ماہ پہلے — پس اس کے قول کے موافق ماہ ذیقعدہ میں اور زہری کے قول کے موافق ربیع الاول میں ہوئی — بعض کہتے ہیں ستائیسویں رجب کو ہوئی — حافظ عبدالغنی بن سرور مقدسی نے اپنی سیرت میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض کا گمان ہے کہ ماہ رجب کو جمعہ کی اول شب میں ہوئی — پھر بعض کا قول ہے کہ ابو طالب کے مرنے سے پہلے ہوئی اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کے مرنے کے بعد نبوت کے بارھویں سال ہوئی — پھر کوئی کہتا ہے کہ نبوت کے تیرھویں سال رمضان کی سترہ تاریخ کو ہفتہ کی رات کو ہوئی — اور کوئی کہتا ہے کہ ربیع الاول میں کوئی کہتا ہے رجب میں *

یہہ روایتیں اسقدر مختلف ہیں کہ کوئی علانیہ قرینہ یا دلیل بین اُن میں سے کسی روایت کو مرجح کرنے کی نہیں ہے — قرآن مجید سے اسبات پر یقین ہوسکتا ہے کہ اسراء جس کا دوسرا نام معراج ہے رات کو واقع ہوئی اور احادیث مختلفہ سے جو امر مشترک اور نیز قران مجید سے بطور دلالت النص پایا جاتا ہے وہ اسقدر ہے کہ زمانہ نبوت میں معراج ہوئی اور یہہ بات کہ کب ہوئی بسبب اختلاف روایات و احادیث محقق نہیں

بقیہ

---

۳ — بعضوں کا قول هی که معراج دو دفعه هوئي ایک دفعه بغیر اسراء کے اور ایک دفعه معه اسراء کے *

۴ — بعض کا قول هی که اسراء معه معراج کے دو دفعه هوئي *

۵ — اکثر علماء کا یهه قول هی جو قول مقبول بهي هی که اسراء و معراج ایک دفعه ایک ساتهه ایک هي رات میں هوئي *

یهي قول صحیح اور متفق علیه هی اور احادیث سے جو امر مشترک پایا جاتا هی اور جو قرآن مجید کي دلالت النص سے ثابت هوتا هی وہ بهي یهي هی مگر هم اس مقام پر اُن تمام اقوال کو جن سے یهه اختلافات ظاهر هوتے هیں ذیل میں لکهتے هیں *

اقوال اُن علماء کے جو اسراء اور معراج کو دو جدا گانه واقعے کهتے هیں

جو لوگ که الاسراء اور معراج کو علحدہ علحدہ دو واقعے قرار دیتے هیں اُن کا بیان یهه هی *

ابن دحیه کا یهه قول هی که خود بخاري کا میلان اسپر هی که لیلة الاسراء الگ واقعه هی — اور لیلة المعراج الگ واقعه — اور وہ دلیل یهه لاتا هی که بخاري نے ان دونوں میں سے هر ایک کے لیئے جدا جدا ترجمة الباب قرار دیا هی (اور واضح هو که بخاري کا ترجمة الباب بطور استنباط مسائل کے سمجها جاتا هی) *

جنح البخاري الی ان لیلة الاسرا کانت غیر لیلة المعراج لانه افرد لکل منهما ترجمة (فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

ترجمة ابواب البخاري

باب حدیث الاسراء و قول الله تعالی سبحان الذي اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی — (بخاري صفحه ۵۴۸) —

بخاري نے ایک علحدہ باب میں لکها هی که یهه باب هی حدیث اسراء کا اور خدا کے اُس قول کا جهاں اُس نے فرمایا هی " پاک هی وہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک " *

کتاب الصلوة باب کیف فرضت الصلوة في الاسراء (بخاري صفحه ۵۰)

اور دوسرے علحدہ باب میں لکها هی که یهه باب هی اس بیان میں که اسراء میں نماز کیونکر فرض هوئي *

اپنے بندہ کو

مگر اس دلیل کو خود علامہ حجر عسقلاني نے رد کیا هی - اور کہا هی کہ اس سے

ولا دلالة في ذلک علی التغاثر عنده بل کلامه في اول الصلوة ظاهر في اتحادهما و ذلک انه ترجم باب کیف فرضت الصلوة لیلة الاسراء والصلوة انما فرضت في المعراج فدل علی اتحادهما عنده و انما افرد کلا منهما بترجمة لان کلا منهما یشتمل علی قصة مفردة و ان کانا وقعا معا -

(فتح الباري جلد ۷ صفحه ۱۵۰) -

دونوں کا جدا جدا هونا امام بخاري کے نزدیک نہیں نکلتا بلکہ کتاب الصلوة کے عنوان سے دونوں کا ایک هونا ظاهر هی - کیونکہ اس نے لکھا هی کہ لیلة الاسرا میں نماز کیونکر فرض هوئي اور نماز بیشک معراج میں فرض هوئي هی - اس سے معلوم هوا کہ بخاري کے نزدیک دونوں واقعے ایک هیں جدا جدا ترجمة الباب اسلیئے قرار دیا هی کہ ان میں الگ الگ قصے هیں اگرچہ وہ ایک هي ساتھہ واقع هوئے هیں *

اور بعض علماء متاخرین بھي قصہ اسراء اور معراج کو دو واقعے سمجھتے هیں - علامہ

وقال بعض المتاخرین کانت قصة الاسراء في لیلة والمعراج في لیلة متمسکا بما ورد في حدیث انس من روایة شریک من ترک ذکر الاسراء وکذا في ظاهر حدیث مالک بن صعصعة -

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) -

حجر عسقلاني نے لکھا هی — بعض متاخرین نے کہا هی کہ اسراء ایک رات میں هوني اور معراج ایک رات میں - اُن کي حجت یہہ هی کہ انس کي حدیث میں جو شریک سے مروي هی اسراء کا ذکر نہیں اور ایسا هي مالک بن صعصعہ کي حدیث سے معلوم هوتا هی *

مگر خود علامہ حجر عسقلاني لکھتے هیں کہ متاخرین نے ان روایتوں کي بنا پر اسراء کا ایک رات میں اور معراج کا دوسري رات میں هونا خیال کیا هی مگر اُن روایتوں سے اسراء

ولا کن ذلک لا یستلزم التعدد بل هو محمول علی ان بعض الرواة ذکر مالم یذکره الآخر -

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) -

اور معراج کا علحدہ علحدہ واقعہ هونا لازم نہیں آتا - چنانچہ وہ لکھتے هیں - کہ اس سے تعدد واقعہ لازم نہیں آتا - بلکہ یہہ خیال کیا جاتا هی کہ بعض راویوں نے جو بیان کیا هی اسکو دوسرے راویوں نے ترک کردیا هی *

جن کے گمان میں اسراء ایک واقعہ هی - ان کي دلیل شداد ابن اوس کي حدیث

ثقلا

و احتج من زعم أن الاسراء وقع مفردا بما اخرجه البزار والطبراني و صححه البيهقي في الدلائل من حديث شداد بن اوس قال قلنا يا رسول الله كيف اسرى بك قال صليت صلاة العتمة بمكة فاتاني جبريل بداية فذكر الحديث في مجيئه بيت المقدس و ماوقع له فيه قال ثم انصرف اي فمررنا بعير لقريش بمكان كذا فذكره قال ثم اتيت اصحابي قبل الصبح بمكة —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) —

هى جس كو بزار اور طبراني نے بيان كيا اور بيهقي نے دلائل ميں اس كي تصحيح كي هى — اس نے كها كه هم نے كها يا رسول الله آپ كو كيونكر اسراء هوئي — فرمايا كه ميں نے عشا كي نماز مكه ميں پڑهي پهر جبريل ميرے پاس سواري (براق) لايا — پهر بيت المقدس جانا اور وهاں جو كچهه گذرا سب بيان كيا — پهر فرمايا كه واپسي ميں همارا قريش كے اونٹوں پر فلاں جگهه گذر هوا — پهر اس كا ذكر كيا پهر فرمايا كه ميں صبح سے پہلے مكه ميں اپنے اصحاب كے پاس آ گيا ●

اقوال اُن علما كے جو كہتے هيں كه ايك دفعه صرف اسراء هوئي اور ايك دفعه اسراء مع معراج كے

بعض نے كها هى كه اسراء بيداري ميں دو دفعه هوئي — پہلي دفعه پيغمبر خدا

وقيل كان الاسراء مرتين في اليقظة فالاولى رجع من بيت المقدس و في صبيحته اخبر قريشا بما وقع والثانية اسرى به الى بيت المقدس ثم عرج به من ليلة الى السماء الى آخر ماوقع ولم يقع لقريش في ذلك اعتراض لان ذلك عندهم من جنس قوله ان الملك ياتيه من السماء في اسرع من طرفة عين و كانوا يعتقدون استحالة ذلك مع قيام الحجة على صدقه بالمعجزات الباهرة لكنهم عاندوا في ذلك واستمروا على تكذيبه فيه بخلاف اخباره انه جاء بيت المقدس في ليلة واحدة و رجع فانهم صرحوا بتكذيبه فيه فطلبوا منه نعت بيت المقدس لمعرفتهم به و علمهم بانه ما كان راه قبل ذلك

بيت المقدس سے اوٹهے اور اس كي صبح كو جو كچهه ديكها قريش سے بيان كيا دوسري دفعه بيت المقدس تك گئے پهر وهاں سے اسي رات آسمانوں پر گئے — قريش نے اس واقعه پر اعتراض نهيں كيا كيونكه اُن كے نزديك يهه ايسا هي تها جيسے اُن كا يهه قول كه فرشته آسمان سے پلك جهپكانے سے بهي پہلے آتا هى — اور اُسكو محال سمجهتے تهے حالانكه روشن معجزات كا واقع هونا اُن كے سچے هونے كي دليل تهي — ليكن اُنهوں نے اس ميں مخالفت كي اور برابر پيغمبر خدا كو اس ميں جهٹلاتے رهے — برخلاف اس كے كه آپنے

ایک رات

فامکنهم استعلام صدقه في ذالک بخلاف المعراج –
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱)

ایک رات میں بیت المقدس جانے اور وهاں سے پهر آنے کي خبر دي اس واقعه میں أنهوں نے کهلم کهلا پیغمبر خدا کي تکذیب کي اور بیت المقدس کا حال پوچها کیونکه وه اس سے واقف تهے اور جانتے تهے که پیغمبر خدا نے بیت المقدس کو نہیں دیکها – پس معراج کے برخلاف اس میں أن کو رسول الله کے سچے هونے کي آزمایش کا موقع ملا *

اور ام هاني کي حدیث میں ابن اسحق اور ابویعلیٰ کے نزدیک وهي مضمون هے

وفي حدیث ام هاني عند ابن اسحق وابي یعلی نحو ما في حدیث ابي سعید – فان ثبت ان المعراج کان مناما علی ظاهر روایة شریک عن انس فینتظم من ذالک ان الاسراء وقع مرتین – مرة علی انفراده – و مرة مضموما الیه المعراج وکلا هما في الیقظة –
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱)

جو ابو سعید کي حدیث میں هے – پس اگر یهه ثابت هو جائے که معراج خواب میں هوئي تهي جیسا که شریک کي روایت میں انس سے مروي هے تو اس سے معلوم هوگا که اسراء دو بار هوئي – ایک بار تنها اور ایک بار معراج کے ساتهه اور دونوں دفعه حالت بیداري میں هوئي *

اقوال أن علماء کے جو کهتے هیں که معراج دو دفعه هوئي ایک دفعه بغیر اسراء کے اور ایک دفعه معه اسراء کے

والمعراج وقع مرتین – مرة في المنام علی انفراده توطئة و تمهیدا – و مرة في الیقظة مضموما الی الاسراء –
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۱) –

فتح الباري میں هے که معراج دو بار هوئي — ایک بار بطور تمهید کے تنها خواب میں هوئي اور ایک بار اسراء کے ساتهه جاگنے میں *

امام ابو شامه کا میلان معراج کے کئي بار واقع هونے کي طرف هے — اور سند میں

و جنح الامام ابو شامة الی وقوع المعراج مرارا و استند الی ما اخرجه البزار و سعید بن منصور من طریق ابي عمران الجوني عن انس رفعه قال بینا انا جالس اذجاء جبریل فوکز بین کتفي فقمنا الی شجرة فیها مثل وکري الطائر فقعدت في احدهما وقعد جبریل

أس حدیث کو بیان کرتے هیں جو بزار اور سعید بن منصور نے ابو عمران جوني سے اور أس نے انس سے مرفوعا روایت کي که پیغمبر خدا نے فرمایا که میں بیٹها تها که جبرئیل آئے – اور میرے دونوں مونڈهوں کے درمیان هاتهه

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

في الآخر فارتفعت حتى سدت الخافقين الحديث — و فيه ففتح لي باب من السماء ورأيت النور الاعظم و اذا دونه حجاب رفرف الدر والياقوت — قال العلامة ابن الحجر و رجاله لابأس بهم الا ان الدار قطني ذكر له علة تقتضي ارساله و على كل حال فهي قصة اخرى الظاهر انها وقعت بالمدينة ولا بعد في وقوع امثالها و انما المستبعد وقوع التعدد في قصة المعراج التي وقع فيها سواله عن كل نبي و سوال اهل كل باب هل بعث اليه و فرض الصلوات الخمس وغير ذلك فان تعدد ذلك في اليقظة لايتجه فيتعين رد بعض الروايات المختلفة الى بعض اوالترجيح الا انه لا بعد في جميع وقوع ذلك في المنام توطئة ثم وقوعه في اليقظة على وفقه كما قدمته —

(فتح الباري جلد هفتم صفحه ١٥٢) —

مارا — پھر ہم دونوں ایک درخت کے پاس گئے جس میں پرندوں کے دو گھونسلے سے رکھے تھے — ایک میں جبرئیل اور ایک میں میں بیٹھ گیا — پھر وہ بلند ہوا یہانتک کہ آسمان و زمین سے گذر گیا — اس حدیث میں ہی کہ میرے لیئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا — اور میں نے نور اعظم کو دیکھا اور اُس سے ورے ایک پردہ تھا موتیوں اور یاقوت کا — علامہ ابن حجر نے کہا ہی کہ اس حدیث کے راویوں میں کوئی عیب نہیں ہی — مگر دار قطني نے ایک ایسی علت بیان کی ہی جس سے اُس کا مرسل ہونا معلوم ہوتا ہی بہر حال یہہ ایک اور قصہ ہی اور ظاہرا وہ مدینہ میں ہوا — اور ایسے واقعوں کے ہونے میں کوئی تعجب نہیں ہی — اور اگر تعجب انگیز ہی تو معراج کے قصہ کا کئی بار ہونا ہی جس میں ہر نبی کا سوال اور ہر آسمان کے دربان کا سوال کہ کیا ادھر بھیجے گئے ہیں — اور پانچ نمازوں کا فرض ہونا مذکور ہی — کیونکہ حالت بیداری میں اس قصہ کے کئی بار واقعہ ہونے کی کوئی وجہہ نہیں ہی پس بعض مختلف روایتوں کو بعض کی طرف پھیرنا یا ان میں سے ایک کو ترجیح دینی ضرور ہی — مگر اس میں کوئی تعجب نہیں ہی کہ یہہ سب خواب میں تمہید کے طور پر ہوا ہو پھر اُس کے موافق بیداری میں جیساکہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں*

اور ابن عبدالسلام کا قول اس حدیث کی تفسیر میں اور بھی عجیب ہی کہ

و من المستغرب قول ابن عبدالسلام في تفسيره كان الاسراء في النوم واليقظة و وقع بمكة والمدينة فان كان يريد تخصيص المدينة بالنوم و يكون كلامه على طريق اللف والنشر

اسراء خواب و بیداری اور مکہ اور مدینہ میں ہوئی اگر اُس کی مراد یہہ ہی کہ مدینہ میں خواب میں ہوئی اور اُس کا کلام بطور لف و نشر غیر مرتب کے ہو تو احتمال

مسجد حرام سے

غير المرتب فيحتمل و يكون الاسراء الذي
اتصل به المعراج و فرضت فيه الصلوات
في اليقظة بمكة والاخر في المنام بالمدينة و
ينبغي ان يزاد فيه ان الاسراء في المنام تكرر
بالمدينة النبوية —
(فتح الباري جلد سابع صفحه ۱۵۲)

هے كه ايسا هي هو اور اسراء جس كے
ساتهه معراج هوئي جس ميں نمازيں فرض
هوئيں حالت بيداري ميں مكه ميں هوئي
هو اور دوسري خواب ميں مدينه ميں —
اور اتني بات اور بڑهاني چاهيئے كه اسرا
خواب ميں كئي بار مدينه ميں هوئي *

اقوال اُن علماء كے جو اسراء كا مع معراج كے دو دفعه هونا بيان كرتے هيں

هاں بعض حديثوں ميں وه باتيں هيں جو بعض كے مخالف هيں — اسي ليئے بعض

نعم جاء في بعض الاخبار ما يخالف بعض
ذلك فجنح لاجل ذلك بعض اهل العلم منهم
الى ان ذلك كله وقع مرتين مرة في المنام
توطئة و تمهيدا و مرة ثانية في اليقظة كما
وقع نظير ذلك في ابتداء مجيئ الملك
بالوحي فقد قدمت في اول الكتاب ما ذكره
ابن ميسرة التابعي الكبير وغيره ان ذلك
وقع في المنام (فتح الباري شرح صحيح بخاري
جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

اهل علم كا ميلان اس طرف هے كه يهه سب
كچهه دو مرتبه هوا ايك مرتبه نيند ميں
بطور تمهيد اور پيش بندي كے اور دوسري
مرتبه جاگتے ميں — جيساكه فرشته كے
اول اول وحي لانے ميں هوا — اور ميں اس
كتاب كے شروع ميں ابن ميسرة تابعي كبير
وغيره كا يهه قول ذكر كرچكا هوں كه يهه
نيند كي حالت ميں هوا *

اور مهلب شارح بخاري نے اس قول كو ايك گروه كي جانب سے بيان كيا هے اور

وحكاه (اي مهلب) عن طائفة و ابو نصر بن
القشيري و ابو سعيد في شرف المصطفى قال
كان للنبي صلى الله عليه وسلم معاريج منها ما
كان في اليقظه و منها ما كان في المنام —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ۱۵۰) —

ابو نصر قشيري نے اور ابو سعيد نے شرف
المصطفى ميں كها هے كه پيغمبر كو كئي بار
معراج هوئي — بعض دفعه خواب ميں اور
بعض دفعه بيداري ميں *

اب هم اُن حديثوں اور روايتوں كو نقل كرتے هيں جن ميں بيان هے كه اسراء اور
معراج ايک هي دفعه اور ايک رات ميں هوئي تهي اور انهيں روايتوں كو هم تسليم
كرتے هيں *

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

اقوال اُن علما کے جو اسراء اور معراج دونوں کا ایک رات میں ہونا تسلیم کرتے ہیں

جمہور علما اور محدثون اور فقہا اور متکلمین کا یہہ مذہب ہی کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہي رات میں واقع ہوئیں — ظاہرا وہ لوگ مکہ سے بیت المقدس تک جانے

والاکثر علی انہ اسری بجسدہ الی بیت المقدس ثم عرج بہ الی السموات حتی انتہی الی سدرۃ المنتہی (تفسیر بیضاوي جلد اول صفحہ ۴۵۷) —

کا نام اسراء رکھتے ہیں اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہی تک جانے کا معراج — جیساکہ تفسیر بیضاوي میں لکھا ہی — اور اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ بیت المقدس تک آنحضرت بجسدہ گئے پھر آسمانوں کي طرف بلند کیئے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک جا پہونچے *

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکھا ہی کہ علماے متقدمین نے احادیث کے

وقد اختلف السلف بحسب اختلاف الاخبار الواردة فمنهم من ذهب الى ان الاسراء والمعراج وقعا في ليلة واحدة فی الیقظة بجسد النبي صلی اللہ علیہ وسلم و روحہ بعد المبعث والی ہذا ذہب الجمہور من علماء المحدثین والفقہاء والمتکلمین وتواردت علیہ ظواہر الاخبار الصحیحۃ ولاینبغي العدول عن ذلک اذ لیس فی العقل مایحیلہ حتی یحتاج الی تاویل — (فتح الباري جلد ہفتم صفحہ ۱۵۰)

مختلف ہونے کے سبب سے اختلاف کیا ہی بعض کہتے ہیں کہ اسراء اور معراج دونوں ایک رات میں حالت بیداري میں جسم اور روح کے ساتھہ بعثت کے بعد واقع ہوئیں — تمام علماء محدثین — فقہا اور متکلمین اسي کے قایل ہیں — اور تمام احادیث صحیحہ سے بھي ایسا ہي معلوم ہوتا ہی اور اس سے انکار کرنے کي گنجایش نہیں کیونکہ یہہ عقل کے نزدیک محال نہیں ہی تاکہ تاویل کي ضرورت ہو *

علامہ حجر عسقلاني نے دوسرے مقام پر یہہ لکھا ہی — کہ اسراء کے بعد معراج کے ایک

ویؤید وقوع المعراج عقب الاسراء في ليلة واحدة رواية ثابت عن انس عند مسلم ففي اوله اوتيت بالبراق فركبت حتى اتيت بيت المقدس فذكر القصة الى ان قال ثم عرج بنا الى السماء الدنيا و في حديث ابي

ہي رات میں واقع ہونے کي تائید مسلم کي اُس روایت سے ہوتي ہی جو ثابت نے انس سے روایت کي ہی — اس کے اول میں ہی کہ براق لایا گیا — پھر میں اُسپر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس پہونچا — پھر وہاں کا

مسجد اقصی کو

سعید الخدری عند ابن اسحٰق فلما فرغت مما کان في بیت المقدس اتي بالمعراج فذکر الحدیث — و وقع في اول حدیث مالک بن صعصعة ان النبي صلی الله علیه وسلم حدثهم عن لیلة اسری به فذکر الحدیث فهو و ان لم یذکر فیه الاسراء الی بیت المقدس فقد اشار الیه وصرح به في روایته فهو المعتمد (فتح الباری جلد هفتم صفحه ۱۵۱) —

حال میں ذکر کیا ہے کہ پھر ہم آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے اور ابن اسحٰق نے ابوسعید خدری کی حدیث میں بیان کیا ہی کہ جب میں بیت المقدس کی سیر سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی لائی گئی — پھر پوری حدیث بیان کی اور مالک بن صعصعہ کی حدیث کے شروع میں ہی کہ پیغمبر خدا نے اُن سے لیلۃ الاسراء کا ذکر کیا — پھر پوری حدیث بیان کی — پھر اگرچہ اُس نے اس حدیث میں بیت المقدس تک جانے کا ذکر نہیں کیا — مگر اشارہ کرگیا ہی اور اپنی روایت میں اس کی تصریح کردی ہی — اور یہی معتبر ہی *

جن روایتوں میں اسراء کو علحدہ اور معراج کو علحدہ دو چیزیں قرار دیا ہی — اُن کو ہم تسلیم نہیں کرسکتے — بلکہ اسراء اور معراج کو ایک دوسرے کا متحدالمعنی یا مرادف تصور کرتے ہیں — اس لیئے کہ قرآن مجید میں صرف لفظ اسری واقع ہوا ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی " سبحٰن الذي اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذي بارکنا حوله " مگر اسکے بعد فرمایا ہی " لنریه من آیاتنا انه هوالسمیع البصیر " یہہ آخر فقرہ ایک قسم کے عروج پر دلالت کرتا ہی جس کے سبب لفظ معراج مستعمل ہوگیا ہی پس معراج اور اسراء کا مفہوم متحد ہی — اور یہہ ایک ہی واقعہ ایک ہی رات میں واقع ہوا تھا — اسواسطے ہم اُن علما اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کی راے سے اتفاق کرتے ہیں جو یہہ کہتے ہیں کہ یہہ کل واقعہ ایک ہی رات میں اور ایک ہی دفعہ واقع ہوا *

جن علماء نے اسراء اور معراج کا ہونا متعدد دفعہ تسلیم کیا ہی اس کا اصلی سبب یہہ ہی کہ اسراء اور معراج کے متعلق جو حدیثیں اور روایتیں وارد ہیں وہ آپس میں بے انتہا مختلف ہیں — علما نے ان تمام حدیثوں کی تطبیق کرنے کے خیال سے وہ تمام شقوق اختیار کرلي ہیں جو اُن حدیثوں اور روایتوں سے پیدا ہوتي تھیں *

ہم اس طریق کو صحیح نہیں سمجھتے — مختلف حدیثوں میں وجہ تطبیق پیدا کرنی نہایت عمدہ طریقہ ہی — بشرطیکہ اُن میں تطبیق ہوسکے — جو حدیثیں اس قسم

اَلَّذِي بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

تي هيں که جن ميں ايسے امور کا بيان هى جو عادتاً يا امکاناً واقع هوتے رهتے هيں اور جن ميں کوئي استبعاد عقلي نهيں هى اگر ايسے امور ميں مختلف حديثيں هوں تو کها جا سکتا هى — کبهي ايسا هوا هوگا اور کبهي ويسا مگر اسي حديثوں ميں جن ميں ايسے امور کا بيان هو جن کا واقع هونا عادةً يا عقلاً ممکن نه هو تو صرف أن حديثوں کے اختلاف کے سبب أن کے تعدد وقوع کا قايم کرنا صحيح نهيں هى — کيونکه جب تک اور کسي طرح پر يهه امر ثابت نهوگيا هو که أن حديثوں ميں جو واقعه مذکور هى — وه متعدد دفعه واقع هوا هى — أس وقت تک صرف اختلاف احاديث سے جن کي صحت بسبب اختلاف کے خود معرض بحث ميں هى أس کا تعدد وقوع تسليم نهيں هوسکتا يهه تو مصادره على المطلوب هى *

شاه ولي الله صاحب بهي حجة الله البالغه ميں باب القضاء في الاحاديث المختلفه ميں لکهتے هيں که اصل يهه هى که هر حديث پر عمل کيا جائے جب تک که تناقض کے هونے سے سب پر عمل کرنا نا ممکن هو — اور يهه حقيقت ميں اختلاف نهيں هى بلکه فقط همارے نظر ميں اختلاف هى — پس اگر دو مختلف حديثيں هوں — اور دونوں ميں پيغمبر خدا کا کوئي فعل مذکور هو — اس طرح که ايک صحابي بيان کرے که آنحضرت نے يهه فعل کيا اور دوسرا صحابي کوئي اور فعل بيان کرے تو أن ميں کوئي تعارض نهوگا اور دونوں مباح هونگے اگر وه عادت کے متعلق هوں نه عبادت کے *

الاصل ان يعمل بكل حديث الا ان يمتنع العمل بالجميع للتناقض وانه ليس في الحقيقة اختلاف ولكن في نظرنا فقط فاذا ظهر حديثان مختلفان فان كانا من باب حكاية الفعل فحكى صحابي انه صلى الله عليه وسلم فعل شيئا و حكى آخر انه فعل شيئا آخر فلا تعارض و يكونان مباحين ان كانا من باب العادة دون العبادة —

(حجة الله البالغة صفحه ۱۴۳)

جو لوگ اسراء اور معراج کو متعدد مانتے هيں اور ايک هي ساتهه أس کا واقع هونا قبول کرتے هيں أن کے بهي باهم دوسري طرح پر اختلاف هى ايک گروه اعظم کي يهه راے هى که معراج ابتدا سے اخير تک بجسده اور جاگنے کي حالت ميں هوئي تهي — ايک گروه کي يهه راے هى که معراج ابتدا سے آخر تک سونے کي حالت ميں يعني بالروح بطور خواب کے هوئي تهي — ايک گروه کي يهه راے هى که مکه معظمه سے بيت المقدس تک

جس کے گردا گرد هم نے برکت دي تهي

بجسده جاگنے کي حالت میں اور وهاں سے آسمانوں تک بالروح هوئي تهي شاه ولي الله صاحب نے ایک چوتهي راے قایم کي هی که معراج بجسده هوئي تهي اور جاگنے میں مگر بجسد برزخي بین المثال والشهادة چنانچه ان سب رایوں کو هم ذیل میں نقل کرتے هیں *

قاضي عیاض نے اپني کتاب شفا میں لکها هی — پهر اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحاني یا جسماني هونے میں تین مختلف قول هیں — ایک گروه اسراء کي روح کے ساتهه اور خواب میں هونے کا قایل هی — اور اس پر بهي متفق هیں که پیغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی — معاویه کا مذهب بهي یهي هی — حسن بصري کو بهي اسي کا قایل بتاتے هیں — لیکن اُن کا مشهور قول اس کے برخلاف هی — اور محمد ابن اسحاق نے اسطرف اشاره کیا هی — اُن کي دلیل هی خدا کا یهه فرمانا که نهیں کیا هم نے وه خواب جو دکهایا تجهکو مگر آزمایش واسطے لوگوں کے اور حضرت عائشه کا یهه قول که نهیں کهویا میں نے رسول الله کے جسم کو یعني آپ کا جسم مبارک معراج میں نهیں گیا تها اور آنحضرت کا یهه فرمانا که اس حالت میں که میں سوتا تها اور اُنس کا یهه قول که آنحضرت اُسوقت مسجد حرام میں سوتے تهے — پهر معراج کا قصه بیان کرکے آخر میں کها که میں جاگا اور اُسوقت مسجد حرام میں تها بهت سے اگلے لوگ اور مسلمان اصحاب کے قایل هیں که اسراء جسم کے ساتهه

ثم اختلاف السلف والعلماء هل کان الاسراء بروحه اوجسده علی ثلث مقالات فذهبت طائفة الی انه اسراء بالروح و انه رویا منام مع اتفاقهم ان رویا الانبیاء وحي و حق و الی هذا ذهب معاویة و حکي عن الحسن والمشهور عنه خلافه و الیه اشار محمد ابن اسحاق و حجتهم قوله تعالی و ما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس و ما حکوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلی الله علیه وسلم و قوله بینا انا نائم و قول انس و هو نائم في المسجد الحرام و ذکرالقصة ثم قال في آخرها فاستیقظت و انا بالمسجدالحرام — و ذهب معظم السلف والمسلمین الی انه اسراء بالجسد في الیقظة و هوالحق و هذا قول ابن عباس و جابر و انس و حذیفة و عمر و ابي هریرة و مالک ابن صعصعه و ابي حبة البدري و ابن مسعود و ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادة و ابن المسیب و ابن شهاب و ابن زید والحسن و ابراهیم و مسروق و مجاهد و عکرمه و ابن جریج و هو دلیل قول عائشة و هو قول الطبري و ابن حنبل و جماعة عظیمة من المسلمین و هو قول اکثرالمتاخرین من الفقهاءوالمحدثین والمتکلمین والمفسرین — و قالت طائفة کان الاسراء بالجسد یقظة

لغويّه

الی بیت المقدس و الی السماء بالروح و احتجوا بقوله سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی فجعل المسجد الاقصی غایة الاسراء فوقع التعجب بعظیم القدرة والمدح بتشریف النبي محمد به و اظهار الکرامة له بالاسراء الیه و لو کان الاسراء بجسده الی زائد علی المسجد الاقصی لذکره فیکون ابلغ فی المدح (قاضي عیاض شفا صفحه ۸۵ و ۸۶) —

اور جاگنے کي حالت میں هوئي اور یهي بات حق هی — ابن عباس — جابر — انس — حذیفه عمر — ابي هریرة — مالک بن صعصعه — ابو حبة البدري — ابن مسعود — ضحاک — سعید بن جبیر — قتادة — ابن المسیب — ابن شهاب — ابن زید — حسن — ابراهیم — مسروق — مجاهد — عکرمه — اور ابن جریج سب کا یهي مذهب هی — اور حضرت عائشه کے قول کي بهي دلیل هی — اور طبري — ابن حنبل اور مسلمانوں کے ایک بڑے گروه کا یهي قول هی — متاخرین میں سے بهت سے فقیه — محدث — متکلم اور مفسر اسي مذهب پر هیں — ایک گروه بیت المقدس تک جسم کے ساتهه بیداري میں جانے اور آسمانوں پر روح کے ساتهه جانے کا قایل هی — اُن کي دلیل خدا کا یهه قول هی جهاں فرمایا پاک هی وه جو لیگیا اپنے بنده کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک — یهاں اسراء کي انتها مسجد اقصی بیان کي هی — پهر ایسي بڑي قدرت اور محمد صلی الله علیه وسلم کو بزرگي دینے اور اپنے پاس بلانے سے اُن کي بزرگي ظاهر کرنے پر تعریف کي اور تعجب کیا هی اور اگر مسجد اقصی سے اوپر بهي جسم کے ساتهه جاتے تو اس کا ذکر کرنا تعریف کے موقع پر زیاده مناسب تها *

اور یهي عبارت جو شفاء قاضي عیاض میں هی — عیني شرح بخاري میں نقل کي گئي هی مگر شفاء قاضي عیاض میں حضرت عائشه کي روایت میں جهاں لفظ مافقدت کا هی — وهاں صرف لفظ ما فقد هی بغیر (ت) کے (عیني شرح بخاري جلد هفتم مطبوعه مصر صفحه ۲۲۹) *

اور مولوي احمد حسن مرادآبادي کي تصحیح اور تحشي سے جو شفاء قاضي عیاض چهاپي گئي هی اُس میں لکها هی — و روي عنها (عن عائشة) ما فقد بصیغة المجهول و هو اظهر فی الاحتجاج یعني فقد مجهول کے صیغه سے بغیر (ت) کے هی اور صاحب معالم التنزیل نے بهي روایت عائشه میں لفظ فقد بغیر تاء کے بیان کیا هی *

اور شاه ولي الله صاحب نے حجة الله البالغه میں یهه لکها هی — که پیغمبر خدا کو

تاکہ دکھاویں ہم اُس کو

و اسری به الی المسجد الاقصی ثم الی السدرة المنتهی و الی ماشاء الله و کان ذلک بجسده فی الیقظة ولکن ذلک فی موطن هو برزخ بین المثال والشهادة جامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح و تمثل الروح والمعاني الروحية اجسادا و لذلک بان لکل واقعة من تلک الوقائع تعبیر و قد ظهر لحزقیل و موسی وغیرهم نحو من تلک الوقائع و کذلک لاولیاء الامة لیکون علو درجاتهم عند الله کحالهم فی الرؤیا والله اعلم — (حجة الله البالغة صفحه ۳۸۷) —

مسجد اقصی تک پھر سدرة المنتہی تک اور جہاں تک خدا نے چاہا معراج ہوئي — اور یہہ سب واقعہ جسم کے ساتھہ بیداري میں ہوا — لیکن ایسي حالت میں کہ وہ حالت عالم مثال اور عالم شہادت کے برزخ میں اُن دونوں کے احکام کي جامع تھي — روح کے آثار جسم پر طاري ہوئے اور روح اور روح کي کیفیتیں جسم کي شکل میں آگئیں — اسي لیئے ان میں سے ہر ایک واقعہ کي ایک جدا تعبیر ہی — حزقیل اور موسي وغیرہ انبیاء پر بھي ایسے ہي حالات گذر چکے ہیں — اسي طرح کے واقعات اولیاء اُمت کو پیش آتے ہیں تاکہ اُنکے مرتبے خدا کے نزدیک بلند ہوں جیسے کہ اُنکا حال خواب میں ہوتا ہی *

ان چار صورتوں کے سوا اور کوئي صورت معراج کي نہیں ہوسکتي — اور اس لیئے همکو ضرور هی کہ ان چاروں صورتوں میں سے کوئي صورت معراج کي اختیار کریں — اور جس صورت کو اختیار کریں اُس کي دلیلیں بیان کریں — اور جو اعتراض اُس پر وارد ہوتے ہوں اُنکے جواب دیں — مگر قبل اس کے کہ اس امر کو اختیار کریں — مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اول صحاح ستہ کي اُن حدیثوں کو نقل کریں جو معراج سے متعلق ہیں — اور اُن کے اختلافات کو بتائیں — اور تفقیح کریں کہ اُن مختلف حدیثوں سے کیا امر ظاہر ہوتا ہی اور اگر کسي حدیث کو ترجیح دیں — تو وجہہ ترجیح کو بیان کریں واضح ہو کہ موطا امام مالک اور ابو داؤد میں کوئي حدیث متعلق معراج کے نہیں ہی بخاري — مسلم — ترمذي — نسائي اور ابن ماجہ میں ہیں جن کو ہم بعینہ اس مقام پر نقل کرتے ہیں *

احادیث بخاري

حدثنا یحیی ابن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال کان ابوذر یحدث ان رسول الله

حدیث کي ہم سے یحیی بن بکیر نے اُسنے کہا حدیث کي ہم سے لیث نے یونس سے اور اُس نے ابن شہاب سے اور اُس نے انس بن مالک

من ایتنا

صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف
بیتی و انا بمکۃ فنزل جبرئیل ففرج صدری
ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطست من ذھب
ممتلیء حکمۃ و ایمانا فافرغہ فی صدری ثم
اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء
فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبریل
علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من ھذا
قال ھذا جبرئیل قال ھل معک احد قال
نعم معی محمد فقال ارسل الیہ قال نعم
فلما فتح علونا السماء الدنیا فاذا رجل قاعد
علی یمینہ اسودۃ و علی یسارہ اسودۃ اذا
نظر قبل یمینہ ضحک و اذا نظر قبل
شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قلت لجبریل من ھذا قال
ھذا آدم و ھذہ الاسودۃ عن یمینہ و شمالہ
نسم بنیہ فاھل الیمین منھم اھل الجنۃ و
الاسودۃ اللتی عن شمالہ اھل النار فاذا
نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ
بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیۃ فقال
لخازنھا افتح فقال لہ خازنھا مثل ماقال
الاول ففتح قال انس فذکر انہ وجد فی
السموات آدم و ادریس و موسی و عیسی
و ابراھیم ولم یثبت کیف منازلھم غیر انہ
ذکر انہ وجد آدم فی السماء الدنیا و ابراھیم
فی السماء السادسۃ — قال انس فلما مر
جبریل علیہ السلام بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح فقلت من ھذا قال ھذا ادریس
ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح
والاخ الصالح قلت من ھذا قال ھذا موسی
ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالنبی الصالح

سے اُنھوں نے کہا ابوذر بیان کرتے تھے کہ پیغمبر
خدا نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق
ہوئی اور میں اُسوقت مکہ میں تھا — پھر جبریل
نازل ہوئے اور اُنھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور
اُس کو آب زمزم سے دھویا پھر حکمت اور
ایمان سے بھرا ہوا ایک سونے کا لگن لائے اور
اس کو میرے سینہ میں انڈیل دیا — پھر
میرے سینہ کو برابر کردیا پھر میرا ہاتھہ پکڑا
اور آسمان تک لیگئے — جب میں آسمان دنیا
تک پہونچا — تو جبریل علیہ السلام نے
آسمان کے محافظ سے کہا کہ دروازہ کھولدے —
اُس نے کہا کون ہی؟ جبریل نے کہا میں ہوں
اُس نے پوچھا تمھارے ساتھہ کوئی ہی؟ کہا
ہاں میرے ساتھہ محمد صلعم ہیں — کہا کیا
بلائے گئے ہیں — کہا ہاں — جب دروازہ کھلا ہم
آسمان اول پر چڑھے دیکھا تو ایک شخص
بیٹھا ہوا ہی جس کے دائیں طرف بہت سی
دھندلی سی صورتیں ہیں اور بائیں طرف
بھی بہت سی دھندلی صورتیں ہیں — دائیں
طرف دیکھکر ہنستا ہی اور بائیں طرف دیکھکر
روتا ہی — اُس نے کہا مرحبا اے نبی صالح
اور فرزند صالح — میں نے جبریل سے پوچھا کہ
یہہ کون ہی — جبریل نے کہا یہہ آدم ہی اور
یہہ دھندلی صورتیں جو اس کے دائیں اور
بائیں طرف ہیں — اس کی اولاد کی روحیں
ہیں — ان میں سے دائیں طرف والی جنتی

کچھہ اپني نشانياں

والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى
ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح
والابن الصالح قلت من هذا قال هذا
ابراهيم — قال ابن شهاب فاخبرني ابن حزم
ان ابن عباس و اباحبة الانصاري كانا يقولان
قال النبي صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي
حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف
الاقلام — قال ابن حزم و انس ابن مالك قال
النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله
عزوجل على امتي خمسين صلواة — فرجعت
بذلك حتى مررت على موسى فقال ما
فرض الله لك على امتك قلت فرض
خمسين صلواة — قال فارجع الى ربك فان
امتك لاتطيق — فراجعت فوضع شطرها —
فرجعت الى موسى قلت وضع شطرها — فقال
راجع ربك فان امتك لاتطيق ذالك
فراجعت فوضع شطرها فرجعت اليه فقال
ارجع الى ربك فان امتك لاتطيق ذلك
فراجعته فقال هى خمس و هي خمسون
لا يبدل القول لدي — فرجعت الي موسى
فقال راجع ربك فقلت استحييت من ربي
ثم انطلق بي حتى انتهي بي الى السدرة
المنتهى و غشيها الوان لا ادري ما هي
ثم ادخلت الجنة فاذا فيها حبائل (جنا بذ)
اللؤلؤ و اذا ترابها المسك —

(صحيح بخاري مطبوعہ دهلي صفحات
۵۰ و ۵۱) —

هيں — اور بائيں طرف والي دوزخي اسي
لئے دائيں طرف ديکھکر هنستا هى اور بائيں
طرف ديکھکر روتا هى — پھر مجھکو دوسرے
آسمان تک لے گئے — اور اُس کے محافظ سے
کہا کھول — اس محافظ نے بھي وهي کہا
جو پہلے محافظ نے کہا تھا — پھر دروازہ
کھل گيا — انس کہتے هيں کہ پھر ذکر کيا
کہ آسمانوں ميں آدم — ادريس — موسى —
عيسى اور ابراهيم سے ملے اور اُن کے مقامات
کي تعيين نہيں کي سواے اس کے کہ پہلے
آسمان پر آدم اور چوتھے آسمان پر ابراهيم سے
ملنے کا ذکر کيا هى انس کہتے هيں جب
جبريل عليہ السلام پيغمبر خدا کے ساتھہ ادريس
عليہ السلام کے پاس پہنچے — اُنہوں نے کہا مرحبا
اے نبي صالح اور برادر صالح — ميں نے پوچھا
يہہ کون هيں جبريل نے کہا يہہ ادريس
هيں پھر موسى پر گذر هوا اُنہوں نے کہا مرحبا
اے نبي صالح اور برادر صالح — ميں نے پوچھا
يہہ کون هيں جبرئيل نے کہا يہہ موسى هيں
پھر ميں عيسى کے پاس پہونچا — انہوں نے کہا
مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح — ميں نے
پوچھا يہہ کون هيں کہا يہہ عيسى هيں —
پھر ميں ابراهيم کے پاس پہونچا — اُنہوں نے
کہا مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح — ميں نے پوچھا يہہ کون هيں کہا يہہ ابراهيم هيں —
ابن شہاب کہتے هيں مجھے ابن حزم نے خبر دي کہ ابن عباس اور ابوحبہ انصاري دونوں
کہتے تھے کہ پيغمبر خدا نے فرمايا کہ پھر مجھکو چڑھا لے گيا يہاں تک کہ ميں ايسي جگہہ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱﴾

پہونچا جہاں سے قلموں کے چلنے کي آواز سنتا تھا — ابن حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں – جب میں واپس ہوکر موسی کے پاس آیا تو اُنہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کي اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا پھر خدا کے پاس جائیئے – آپ کي اُمت سے یہہ فرض ادا نہ ہوسکیگا – میں پھر گیا تو خدا نے ان میں سے ایک حصہ کم کردیا پھر موسی کے پاس آیا اور میں نے کہا ایک حصہ ان میں سے خدا نے کم کردیا – کہا پھر جائیئے — آپ کي اُمت اسکا بھي تحمل نکرسکیگي – میں پھر گیا — خدا نے ایک حصہ اور کم کردیا — پھر جب موسی کے پاس آیا تو کہا پھر جائیئے آپ کي اُمت یہہ بھي ادا نکرسکیگي میں پھر خدا کے پاس گیا – کہا پانچ نمازیں ہیں اور وہي پچاس کي برابر ہیں — میرا قول نہیں بدلتا – میں موسی کے پاس آیا تو کہا پھر جائیئے میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتي ہے — پھر جبریل مجھے لے چلا — یہاں تک کہ میں سدرہ کے پاس پہونچ گیا اور اُسپر رنگ چھائے ہوئے تھے جنکي حقیقت میں نہیں جانتا پھر میں جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ موتي کے قبے ہیں اور اس کي مٹي مشک خالص ہے *

حدیث بیان کي ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے ہمام نے قتادہ سے اور کہا مجھسے خلیفہ نے حدیث بیان کي ہم سے یزید بن زریع نے کہا اُس نے

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام عن قتادة و قال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد و هشام حدثنا قتادة حدثنا انس بن مالك عن مالك بن صعصعة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان فذكر رجلا بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملان حكمة و ايمانا فشق من النحر الى مراق البطن ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئي حكمة و ايمانا و أتيت بدابة ابيض دون البغل و فوق الحمار البراق فانطلقت مع جبريل حتى اتينا السماء الدنيا قيل

حدیث بیان کي ہم سے سعید اور ہشام نے کہا اُنہوں نے حدیث بیان کي ہم سے قتادہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے کہ میں کعبہ کے پاس کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تھا پھر ذکر کیا ایک شخص کا دو شخصوں کے درمیان پھر سونے کا لگن حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا – پھر میرا سینہ پیٹ کي نرم جگہہ تک چیرا گیا – پھر اندر کي چیز (دل) کو آب زمزم سے دھوکر

بیشک وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا ۱

من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على آدم فسلمت عليه فقال مرحبا بك من ابن و نبي فاتينا السماء الثانية قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على عيسى و يحيى فقالا مرحبا بك من اخ و نبي فاتينا السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على يوسف فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فاتينا السماء الرابعة قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قيل محمد صلى الله عليه و سلم قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على ادريس فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فاتيت السماء الخامسة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معك قيل محمد قيل وقد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتينا على هارون فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فاتينا على السماء السادسة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معك قيل محمد صلى الله عليه و سلم قيل و قد ارسل اليه قيل نعم قيل مرحبا به ولنعم المجئ جاء فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال مرحبا بك من اخ و نبي فلما جاوزت بكى فقيل ما ابكاك قال يارب

حکمت اور ایمان سے بھر دیا ـ اور ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا ــ یعنی براق ـ پھر میں جبریل کے ساتھ چلا ـ یہاں تک کہ ہم پہلے آسمان تک پہونچے ـ پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ اور کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا ـ پھر میں آدم کے پاس آیا اور اُنکو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبی پھر میں عیسی اور یحیی کے پاس آیا دونوں نے کہا مرحبا اے بھائی اور نبی پھر ہم تیسرے آسمان پر پہونچے پوچھا یہہ کون ہی ــ کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم ہیں اسنے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں ــ کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا ـ پھر میں یوسف کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا ـ کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی پھر ہم چوتھے آسمان پر پہونچے پوچھا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ اور کون ہی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ــ کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا ـ پھر میں ادریس کے پاس آیا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے بھائی اور نبی پھر میں پانچویں آسمان پر پہونچا ـ پوچھا کون ہی کہا جبریل ـ کہا تیرے ساتھہ اور کون ہی کہا محمد صلعم

وَ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

هذا الغلام الذي بعث بعدي يدخل الجنة من امته افضل مما يدخل من امتي فاتينا السماء السابعة قيل من هذا قيل جبريل قيل و من معك قيل محمد قيل و قد ارسل اليه مرحبا به ولنعم المجيء جاء فاتيت على ابراهيم فسلمت عليه فقال مرحبا بك من ابن و نبي فرفع لي البيت المعمور فسالت جبريل فقال هذا البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا لم يعودوا آخر ما عليهم ورفعت لي سدرة المنتهى فاذا نبقها كانه قلال هجر وورقها كانه آذان الفيول في اصلها اربعة انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فسالت جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة واما الظاهر ان فالفرات والنيل - ثم فرضت على خمسون صلوة فاقبلت حتى جئت موسى فقال ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة قال انا اعلم بالناس منك عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة فان امتك لا تطيق فارجع الى ربك فسله فرجعت فسالته فجعلها اربعين ثم مثله ثم ثلثين ثم مثله فجعل عشرين ثم مثله فجعل عشرا فاتيت موسى فقال مثله فجعلها خمسا فاتيت موسى فقال ما صنعت قلت جعلها خمسا فقال مثله قلت سلمت فنودي اني قد امضيت فريضتي وخففت عن عبادي واجزي الحسنة عشرا و قال همام عن قتادة عن الحسن عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في البيت المعمور —

(صحیح بخاری مطبوعہ دہلی صفحات ۳۵۵ و ۳۵۶)

ہیں - کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر ہم ہارون کے پاس پہونچے میں نے انکو سلام کیا - کہا مرحبا تم پر اے نبی اور برادر پھر ہم چھٹے آسمان پر پہونچے پوچھا کون ہے کہا جبریل پوچھا کہ تیرے ساتھہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کہ بلائے گئے ہیں - کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا - پھر میں موسی کے پاس پہونچا — اُن کو میں نے سلام کیا — کہا مرحبا اے برادر اور نبی - جب میں وہاں سے بڑھا تو وہ روئے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو — کہا اے خدا یہہ لڑکا جو میرے بعد مبعوث ہوا ہے — اس کی امت کے لوگ میری اُمت والوں سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے — پھر ہم ساتویں آسمان پر پہونچے کہا کون ہے — کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہے — کہا محمد صلعم ہیں - پوچھا کہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر میں ابراہیم کے پاس پہونچا میں نے اُنکو سلام کیا کہا مرحبا تم پر اے فرزند اور نبی پھر بیت المعمور میرے قریب لایا گیا - میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا یہہ بیت المعمور ہے - اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں - اور جب یہاں سے نکلتے ہیں تو پھر کبھی نہیں آتے - پھر سدرۃ المنتہی مجھہ سے نزدیک ہوا -

اور هم نے دي موسی کو کتاب

جس کے بیر هجر کے مٹکوں کے برابر بڑے تھے اور پتے هاتھیوں کے کان کي برابر تھے — چار نہریں اس کي جڑ میں سے نکلتي تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاهر تھیں — میں نے جبریل سے پوچھا تو کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں هیں — اور دو ظاهر فرات اور نیل هیں — پھر مجھہ پر پچاس نمازیں فرض هوئیں پھر میں موسی کے پاس آیا — پوچھا آپ نے کیا کیا — میں نے کہا مجھہ پر پچاس نمازیں فرض هوئي هیں — کہا میں لوگوں کے حال سے آپ سے زیادہ واقف هوں — میں نے بني اسرائیل کي اصلاح میں سخت تکلیف اٹھائي هی — آپ کي امت اس کا تحمل نکرسکیگي آپ خدا کے پاس پھر جائیے — اور درخواست کیجیئے میں پھر گیا اور خدا سے سوال کیا — تو چالیس نمازوں کا حکم دیا — پھر ایسا هي هوا پھر تیس کا حکم دیا پھر ایسا هي هوا پھر بیس کا حکم دیا پھر ایسا هي هوا پھر دس نمازوں کا حکم دیا پھر میں موسی کے پاس ایا پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — پھر خدا نے پانچ نمازوں کا حکم دیا میں پھر موسی کے پاس آیا — کہا آپ نے کیا کیا میں نے کہا اب پانچ کا حکم دیا هی موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں نے کہا اب تو میں قبول کرچکا — پھر آواز آئي کہ هم نے اپنا فرض جاري کیا — اور اپنے بندوں کو آساني دي اور هم ایک نیکي کے بدلے دس کا ثواب دینگے — همام نے قتادہ سے اُس نے حسن سے اور اُس نے ابو هریرہ سے اور اُنھوں نے پیغمبر خدا سے روایت کي هی کہ یہہ واقعہ بیت المعمور میں هوا *

حدیث بیان کي هم سے هدبہ بن خالد نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے همام بن یحیی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُس نے

قال حدثنا هدبة بن خالد قال حدثنا همام بن يحيي حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلی الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة أسري به بينما انا في الحطيم و ربما قال في الحجر مضطجعا اذا اتاني آت فقد قال و سمعته يقول فشق ما بين هذه الی هذه يعني من ثغرة نحره الی شعرته و سمعته يقول من قصته الی شعرته فاستخرج قلبي ثم

مالک بن صعصعہ سے کہ پیغمبر خدا نے ذکر کیا اُن سے معراج کي رات کا کہ اُس حالت میں کہ میں حطیم میں تھا اور کبھي کہا میں حجر میں کروٹ پر سوتا تھا — کہ ایک آنے والا آیا پھر اُس نے چیرا اور میں نے سنا کہ فرمایا یہاں سے یہاں تک چاک کیا یعني گلے کے گڑھے سے بالوں کي جگہہ تک اور میں نے سنا کہ فرمایا سینہ کے سرے سے بالوں کي

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

أتيت بطست من ذهب مملوة ايمانا
فغسل قلبي ثم حشي ثم أعيد ثم أتيت
بدابة دون البغل وفوق الحمار ابيض ،
هوالبراق يضع خطوه عند اقصى طرفه
فحملت عليه فانطلق بي جبريل حتى
اتي السماء الدنيا فاستفتح فقيل من هذا
قال جبريل قيل و من معک قال محمد قيل
و قد أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم
المجئي جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها
آدم فقال هذا ابوک آدم فسلم عليه فسلمت
عليه فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح
والنبي الصالح ثم صعد حتى اتي السماء
الثانية فاستفتح قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معک قال محمد قيل و قد
أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم
المجئي جاء ففتح فلما خلصت اذا يحيى
و عيسى و هما ابنا الخالة قال هذا يحيى
و عيسى فسلم عليهما فسلمت فردا ثم قالا
مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم صعد
بي الى السماء الثالثة فاستفتح قيل من
هذا قال جبريل قيل و من معک قال
محمد قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل
مرحبا به فنعم المجئي جاء ففتح فلما
خلصت اذا يوسف قال هذا يوسف فسلم
عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبي الصالح ثم صعد بي حتى
اتي السماء الرابعة فاستفتح قيل من هذا
قال جبريل قيل و من معک قال محمد
قيل و قد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا
به فنعم المجئي جاء ففتح فلما خلصت
اذا ادريس قال هذا ادريس فسلم عليه
فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح

جگهه تک پهر میرا دل نکالا پهر ایمان سے بهرا
هوا سونے کا لگن لایا گیا اور میرا دل دهویا گیا
پهر بهرا گیا پهر وهیں رکهدیا گیا جهاں پهلے
تها — پهرایک جانور سواري کا لایاگیا جو خچر سے
چهوٹا گدهے سے بڑا سفید رنگ کا اور وہ براق
تها جو منتهاے نظر پر قدم رکهتا تها — میں
اُس پر سوار هوا اور جبریل میرے ساتهه چلے
یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہنچا اور اُس نے
دروازہ کهلوانا چاها — پوچها گیا کون هے کہا
جبریل پوچها گیا تیرےساتهه کون هے کہا محمد
صلعم هیں کہا کیا بلائے گئے هیں کہا هاں کہا
مرحبا کہا خوب آنا هوا پهر دروازہ کهل گیا جب
میں وهاں پهنچا تو دیکها کہ وهاں آدم هیں —
جبریل نے کہا کہ یہہ آپ کے باپ آدم هیں
اُن کو سلام کیجیئے میں نے سلام کیا — آدم
نے سلام کا جواب دیا پهر کہا اے فرزند صالح
اور نبي صالح مرحبا ! پهر چڑها یہاں تک
کہ دوسرے آسمان پر پهنچا — اور دروازہ
کهلوانا چاها کہا گیا کون هے کہا جبریل
کہا تیرے ساتهه کون هے کہا محمد صلعم هیں
کہا بلائے گئے هیں کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب
آنا هوا پهر دروازہ کهل گیا — جب میں وهاں
پهنچا تو دیکها کہ یحیی و عیسی هیں — اور
وہ دونوں خالہ زاد بهائي هیں — جبریل نے
کہا یہہ عیسی اور یحیی هیں اُن کو سلام
کیجیئے — میں نے سلام کیا — دونوں نے جواب

اور هم نے اُس کو کیا هدایت ؞

والنبي الصالح ثم صعد بي حتى اتى السماء
الخامسة فاستفتح قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد قيل و قد
أرسل اليه قال نعم قيل مرحبا به فنعم
المجيء جاء فلما خلصت فاذا هارون قال
هذا هارون فسلم عليه فسلمت عليه فرد ثم
قال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح ثم
صعد بي حتى اتى السماء السادسة فاستفتح
قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك
قال محمد قيل و قد أرسل اليه قال نعم
قيل مرحبا به فنعم المجيء جاء فلما
خلصت فاذا موسى قال هذا موسى فسلم
عليه فسلمت عليه فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبي الصالح فلما تجاوزت بكى
فقيل له ما يبكيك قال ابكي لان غلاما
بعث بعدي يدخل الجنة من أمته اكثر ممن
يدخلها من أمتي ثم صعد بي الى السماء
السابعة فاستفتح جبريل قيل من هذا قال
جبريل قيل و من معك قال محمد قيل
و قد بعث اليه قال نعم قال مرحبا به فنعم
المجيء جاء فلما خلصت فاذا ابراهيم قال
هذا ابوك فسلم عليه قال فسلمت عليه فرد
السلام فقال مرحبا بالابن الصالح والنبي
الصالح ثم رفعت بي سدرة المنتهى فاذا
نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل آذان
الفيلة قال هذه سدرة المنتهى و اذا اربعة
انهار نهران باطنان و نهران ظاهران فقلت
ماهذان يا جبريل قال اما الباطنان فنهران
في الجنة و اما الظاهران فالنيل والفرات
ثم رفع لي البيت المعمور ثم أتيت باناء
من خمر و اناء من لبن و اناء من عسل
فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها

دیا — پهر کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي
صالح — پهر مجهکو تیسرے آسمان پر چڑها لے
گیا — پهر اُس نے دروازہ کهلوانا چاہا —
پوچها گیا کون هی کہا جبرئیل — کہا تیرے ساتهہ
کون هی کہا محمد صلعم هیں — کہا بلائے گئے
هیں کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب آنا هوا —
پهر دروازہ کهل گیا اور میں پہنچا تو دیکها کہ
وهاں یوسف هیں — جبرئیل نے کہا کہ یہہ
یوسف هیں — انکو سلام کیجئے — میں نے سلام
کیا — یوسف نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے
برادر صالح اور نبي صالح پهر مجهکو چوتهے
آسمان پر چڑها لے گیا وهاں بهي دروازہ کهلوانا
چاها تو پوچها گیا کون هی کہا جبرئیل کہا تیرے
ساتهہ کون هی — کہا محمد صلعم هیں — کہا
بلائے گئے هیں — کہا هاں کہا مرحبا کیا خوب آنا
هوا پهر دروازہ کهل گیا — جب میں وهاں
پہنچا تو دیکها وهاں ادریس هیں — جبرئیل
نے کہا یہہ ادریس هیں ان کو سلام کیجئے —
میں نے سلام کیا ادریس نے جواب دیا اور کہا
مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح پهر مجهکو
پانچویں آسمان پر چڑها لے گیا اور وهاں بهي
دروازہ کهلوانا چاها — پوچها گیا کون هی کہا
جبرئیل کہا تیرے ساتهہ کون هی کہا محمد صلعم
هیں کہا کیا بلائے گئے هیں کہا هاں کہا مرحبا
کیا خوب آنا هوا جب میں پہنچا تو دیکها
وهاں هارون هیں — جبرئیل نے کہا یہہ هارون

لبني اسرائيل

و أمتك ثم فرضت على الصلوات خمسون
صلوات كل يوم فرجعت فمررت على موسى
فقال بم أمرت قال أمرت بخمسين صلوات
كل يوم قال ان امتك لا تستطيع خمسين
صلوة كل يوم و اني والله قد جربت الناس
قبلك و عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة
فارجع الى ربك فسله التخفيف لامتك
فرجعت فوضع عني عشرا فرجعت الى
موسي فقال مثله فرجعت فوضع عني
عشرا فرجعت الى موسى فقال مثله فرجعت
فوضع عني عشرا فرجعت الى موسى فقال
مثله فرجعت فامرت بعشر صلوات كل يوم
فرجعت فقال مثله فرجعت فامرت بخمس
صلوات كل يوم فرجعت الى موسى فقال بم
أمرت قلت امرت بخمس صلوات كل يوم
قال ان امتك لاتستطيع خمس صلوات
كل يوم و اني قد جربت الناس قبلك و
عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة فارجع
الى ربك فسله التخفيف لامتك قال
سالت ربي حتى استحييت و لكني ارضي
و أسلم قال فلما جاوزت نادى مناد امضيت
فريضتي و خففت عن عبادي —

(صفحات ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ صحيح
بخاري مطبوعه دهلي) -

هيں ان کو سلام کيجيئے ميں نے سلام کيا هارون
نے سلام کا جواب ديا اور کہا مرحبا اے برادر
صالح اور نبي صالح پهر مجهکو چهٹے آسمان
پر لے گيا اور دروازہ کهلوانا چاها پوچها کيا که
کون هے کہا جبريل کہا تيرے ساتهه کون هے
کہا محمد صلعم هيں — کہا کياوه بلائے گئے هيں —
کہا هاں کہا مرحبا کيا خوب آنا هوا پهر ميں
پهنچا تو ديکها وهاں موسىٰ هيں جبريل نے
کہا يهه موسى هيں ان کو سلام کيجئے — ميں
نے سلام کيا — موسى نے جواب ديا پهر کہا
مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح — جب
ميں وهاں سے آگے بڑها موسى روئے — أن سے
پوچها گيا که آپ کيوں روتے هيں کہا ميں
اس لئے روتا هوں که اس لڑکے کي أمت کے
لوگ جو ميرے بعد مبعوث هوا هے — ميري
أمت والوں سے زيادہ جنت ميں جائيںگے پهر
مجهکو ساتويں آسمان پر لے گيا اور دروازہ کهلوانا
چاها پوچها گيا کون هے کہا جبريل کہا تيرے
ساتهه کون هے کہا محمد صلعم هيں — کہا کيا
طلب کيئے گئے هيں — کہا هاں — کہا مرحبا
کيا خوب آنا هوا پهر جب ميں پهنچ گيا تو
ديکها وهاں ابراهيم هيں — جبريل نے کہا يهه آپ کے دادا ابراهيم هيں — ان کو سلام
کيجيئے — ميں نے سلام کيا سلام کا جواب ديا اور کہا مرحبا اے فرزند صالح اور نبي صالح
پهر سدرة المنتهى مجهه سے نزديک هوا ميں نے ديکها اس کے پهل هجر کے مٹکوں کے
برابر اور پتے هاتهيوں کے کان کي برابر هيں — جبريل نے کہا يهه سدرة المنتهى هے — ميں
نے ديکها اس کي جڑ سے چار نہريں نکلتي هيں دو پوشيدہ اور دو ظاهر — ميں نے کہا

بني اسرائيل کے لیئے

اسے جبریل یهه کیا هوں — کہا تو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتي هیں اور دو ظاهر نیل اور فرات هیں — پهر بیت المعمور مجهه سے نزدیک هوا — پهر ایک طرف شراب سے دوسرا دودہ سے اور تیسرا شهد سے بهرا هوا پیش کیا گیا میں نے دودہ کو پسند کیا — جبریل نے کہا یهي آپ کي فطرت هے جس پر آپ اور آپ کي اُمت پیدا هوئي هے — پهر مجهه پر هر روز پچاس نمازیں فرض هوئیں — پهر میں اُلٹا پهرا اور موسی کے پاس آیا پوچها کیا حکم هوا — میں نے کہا هر روز پچاس نمازوں کا حکم هوا هے کہا آپ کي اُمت پچاس نمازیں هر روز ادا نہیں کرسکیگي — اور خدا کي قسم میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا هوں اور بني اسرائیل کي اصلاح میں سخت تکلیف اُتها چکا هوں — خدا کے پاس پهر جائیے — اور اپني اُمت کے لیئے تخفیف کي درخواست کیجیئے — میں پهرا گیا اور خدا نے دس نمازیں کم کردیں — اور میں پهر موسی کے پاس آیا — موسی نے پهر وهي کہا جو پہلے کہا تها — میں پهر گیا اور خدا نے دس اور کم کردیں پهر موسی کے پاس آیا موسی نے پهر وهي کہا جو پہلے کہا تها میں پهر گیا اور خدا نے دس نمازیں اور کم کردیں — پهر موسی کے پاس آیا پهر بهي وهي کہا جو پہلے کہا تها — میں پهر گیا تو هر روز دس نمازوں کا حکم هوا — جب میں موسی کے پاس آیا تو پهر وهي کہا جو پہلے کہا تها — میں پهر گیا اور اب کي دفعہ هر روز پانچ نمازوں کا حکم هوا — لوٹ کر موسی کے پاس آیا تو پوچها کیا حکم هوا میں نے کہا هر روز پانچ نمازوں کا حکم هوا هے — کہا آپ کي اُمت هر روز پانچ نمازیں ادا نہیں کرسکیگي — میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا هوں اور بني اسرائیل کي اصلاح میں تکلیف اُتها چکا هوں — آپ پهر جائیے اور اپني اُمت کے لیئے کمي کي درخواست کیجیئے — کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا یہاں تک کہ مجهے شرم آئي اب تو میں راضي هوں اور اسي کو قبول کرتا هوں — کہا جب میں اُس مقام سے چلا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا فرض جاري کردیا اور اپنے بندوں پر آساني کي *

حدیث بیان کي هم سے محمد بن بشار نے کہا اسنے حدیث بیان کي هم سے غندر نے کہا اُسنے حدیث بیان کي هم سے شعبہ نے قتادہ سے اور کہا مجهسے خلیفہ نے حدیث بیان کي هم سے یزید بن زریع نے کہا اُسنے حدیث بیان کي هم سے سعید نے قتادہ سے اُس نے ابوالعالیہ سے

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر حدثنا شعبة عن قتادة وقال لي خليفة حدثنا يزيد بن زريع حدثنا سعيد عن قتادة عن ابي العالية حدثنا ابن عم نبيكم صلى الله عليه وسلم

اَلَّا تَتَّخِذُوْا

يعني ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رايت ليلة أسري بي موسى رجلا آدم طوالا جعدا كانه من رجال شنوءة ورايت عيسى رجلا مربوعا مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس ورايت مالكا خازن النار والدجال في آيات اراهن الله اياه فلا تكن في مرية من لقائه قال انس وابوبكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم تحرس الملائكة المدينة من الدجال —
(صحيح بخاري صفحه ٤٥٩) —

کہا اُسنے حدیث بیان کي ہم سے تمہارے نبي کے چچا کے بیٹے یعني ابن عباس نے پیغمبر خدا سے فرمایا میں نے دیکھا معراج کي شب موسی کو لمبے قد کا اور گھونگروالے بالوں والا گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ کے مردوں میں سے ہیں — اور میں نے عیسی کو دیکھا میانہ قد میانہ بدن رنگت مائل بسرخي و سفیدي بال چھوٹے ہوئے — اور میں نے دیکھا مالک محافظ دوزخ کو اور دجال کو اُن نشانیوں میں جو خدا نے دکھائیں — پس نہ شک کر تو اس کے دیکھنے میں — روایت کي انس نے اور ابوبکرہ نے پیغمبر خدا سے کہ فرشتے مدینہ کو دجال سے بچاتے اور اُسکي نگہباني کرتے ہیں *

حدثنا عبدان حدثنا عبدالله حدثنا یونس عن الزهري وحدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسة حدثنا یونس عن ابن شهاب قال قال انس ابن مالک كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلیء حكمة وايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جاء الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال معک احد قال معي محمد قال أرسل اليه قال نعم ففتح فلما علونا السماء الدنيا اذا رجل عن يمينه اسودة وعن يساره اسودة فاذا نظر قبل يمينه ضحک واذا نظر قبل شماله بكي فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت

حدیث بیان کي ہم سے عبدان نے کہا اُسنے حدیث بیان کي ہم سے عبدالله نے کہا اُسنے حدیث بیان کي ہم سے یونس نے زهري سے اور ہم سے حدیث بیان کي احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے عنبسہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا اُسنے کہا انس بن مالک نے ابوذر حدیث بیان کرتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا — میرے گھر کي چھت شق کي گئي اور میں اُسوقت مکہ میں تھا — پھر جبریل نازل ہوا اور میرا سینہ چیرکر آب زمزم سے دھویا پھر حکمت وایمان سے بھرا ہوا سونے کا لگن لایا اور اسکو میرے سینہ میں اُلٹ دیا — پھر اسکو برابر کردیا اور میرا ہاتھہ پکڑکر آسمان پر لے چلا جب پہلے آسمان پر پہنچا جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول کہا کون ہے

كه نه پکڑو

من هذا يا جبريل قال هذا آدم وهذه الاسودة عن يمينه وعن شماله نسم بنيه فاهل اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكي ثم عرج بي جبريل حتى اتي السماء الثانية فقال لخازنها افتح فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد في السموات ادريس و موسى و عيسى و ابراهيم ولم يثبت لي كيف منازلهم غير انه قد ذكر انه قد وجد آدم في السماء الدنيا وابراهيم في السادسة وقال انس فلما مر جبريل بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم - قال ابن شهاب واخبرني ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري كانا يقولان قال النبي صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي جبريل حتى ظهرت لمستوى اسمع صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله على خمسين صلوة فرجعت بذلک حتى امر بموسى فقال موسى ماالذي فرض ربک على امتک قلت فرض عليهم خمسون صلوة قال فراجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک فرجعت فراجعت ربي فوضع شطرها فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فذكر

کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کوئي هی کہا هاں ساتهي محمد صلعم هیں — کہا بلائے گئے هیں کہا هاں پهر دروازہ کهل گیا — اور هم آسمان اول پر جاپہنچے — میں نے دیکھا ایک مرد هی جسکے دائیں بائیں بہت سي صورتیں هیں — دائیں طرف دیکهکر هنستا هی اور بائیں طرف دیکهکر روتا هی — اُسنے کہا مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح میں نے کہا اے جبریل یهہ کون هی کہا یهہ آدم هیں اور یهہ صورتیں جو اُنکے دائیں بائیں هیں — اُنکی اولاد کي روحیں هیں — ان میں سے دائیں طرف والے جنتي اور بائیں طرف والے دوزخي هیں — اسلیئے دائیں طرف دیکهکر هنسنے اور بائیں طرف دیکهکر روتے هیں — پهر جبریل مجهکو دوسرے آسمان پر چڑها لیگیا — اور محافظ سے کہا کهول اس محافظ نے وهي وهي کہا جو پہلے محافظ نے کہا تها — پهر کهول دیا انس کہتے هیں کہ ابوذر نے آسمانوں پر ادریس — موسی — عیسی اور ابراهیم کا ملنا تو بیان کیا مگر اُنکے مقامات کي تعیین نہیں کي سوائے اس کے کہ آسمان اول پر آدم اور چهٹی آسمان پر ابراهیم کے ملنے کا ذکر کیا — انس کہتے هیں جب جبریل کا گذر ادریس کے پاس هوا — ادریس نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح میں نے کہا یهہ کون هیں کہا یهہ ادریس هیں پهر میں موسی کے

مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲

مثلها فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال ذلك ففعلت فوضع شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال راجع ربك فان امتك لاتطيق ذلك فرجعت فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لايبدل القول لدي فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فقلت قد استحييت من ربي ثم انطلق حتى اتى بي السدرة المنتهى فغشيها الوان لاادري ماهي ثم ادخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسك — (صحيح بخاري صفحات ۴۷۰ و۴۷۱) —

پاس پہنچا موسى نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح — میں نے پوچھا یہہ کون هیں — کہا موسى هیں — پھر میں عیسى کے پاس پہونچا عیسى نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح میں نے پوچھا یہہ کون هیں کہا یہہ عیسى هیں — پھر میں ابراهیم کے پاس پہنچا — ابراهیم نے کہا مرحبا اے فرزند صالح اور نبي صالح میں نے پوچھا یہہ کون هیں کہا یہہ ابراهیم هیں — کہا ابن شہاب نے اور خبر دي مجھکو ابن حزم نے که ابن عباس اور ابو حبة الانصاري دونوں کہتے تھے که رسول خدا نے فرمایا پھر مجھکو جبریل ایسے مقام پر چڑھا لیگیا جہاں سے قلموں † کے چلنے کی آواز سنائي دیتي تھي — کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے فرمایا رسول خدا نے که فرض کیں خدا نے مجھپر پچاس نمازیں — پھر میں لوٹکر موسى کے پاس آیا موسى نے پوچھا که خدا نے آپ کي أمت پر کیا فرض کیا — میں نے کہا که أن پر پچاس نمازیں فرض هوئي هیں — کہا خدا کے پاس پھر جائیئے آپکي أمت اسکا تحمل نہیں کرسکیگي — میں پھر خدا کے پاس گیا خدا نے أن میں سے ایک حصه کم کردیا — پھر میں موسى کے پاس آیا کہا پھر جائیئے اور وهي کہا جو پہلے کہا تھا — پھر خدا نے ایک حصه أن میں سے اور کم کردیا — میں پھر موسى کے پاس آیا اور انکو خبر دي موسى نے پھر کہا خدا کے پاس پھر جائیئے — میں نے ایسا هي کیا — ایک حصه خدا نے اور کم کردیا — میں پھر موسى کے پاس آیا اور أنکو خبر دي — کہا خدا کے پاس پھر جائیئے آپکي أمت اسکي طاقت نہیں رکھتي — میں پھر گیا — اور پھر سوال کیا کہا پانچ اور یهي پچاس هیں — اب میرا قول نہیں بدلتا پھر میں موسى کے پاس آیا کہا خدا کے پاس پھر جائیئے میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هے پھر جبریل مجھکو سدرة المنتهى پر لیگیا — کچھه رنگ أسپر چھائے هوئے تھے — أنکي حقیقت سے میں خبردار نہیں هوں — پھر میں جنت میں داخل هوا — وهاں موتي کے قبے اور مشک کي مٹي تھي *

† اي صوت الاقلام حال الكتابة كانت الملائكة تكتب الاقضية —

موسے سوا کوئی، کا ساز ۲

حدیث کی ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہا اُس نے حدیث کی مجھ سے سلیمان نے شریک بن عبداللہ سے کہا اُس نے سنا میں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے وہ اُس رات کا جبکہ رسول خدا کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی — کہ تین شخص (فرشتے) وحی آنے سے پہلے رسول خدا کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے — ان میں سے اول نے کہا ان میں سے کون بیچ والے نے کہا جو ان میں بہتر ہی — ان میں سے اخیر شخص نے کہا لو ان میں سے بہتر کو وہ رات تو گذر گئی پھر کسی نے اُن کو نہیں دیکھا — یہاں تک کہ ایک دوسری رات کو آئے ایسی حالت میں جبکہ رسول خدا کا دل دیکھتا تھا — اور آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا اور اسیطرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور اُنکے دل نہیں سوتے تھے — پھر اُنہوں نے رسول خدا سے بات نہیں کی اور اُن کو اُٹھاکر چاہ زمزم کے پاس لے گئے — پھر ان میں سے جبریل نے کام کا ذمہ لیا — پھر جبریل نے اُن کے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا — یہاں تک کہ سینہ اور جوف کو بالکل خالی کردیا — پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا — یہاں تک کہ جوف کو صاف کرڈالا — پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا پیتا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا — جبریلؑ نے اُس سے آنحضرت کے سینہ اور حلق کی رگوں کو پر کردیا — پھر برابر کردیا — پھر اُن

حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله قال حدثني سليمان عن شريك بن عبدالله انه قال سمعت انس بن مالك يقول ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة انه جاءه ثلثة نفر قبل ان يوحي اليه و هو نائم في المسجد الحرام فقال اولهم ايهم هو فقال اوسطهم هو خيرهم فقال آخرهم خذوا خيرهم فكانت تلك الليلة فلم يرهم حتى اتوه ليلة أخرى فيما يرى قلبه و تنام عينه ولا ينام قلبه و كذلك الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم فلم يكلموه حتى احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبريل فشق جبريل مابين نحره الى لبته حتى فرغ من صدره وجوفه فغسله من ماء زمزم بيده حتى انقى جوفه ثم أتي بطست من ذهب فيه تور من ذهب محشو ايمانا و حكمة فحشابه صدره و لغاديده يعني عروق حلقه ثم اطبقه ثم عرج به الى السماء الدنيا فضرب بابا من ابوابها فناداه اهل السماء من هذا فقال جبريل قالوا و من معك قال معي محمد قال و قد بعث قال نعم قالوا فمرحبا به واهلا يستبشر به اهل السماء لا يعلم اهل السماء بما يريد الله به في الارض حتى يعلمهم فوجد في السماء الدنيا آدم فقال له جبريل هذا ابوك فسلم عليه فسلم عليه و رد عليه آدم و قال مرحبا و اهلا يا بني فنعم الابن انت فاذا هو في السماء الدنيا بنهرين يطردان فقال ما هذان النهران يا جبريل قال هذا النيل والفرات عنصرهما ثم مضى

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

به في السماء فاذا هو بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد فضرب يده فاذا هو مسك اذفر فقال ما هذا يا جبريل قال هو هذا الكوثر الذي قد خبالك ربك ثم عرج به الى السماء الثانية فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الاولى من هذا قال جبريل قالوا و من معك قال محمد قال و قد بعث اليه قال نعم قالوا مرحبا به و اهلا ثم عرج به الى السماء الثالثة و قالوا له مثل ما قالت اولاى و الثانية ثم عرج به الى السماء الرابعة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء الخامسة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء السادسة فقالوا له مثل ذلك ثم عرج به الى السماء السابعة فقالوا له مثل ذلك كل سماء فيها انبياء قد سماهم فاوعيت منهم ادريس في الثانية وهارون في الرابعة و اخر في الخامسة لم احفظ اسمه و ابراهيم في السادسة و موسى في السابعة بتفضيل كلام الله فقال موسى رب لم اظن ان يرفع على احد ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرة المنتهى و دنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه فيما يوحى الله خمسين صلوة على امتك كل يوم و ليلة ثم اهبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الى خمسين صلوة كل يوم و ليلة قال ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك و عنهم فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى جبريل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبريل نعم ان شئت فعلا به الى الجبار فقال و هو مكانه يا رب خفف عنا فان امتي لا تستطيع هذا فوضع عنه

کو آسمان دنیا پر لے گیا اور اُس کا ایک دروازہ کھٹکھٹایا — آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہی — کہا جبریل کہا اور تیرے ساتھہ کون ہی کہا میرے ساتھہ محمد صلعم ہیں — پوچھا بلائے گئے ہیں — کہا ہاں کہا مرحبا آئیے اہل آسمان اسی بشارت کو طلب کر رہے ہیں — کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں جانتا کہ اُن سے خدا زمین پر کیا چاہتا ہی جب تک کہ اُن کو معلوم نہ ہو — پھر آسمان اول پر آدم کو دیکھا جبریل نے کہا یہہ اپ کے باپ ہیں — اُن کو سلام کیجیئے — رسول خدا نے آدم کو سلام کیا اور آدم نے جواب دیا — اور کہا مرحبا اے بہترین فرزند — پھر یکایک آسمان اول پر دو نہریں بہتی دیکھیں کہا اے جبریل یہہ کیسی نہریں ہیں — کہا یہہ نیل و فرات کی اصل ہیں — پھر اُن کو آسمان میں لے گیا — ایک اور نہر دیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے تھے — پھر اُس میں ہاتھہ ڈالا تو اس کی مٹی بالکل مشک خالص کے مانند تھی — کہا اے جبریل یہہ کیا ہی اس نے کہا یہہ کوثر ہی جو خدا نے آپ کے لیئے تیار رکھی ہی — پھر دوسرے آسمان پر لے گیا یہاں بھی فرشتوں نے وہی کہا جو پہلوں نے کہا تھا — کہ کون ہی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم

(اے) اولاد اُس قوم کي جس کو هم نے چڑھا ليا تها نوح کے ساتهه

عشر صلوات ثم رجع الى موسى فاحتبسه فلم يزل يردده موسى الى ربه حتى صارت الى خمس صلوات ثم احتبسه موسى عند الخمس فقال يا محمد والله لقد راودت بني اسرائيل قومي على ادنى من هذا فضعفوا و تركوه فامتك اضعف اجسادا و قلوبا و ابدانا و ابصارا و اسماعا فارجع فليخفف عنك ربك كل ذلك يلتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى جبريل ليشير عليه و كان لا يكره ذلك جبريل فرفعه عند الخامسة فقال يا رب ان امتي ضعفاء اجسادهم وقلوبهم و اسماعهم و ابصارهم و ابدانهم فخفف عنا فقال الجبار يا محمد قال لبيك و سعديك قال انه لا يبدل القول لدي كما فرضت عليك في أم الكتاب فكل حسنة بعشر امثالها فهي خمسون في أم الكتاب وهي خمس عليك فرجع الى موسى فقال كيف فعلت قال خفف عنا اعطانا بكل حسنة عشر امثالها قال موسى قد والله راودت بني اسرائيل على ادنى من ذلك فتركوه فارجع الى ربك فليخفف عنك ايضا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا موسى قد والله استحييت من ربي مما اختلف اليه قال فاهبط بسم الله فاستيقظ و هو في المسجد الحرام —

(صحيح بخاري صفحات ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱)

هيں کہا طلب کيئے گئے هيں — کہا هاں کہا مرحبا پھر دوسرے آسمان پر لے گيا وهاں بھي فرشتوں نے وهي کہا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کہا تها — پھر چوتھے آسمان پر لے گيا — پھر وهي اُنہوں نے کہا جو پہلے کہہ چکے تھے — پھر پانچويں آسمان پر لے گيا اور يہاں بھي مثل اول کے فرشتوں نے کلام کيا — پھر چھٹے آسمان پر لے گيا اور فرشتوں نے مثل اول کے کلام کيا — پھر ساتويں آسمان پر لے گئے وهاں کے فرشتوں نے بھي وهي کہا جو پہلوں نے کہا تها — هر ايک آسمان ميں پيغمبروں کے جدا جدا نام بتائے — جن ميں سے ميں نے ياد رکھا ادريس دوسرے آسمان ميں — هارون چوتھے ميں اور کوئي دوسرے نبي پانچويں ميں جن کا نام ياد نہيں رها — ابراهيم چھٹے ميں اور موسى ساتويں ميں اس لئے کہ اُن کو خدا کے ساتهه کلام کرنے کي فضيلت هے — پھر موسى نے کہا اے خدا ميرے گمان ميں بھي نہيں تها که کسي کو مجھپر فضيلت دي جائيگي — پھر خدا اُن کو اس سے بھي اُوپر لے گيا جس کا علم سوائے خدا کے کسي کو نہيں هے يہاں تک که سدرة المنتهى پر پہنچے — پھر خدا نزديک هوا پھر اور بھي نزديک هوا — يہاں تک که دو کمانوں کا يا اس سے بھي کم فاصله رهگيا — پھر خدا نے اُن کو وحي بھيجي که تيري اُمت پر پچاس نمازيں هر روز و شب ميں فرض هوئيں — پھر اُترے يہاں تک که موسى کے پاس پہنچے — پھر موسى نے اُن کو روک ليا — اور کہا اے محمد صلعم خدا نے آپ کو کيا حکم ديا —

اِنَّهٗ كَانَ

كہا مجھکو ہررات دن میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ھی - موسی نے کہا آپ کي اُمت اسکي طاقت نہیں رکھتي پھر جائیئے تاکہ خدا اس میں تخفیف کرے - رسول خدا نے جبریل کي طرف دیکھا گویا کہ اس بارہ میں اُس سے صلاح پوچھتے ھیں - جبریل نے کہا ہاں اگر آپ چاہیں - پھر خدا کے پاس گئے - اور کہا جبکہ وہ اپنے پہلے مقام پر تھے - اے خدا کمي کر کیونکہ میري اُمت اسکي طاقت نہیں رکھتي خدا نے دس نمازیں کم کردیں - پھر موسی کے پاس آئے اور موسی نے اُن کو روک لیا - موسی بار بار اُنکو خدا کي طرف بھیجتے تھے یہانتک کہ پانچ نمازیں فرض رہگئیں موسی نے پھر روکا اور کہا اے محمد قسم خدا کي میں نے اپني قوم بني اسرائیل سے اس سے بھي کم محنت چاهي تھي - انھوں نے کمزوري دکھائي اور اُسکو چھوڑ دیا - آپ کي اُمت کا جسم - قلب - بصارت اور سماعت اور بھي زیادہ ضعیف ھی - پھر جائیئے تاکہ خدا اسکو بھي معاف کردے - رسول خدانے جبریل کي طرف دیکھا تاکہ اس میں مشورہ دے جبریل اسکو برا نہیں جانتا تھا پھر پانچویں دفعہ بھي رسول خدا کو لے گیا - پھر رسول خدانے کہا اے رب میري اُمت کے جسم - قلب - بصارت ـــ سماعت اور بدن ضعیف ھیں - پس ہمارے حق میں کمي کر خدانے کہا اے محمد - کہا لبیک (حاضر ہوں) کہا میرا قول نہیں بدلتا جسطرح اُم الکتاب میں تجھپر فرض کرچکا ہوں ـــ اور ہرنیکی کا بدلہ دس نیکیوں کي برابر ہوگا - اسلیئے اب یہہ نمازیں اُم الکتاب میں پچاس کي برابر اور تیرے نزدیک وهي پانچ ھیں ـــ پھر موسی کے پاس آئے کہا آپ نے کیا کیا - کہا خدانے تخفیف کي اسطرح پر کہ ہرنیکي کے بدلے ھمکو دس نیکیوں کا ثواب عنایت کیا - موسی نے کہا واللہ میں نے تو بني اسرائیل سے اس سے بھي کم محنت چاهي تھي - اُنھوں نے اسکو بھي چھوڑ دیا ـــ خدا کے پاس پھر جائیئے ـــ تاکہ خدا ان کو بھي معاف کردے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسی قسم ھی خدا کي کہ مجھکو اپنے رب سے شرم آتي ھی کہ بار بار اُس کے پاس جاؤں کہا - تو بسم اللہ اُتریئے - پھر جاگے اور اس وقت مسجد حرام میں تھے *

حدیث بیان کي ہم سے ابراھیم بن موسی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا اس نے حدیث بیان کي ہم سے معمر نے زهري سے اُس نے سعید بن مسیب سے اُس نے ابو ہریرہ سے کہا اُنھوں نے

حدثنا ابراهیم بن موسی حدثنا هشام بن یوسف حدثنا معمر عن الزهري عن سعید بن المسیب عن ابي هریرة قال قال النبي

بے شک وہ تھا ؟

صلی اللہ علیہ وسلم لیلة أسری بی رأیت موسی و اذا هو رجل ضرب رجل کانه من رجال شنوءة و رأیت عیسی فاذا هو رجل ربعة احمر کانما خرج من دیماس و انا أشبه ولد ابراهیم صلی اللہ علیه وسلم به ثم أتیت باناءین فی احدهما لبن و فی الاخر خمر فقال اشرب ایهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقیل اخذت الفطرة اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک —

(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۱) —

فرمایا رسول خدا نے معراج کی رات میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ بدن کے دبلے تھے اور بال چھرّے ہوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک آدمی ہیں — اور میں نے عیسی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ میانہ قد سرخ رنگ تھے گویا ابھی حمام سے نہا دھوکر نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام کا فرزند ہمشکل ہوں پھر دو برتن پیش کیئے گئے — ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی — پھر کہا پی جس کو چاہے — میں نے دودھ لیکر پی لیا مجھسے کہا گیا کہ تو نے فطرت کو پسند کیا — اگر تو شراب کو پسند کرتا تو تیری اُمت گمراہ ہوجاتی ٭

حدثنا محمد بن بشار حدثنا غندر سمعته عن قتادہ قال سمعت ابا العالیة حدثنا ابن عم نبیکم یعنی ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا ینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی و نسبه الی ابیه و ذکر النبی صلی اللہ علیه وسلم لیلة أسری به فقال موسی آدم طوال کانه من رجال شنوءة و قال عیسی جعد مربوع و ذکر مالکا خازن النار و ذکر الدجال —

(صحیح بخاری صفحہ ۴۸۱) —

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے غندر نے کہا اس نے سنا میں نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا میں نے ابو العالیہ سے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے تمہارے پیغمبر کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کسی بندہ خدا کو نہیں کہنا چاہیئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں — اور یونس کو اُن کے باپ کی طرف منسوب کیا اور رسول خدا نے معراج کی رات کا ذکر کیا اور کہا موسی لمبی قد کے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہوں — اور کہا موسی گھونگریالے بالوں والے اور میانہ قد تھے اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھی ذکر کیا ٭

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام بن یحیی عن قتادة عن انس بن مالک عن

حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے اس نے حدیث بیان کی ہم سے ہمام بن یحیی نے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک سے اُس نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ

عبدا شکورا ۳

مالک بن صعصعہ ان نبي اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ أسری بہ ثم صعد حتی اتی السماء الثانیۃ فاستفتح قیل من ھذا قال جبریل قیل و من معک قال محمد قیل و قد أرسل الیہ قال نعم فلما خلصت فاذا یحیی و عیسی و ھما ابنا خالۃ قال ھذا یحیی و عیسی فسلم علیہما فسلمت فردا ثم قالا مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح —

(صحیح بخاري صفحات ۳۸۷ و ۳۸۸)

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب معراج کا ذکر کیا پھر چڑھا یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچا — اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا کون ھی کہا جبریل کہا تیرے ساتھہ کون ھی کہا محمد صلعم ھیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے ھیں کہا ھاں جب میں پہنچ گیا تو میں نے یحیی اور عیسی کو دیکھا اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ھیں — جبریل نے کہا یہہ یحیی اور عیسی ھیں اُن کو سلام کیجیئے میں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبي صالح ⁂

حدیث بیان کي ھم سے ابراھیم بن موسی نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے ھشام نے معمر سے اور حدیث بیان کي مجھہ سے محمود نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے عبدالرزاق نے کہا اُسنے حدیث بیان کي ھم سے معمر نے زھری سے کہا اس نے خبر دي مجھکو سعید بن مسیب نے ابو ھریرہ سے کہا اُنہوں نے فرمایا رسول خدا نے کہ معراج کي رات میں موسی سے ملا کہا پھر آنحضرت نے موسی کي صفت بیان کي — کہ میں نے دیکھا وہ ایک مرد، جس میں خیال کرتا ھوں کہ فرمایا بدن کے دبلے سر کے بال چھوٹے ھوئے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ھیں — کہا اور میں عیسی علیہ السلام سے ملا پھر رسول خدا نے عیسی علیہ السلام کي صفت بیان کي اور فرمایا کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ ھیں گویا

٭ حدثنا ابراھیم ابن موسی حدثنا ھشام عن معمر و حدثني محمود حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزھري اخبرني سعید بن المسیب عن ابي ھریرۃ قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ أسری بي لقیت موسی قال فنعتہ فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال و لقیت عیسی فنعتہ النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعني الحمام و رایت ابراھیم و انا اشبہ ولدہ بہ قال و أُتیت باناءین احدھما لبن والاخر فیہ خمر فقیل لي خذ ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقیل لي ھدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لواخذت الخمر غوت امتک —

(صحیح بخاري صفحہ ۳۸۹) —

ابھي حمام سے نکلے ھیں اور میں نے ابراھیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں اُن کا ھمشکل فرزند

ایک بندہ شکر کرنے والا ۲

ھیں کہا دو پیالے لائے گئے ایک میں دودہ تھا ایک میں شراب مجھہ سے کہا گیا کہ جس کو چاھو پی لو — میں نے دودہ لیکر پی لیا — پھر مجھہ سے کہا گیا کہ آپ فطرت پر ھدایت کیئے گئے یا فطرت کو حاصل کرایا اگر شراب پی لیتے تو آپ کي امت گمراہ ھوجاتي *

حدیث بیان کي ھم سے محمد بن کثیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ھم سے اسرائیل

حدثنا محمد بن کثیر حدثنا اسرائیل حدثنا عثمان بن المغیرة عن مجاھد عن ابن عمر قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عیسی و موسی و ابراھیم فاما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر و اما موسی فادم جسیم سبط کانہ من رجال الزط —
(صحیح بخاري صفحہ ۴۸۹) —

نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ھم سے عثمان بن مغیرہ نے مجاھد سے اُس نے عمر سے کہا اُس نے فرمایا رسول خدا نے دیکھا میں نے عیسی — موسی اور ابراھیم کو — عیسی علیہ السلام تو سرخ رنگ گھونگریالے بالوں والے اور چوڑے سینہ والے تھے اور موسی علیہ السلام بدن کي دبلا اور سر کے بال چھوٹے ھوئے تھے — گویا کہ وہ قوم زط میں سے ھیں *

حدیث بیان کي ھم سے عبدان نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے عبداللہ نے کہا اس

حدثنا عبدان قال حدثنا عبداللہ قال اخبرنا یونس و حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا عنبسة قال حدثنا یونس عن ابن شھاب قال ابن المسیب قال ابو ھریرة اتي رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لیلة اسري بہ بایلیاء بقدحین من خمر و لبن فنظر الیھما فاخذ اللبن قال جبریل الحمد للہ الذي ھداک للفطرة لو اخذت الخمر غوت امتک
(صحیح بخاري صفحہ ۶۸۴) —

نے خبر دي ھم کو یونس نے اور حدیث بیان کي ھم سے احمد بن صالح نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے عنبسہ نے کہا اس نے حدیث بیان کي ھم سے یونس نے ابن شہاب سے کہا ابن مسیب نے کہا ابو ھریرہ نے کہ جس رات رسول اللہ بیت المقدس گئے — دو پیالہ دودہ اور شراب کے پیش کیئے گئے — رسول اللہ نے اُن کي طرف دیکھا اور دودہ کو لے لیا جبریل نے کہا خدا کي تعریف ھی جس نے آپ کو فطرت پر ھدایت کي — اگر شراب لیتے تو آپ کي اُمت گمراہ ھوجاتي *

حدیث بیان کي ھم سے احمد بن صالح نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ھم سے ابن

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وھب قال اخبرني یونس عن ابن شھاب

وھب نے کہا اُس نے خبر دي مجھکو یونس نے ابن شہاب سے کہا ابو سلمہ نے سنا میں

وَقَضَيْنَا

قال ابو سلمة سمعت جابر بن عبدالله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن آياته وانا انظر اليه —

(صحيح بخاري مطبوعه دهلي سنه ۱۲۶۴ هجري صفحه ۶۸۴) —

نے جابر بن عبداللہ سے کہا اُس نے سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا — میں حجر میں کھڑا ہوا اور خدا نے بیت المقدس کو میري نظر کے سامنے کردیا — میں اسکي نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کي طرف دیکھتا جاتا تھا *

حدیث بیان کي ہم سے یحیی بن بکیر نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے لیث

حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب حدثني ابو سلمة بن عبدالرحمن سمعت جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه —

(صحيح بخاري صفحه ۵۴۸) —

نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے کہا اُس نے حدیث بیان کي مجھہ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے کہا اس نے سنا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میري نظروں میں جلوہ گر کردیا — میں اُس کي نشانیاں اُن کو بتاتا تھا اور اُس کو دیکھتا جاتا تھا *

کہا عبدان نے خبر دي ہمکو عبداللہ نے کہا اُس نے خبر دي ہمکو یونس نے زہري سے

و قال عبدان اخبرنا عبدالله قال اخبرنا يونس عن الزهري قال انس بن مالك كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقفي و انا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئي حكمة و ايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء الدنيا فقال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال جبريل —

(صفحه ۲۲۱ صحيح بخاري) —

کہا انس بن مالک نے کہ ابوذر حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کي چھت شق ہوئي اور میں اُس وقت مکہ میں تھا — پھر جبریل نازل ہوا اور اُس نے میرے سینہ کو چاک کیا پھر آب زمزم سے اُس کو دھویا پھر سونے کا لگن حکمت و ایمان سے بھرا ہوا لایا — اور اس کو میرے سینہ میں ڈالکر سینہ کو برابر کردیا — پھر میرا ہاتھہ پکڑا اور آسمان اول

پر چڑھا لے گیا — جبریل نے آسمان کے محافظ سے کہا کھول کہا کون هی کہا جبریل *

حدثنا اسمعیل حدثنی اخی عن سلیمان عن شریک بن عبدالله بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا عن لیلة أسری بالنبی صلی الله علیه وسلم من مسجد الکعبة جاءه ثلاثة نفر قبل ان یوحی الیه و هو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایهم هو فقال اوسطهم هو خیرهم فقال آخرهم خذوا خیرهم فكانت تلک فلم یرهم حتی جاؤا لیلة أخری فیما یری قلبه والنبی صلی الله علیه وسلم نائمة عیناه ولاینام قلبه وكذلک الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم فتولاه جبریل ثم عرج به الی السماء —
(صحیح بخاری صفحه ۵۰۲) —

حدیث بیان کی هم سے اسمعیل نے کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھہ سے میرے بھائی نے سلیمان سے اُس نے شریک بن عبدالله بن ابو نمر سے کہا اس نے سنا میں نے انس بن مالک سے بیان کرتے تھے هم سے اُس رات کا جبکہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج هوئی — کہ وحی آنے سے پہلے تین شخص آنحضرت کے پاس آئے اور وہ مسجد حرام میں سوتے تھے — ان میں سے پہلے نے کہا کہ وہ انمیں سے کون هی — درمیانی شخص نے کہا کہ وہ ان سب میں سے بہتر هی — اخیر شخص نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لے چلو پھر وہ رات تو گذرگئی — اور اُن کو کسی نے نہیں دیکھا یہاں تک وہ ایک اور شب کو آنحضرت کے پاس ایسی حالت میں آئے کہ آپ کا دل دیکھتا تھا اور حضرت کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا — اسی طرح پیغمبروں کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا هی پھر جبریل نے اُن کا کام اپنے ذمہ لیا — پھر اُن کو آسمان پر چڑھا لے گیا *

احادیث مسلم

حدثنا شیبان بن فروخ قال حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا ثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال أتیت بالبراق و هو دابة ابیض طویل فوق الحمار و دون البغل یضع حافره عند منتهی طرفه قال فرکبته حتی اتیت بیت المقدس

حدیث بیان کی هم سے شیبان بن فروخ نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے حماد بن سلمة نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے ثابت بنانی نے انس بن مالک سے کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ براق لایا گیا اور وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا اپنی نظر کی انتہا پر قدم رکھتا تھا — میں اس پر سوار هوکر بیت المقدس پہنچا — اور براق کو اُس

الى بني اسرائيل

قال فربطته بالحلقة اللتي يربطه بها الانبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل باناء من خمر و اناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل عليه السلام اخترت الفطرة ثم عرج بنا الى السماء فاستفتح جبريل فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادم صلى الله عليه وسلم فرحب بي و دعالي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثانية فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابني الخالة عيسى بن مريم و يحيي بن ذكريا صلى الله عليهما وسلم فرحبا بي ودعوا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الثالثة فاستفتح جبريل فقيل من انت قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف صلى الله عليه وسلم و اذا هو قد اعطى شطرالحسن قال فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا الى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بادريس صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير قال الله عز وجل و رفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا الى السماء الخامسة فاستفتح جبريل فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل و قد

حلقه سے باندھ دیا جس سے اور نبی باندھتے تھے — پھر مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر مسجد سے نکلا — جبریل ایک پیاله شراب کا اور ایک دودھ کا لایا — میں نے دودھ کو پسند کیا — جبریل علیه السلام نے کہا که آپ نے فطرت کو پسند کیا — پھر مجھکو آسمان پر لے گیا جبریل نے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون هی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھه کون هی کہا محمد صلعم هیں — پوچھا کیا طلب کیئے گئے هیں کہا هاں طلب کیئے گئے هیں پھر همارے لیئے دروازہ کھل گیا — ناگاہ مجھکو آدم نظر پڑے — آدم نے مجھکو مرحبا کهکر میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل همکو دوسرے آسمان پر ایگیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون هی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھه کون هی کہا محمد صلعم هیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے هیں کہا هاں طلب کیئے گئے هیں — پھر دروازہ کھل گیا ناگاہ مجھکو خاله زاد بھائی عیسی بن مریم اور یحیی بن ذکریا نظر آئے دونوں نے مرحبا کهکر میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل همکو تیسرے آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون هی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھه کون هی کہا محمد صلعم هیں پوچھا کیا طلب کیئے گئے هیں کہا هاں طلب کیئے گئے هیں پھر دروازہ

بنی اسرائیل کے پاس

بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا
انا بہارون صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی
ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء السادسة
فاستفتح جبریل قیل من ھذا قال جبریل
قیل و من معک قال محمد قیل و قد بعث
الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بموسی
صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر
ثم عرج بنا الی السماء السابعة فاستفتح جبریل
قیل من ھذا قال جبریل قیل و من معک
قال محمد قیل و قد بعث الیہ قال قد بعث
الیہ ففتح لنا فاذا انا بابراہیم صلی اللہ علیہ
وسلم مسندا ظہرہ الی البیت المعمور و اذا ھو
یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون
الیہ ثم ذھب بی الی السدرة المنتہی فاذا
ورقہا کاذان الفیلة و اذا ثمرھا کالقلال قال
فلما غشیہا من امر اللہ ماغشی تغیرت فما
احد من خلق اللہ یستطیع ان ینعتہا من
حسنہا فاوحی الی ما اوحی ففرض علی
خمسین صلوۃ فی کل یوم و لیلة فنزلت
الی موسی علیہ السلام فقال ما فرض ربک
علی امتک قلت خمسین صلوۃ قال ارجع
الی ربک فاسالہ التخفیف فان امتک
لا یطیقون ذلک فانی قد بلوت بنی اسرائیل
و خبرتہم قال فرجعت الی ربی فقلت
یارب خفف علی امتی فحط عنی خمسا
فرجعت الی موسی فقلت حط عنی خمسا
قال ان امتک لا یطیقون ذلک فارجع الی
ربک فسلہ التخفیف قال فلم ازل ارجع
بین ربی تبارک و تعالی و بین موسی علیہ
السلام حتی قال یا محمد انہن خمس
صلوۃ کل یوم و لیلة لکل صلوۃ عشر فذلک

کھل گیا اور میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا
اور ان کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا —
یوسف علیہ السلام نے مرحبا کہکر میرے لیئے
نیک دعا کی پھر جبریل ہمکو چوتھے آسمان
پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا پوچھا گیا
کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ کون
ہی — کہا محمد صلعم ہیں — پوچھا کیا بلائے
گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں دروازہ کھل
گیا اور میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا —
ادریس نے بھی مرحبا کہکر میرے لیئے نیک
دعا کی — خدا نے فرمایا ہی کہ ہم نے اسکو
اونچی جگہہ اتھالیا پھر جبریل ہمکو پانچویں
آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا
پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھہ
کون ہی کہا محمد صلعم ہیں پوچھا کیا بلائے
گئے ہیں کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھل
گیا — اور میں نے ہارون کو دیکھا — ہارون نے
بھی میرے لیئے مرحبا کہکر نیک دعا کی پھر
جبریل ہمکو چھتے آسمان پر لے گیا اور دروازہ
کھلوانا چاہا پوچھا گیا کون ہی کہا جبریل
پوچھا تیرے ساتھہ کون ہی کہا محمد صلعم
ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں بلائے
گئے ہیں دروازہ کھل گیا اور میں نے موسی
علیہ السلام کو دیکھا موسی نے بھی مرحبا کہکر
میرے لیئے نیک دعا کی پھر جبریل ہم کو
ساتویں آسمان پر لے گیا اور دروازہ کھلوانا چاہا

فی الکتب

خمسون صلوۃ و من ھم بحسنۃ فلم یعملھا
کتبت لہ حسنۃ فان عملھا کتبت لہ عشرا و
من ھم بسیئۃ فلم یعملھا لم تکتب شیئا
فان عملھا کتبت سیئۃ واحدۃ قال فنزلت
حتی انتھیت الی موسی علیہ السلام فاخبرتہ
فقال ارجع الی ربک فسلہ التخفیف فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد
رجعت الی ربی حتی استحییت منہ —
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۱) -

پوچھا گیا کون ھی کہا جبریل پوچھا تیرے
ساتھہ کون ھی کہا محمد صلعم ھیں —
پوچھا گیا بلائے گئے ھیں کہا ھاں بلائے گئے ھیں
دروازہ کھل گیا اور میں نے ابراھیم علیہ السلام
کو دیکھا بیت المعمور کی طرف پشت کا سہارا
لیئے بیٹھے ھیں اور بیت المعمور میں ھر روز
ستر ہزار فرشتے داخل ھوتے ھیں اور پھر دوبارہ
نہیں آتے پھر جبریل مجھکو سدرۃ المنتھی کی
طرف لے گیا اُس کے پتے ھاتھی کے کانوں کی برابر اور پھل مٹکوں کی برابر تھے — جب حکم
الٰہی سے اس پر جو چھانا تھا چھا گیا تو اس کی حالت بدل گئی پھر کسی انسان کی
طاقت نہیں ھی کہ اس کے حسن کی تعریف کرسکے پھر خدا نے مجھہ پر جو وحی
بھیجنی تھی بھیجی — اور مجھہ پر پچاس نمازیں ھر روز فرض کیں پھر میں نیچے
اُترکر موسی علیہ السلام کے پاس آیا موسی علیہ السلام نے کہا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا
فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں موسی علیہ السلام نے کہا خدا کے پاس پھر جائیئے
اور کمی کی درخواست کیجیئے آپ کی اُمت میں اس فرض کے ادا کرنے کی طاقت نہیں
ھی میں بنی اسرائیل کو خوب آزما چکا ھوں میں دوبارہ خدا کے پاس گیا اور کہا اے
خدا میری اُمت کے لیئے تخفیف کر خدا نے پانچ نمازیں کم کردیں پھر میں موسی
علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ خدا نے پانچ کم کردیں — کہا آپ کی اُمت
اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی خدا کے پاس پھر جائیئے اور کمی کی درخواست کیجیئے
رسول اللہ فرماتے ھیں کہ میں بار بار خدا اور موسی علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا تھا یہاں
تک کہ خدا نے فرمایا اے محمد صلعم رات دن میں پانچ نمازیں ھیں اور ھر نماز پر دس کا
ثواب اس طرح پچاس نمازیں ھوئیں — اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو
عمل میں نہ لائے میں اس کی ایک نیکی لکھونگا اور جو عمل میں لائے اُسکی دس نیکیاں
لکھونگا اور جو بدی کا ارادہ کرے اور اسکو عمل میں نہ لائے اس کی بدی نہیں لکھی
جائیگی اور اگر عمل میں لائے تو صرف ایک بدی لکھونگا — پھر میں نیچے اُتر کر
موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہا خدا کے پاس پھر جائیئے اور اس

کتاب میں

میں کمی کی درخواست کیجیئے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں خدا کے پاس اتنی دفعہ جا چکا ہوں کہ اب مجھے اُس سے شرم آتی ہے ●

حدثنا هارون بن سعيد الايلي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني سليمان وهو ابن بلال قال حدثني شريك بن عبدالله بن ابي نمر قال سمعت انس بن مالك يحدثنا عن ليلة اسري برسول الله صلى الله عليه و سلم من مسجد الكعبة انه جاءه ثلاثة نفر قبل ان يوحى اليه وهو نائم في المسجد الحرام و ساق الحديث بقصة نحو حديث ثابت البناني و قدم فيه شيئا و اخر و زاد و نقص (صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۲) -

حدیث بیان کی ہم سے ہارون بن سعید ایلی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو سلیمان نے اور وہ بلال کے بیٹے ہیں کہا اُس نے حدیث بیان کی مجھہ سے شریک بن عبداللہ بن ابو نمر نے کہا اُسنے سنا میں نے انس بن مالک سے کہ ذکر کرتے تھے ہم سے اُس رات کا جبکہ رسول خدا کو مسجد حرام سے معراج ہوئی — کہ آنحضرت کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے — اور آنحضرت مسجد حرام میں سوتے تھے راوی نے ثابت بنانی کی حدیث کی مانند تمام قصہ کو بیان کیا اور اس میں کچھہ تقدیم و تاخیر کی — کچھہ کمی اور زیادتی ●

حدثني حرملة بن يحيى التجيبي قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابوذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فرج سقف بيتي و انا بمكة فنزل جبريل عليه السلام ففرج صدري ثم غسله من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلیء حكمة و ايمانا فافرغها في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء فلما جئنا السماء الدنيا قال جبريل لخازن السماء الدنيا افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد قال فارسل اليه قال نعم ففتح قال

حدیث بیان کی ہم سے حرملہ بن یحیی تجیبی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو یونس نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُس نے کہ ابو ذر بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت شق ہوئی اور میں اُس وقت مکہ میں تھا - پھر جبریل نازل ہوا اور اُس نے میرے سینہ کو چیرا اور اُس کو آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا لگن لایا جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر اُس کو میرے سینہ میں انڈیل دیا اور پھر میرے سینہ کو برابر کردیا — پھر

التفسير

فلما علونا السماء الدنيا فاذا رجل عن يمينه
اسودة و عن يساره اسودة قال فاذا نظر قبل
يمينه ضحك و اذا نظر قبل شماله بكى قال
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح
قال قلت يا جبريل من هذا قال هذا ادم
صلى الله عليه وسلم و هذه الاسودة عن يمينه
و عن شماله نسم بنيه فاهل اليمين اهل
الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار
فاذا نظر قبل يمينه ضحك و اذا نظر قبل
شماله بكى قال ثم عرج بي جبريل حتى
أتى السماء الثانية فقال لخازنها افتح قال
فقال له خازنها مثل ما قال خازن السماء
الدنيا ففتح فقال انس بن مالك فذكر انه
وجد في السموات آدم و ادريس و عيسى
و موسى و ابراهيم عليهم السلام و لم يثبت
كيف منازلهم غير انه ذكر انه قد وجد آدم
عليه السلام في السماء الدنيا و ابراهيم في السماء
السادسة قال فلما مر جبريل و رسول
الله صلى الله عليه و سلم بادريس قال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت
من هذا قال هذا ادريس قال ثم مررت
بموسى عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال
هذا موسى قال ثم مررت بعيسى فقال
مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت
من هذا قال هذا عيسى بن مريم قال ثم
مررت بابراهيم عليه السلام فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت من هذا
قال هذا ابراهيم- قال ابن شهاب واخبرني
ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري
يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

میرا هاتهه پکڑکر آسمان پر لے گیا جب هم
پہلے آسمان پر پہونچے جبریل نے محافظ سے
کہا کهول پوچها کون هی کہا جبریل پوچها کہ
تیرے ساتهه کوئي هی کہا هاں میرے ساتهه
محمد صلعم هیں پوچها بلائے گئے هیں کہا
هاں پهر دروازہ کهل گیا جب هم اسمان اول
پر گئے تو هم نے دیکها کہ ایک شخص کي
دائیں اور بائیں طرف کچهه دهندلي سي صورتیں
هیں دائیں طرف دیکهکر هنستا هی اور بائیں
طرف دیکهکر روتا هی اس نے کہا مرحبا اے
نبي صالح اور فرزند صالح میں نے جبریل
سے پوچها کہ یہہ کون هی کہا یہہ آدم هیں اور
صورتیں جو ان کے دائیں اور بائیں طرف هیں
اُن کي اولاد کي روحیں هیں - اور دائیں
طرف والي جنتي اور بائیں طرف والي
دوزخي هیں - اس لیئے دائیں طرف دیکهکر
هنستے اور بائیں طرف دیکهکر روتے هیں —
پهر جبریل مجهکو دوسرے آسمان پر لے گیا
اور محافظ سے کہا کهول اس محافظ نے بهي
وهي کہا جو آسمان اول کے محافظ نے کہا تها
پهر دروازہ کهل گیا انس بن مالک کہتے
هیں کہ ابوذر نے یہہ تو بیان کیا کہ رسول
خدا نے اسمانوں میں آدم- ادریس - عیسی-
موسی اور ابراهیم علیهم السلام کو دیکها مگر ان
کے مقامات کي تعیین نهیں کي — سواے اس
کے کہ آدم کو پہلے آسمان پر اور ابراهیم کو

کہ البتہ تم فساد کروگے

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوي اسمع فيه صريف الاقلام — قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ففرض الله على أمتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلک حتى امر بموسى عليه السلام فقال موسى ماذا فرض ربک على أمتک قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک قال فراجعته ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام فاخبرته قال راجع ربک فان امتک لاتطيق ذلک قال فراجعت ربي فقال هي خمس و هي خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربک فقلت قد استحييت من ربي قال ثم انطلق بي جبريل حتى ناتي سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم دخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ و اذا ترابها المسک

(صحيح مسلم جلداول صفحہ ۹۳) —

چھٹے آسمان پر پايا — راوي کہتا هى کہ جب رسول خدا اور جبريل ادريس کے پاس پهونچے — ادريس نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهہ کون هى جبريل نے کہا يهہ ادريس هيں پهر ميں موسى کے پاس پهونچا — موسى نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهہ کون هى کہا يهہ موسى هيں پهر ميں عيسى عليه السلام کے پاس پهنچا عيسى عليه السلام نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور برادر صالح ميں نے پوچھا يهہ کون هى کہا يهہ مريم کے بيٹے عيسى هيں — پهر ميں ابراهيم کے پاس پهونچا ابراهيم عليه السلام نے کہا مرحبا اے نبي صالح اور فرزند صالح ميں نے پوچھا يهہ کون هى کہا يهہ ابراهيم عليه السلام هيں کہا ابن شهاب نے اور خبر دي مجھکو ابن حزم نے کہ ابن عباس اور ابوحبة الانصاري کہتے تہے کہ رسول الله نے فرمايا کہ پهر جبريل مجھکو ايسي جگہہ لے گيا جہاں ميں قلموں کے چلنے کي آوازسنتا تها — کہا ابن حزم اور انس بن مالک نے کہ رسول الله نے فرمايا کہ خدا نے ميري أمت پر پچاس نمازيں فرض کيں — پهر ميں الٹا پهرا اور موسى کے پاس آيا — موسى نے پوچھا کہ خدا نے آپ کي أمت پر کيا فرض کيا ميں نے کہا کہ ان پر پچاس نمازيں فرض کي هيں موسى نے مجھہ سے کہا پهر خدا سے کہئے کيونکہ آپ کي أمت هرگز اس کا تحمل نہيں کرسکيگي ميں نے پهر کہا خدا نے ايک حصہ اس ميں سے معاف کرديا — پهر ميں موسى کے پاس آيا اور أن کو خبر دي کہا خدا سے پهر کہئے آپ کي أمت اس کي بهي طاقت نہيں رکهتي — ميں نے پهر کہا — خدا نے فرمايا کہ پانچ نمازيں فرض هيں اور

في الارض

بھی پچاس کي برابر هيں ميرا قول نہيں بدلتا - ميں پھر موسى کے پاس آيا کہا خدا سے پھر کہیئے ميں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هى پھر جبريل مجھکو لے چلا تاکہ سدرة المنتهى کے پاس جائيں - سدرہ پر کچھہ رنگ چھائے هوئے تھے جن کي حقيقت ميں نہيں جانتا پھر ميں جنت ميں گيا اس ميں موتي کے قبے تھے اور اسکي مٹي مشک تھي *

حديث بيان کي هم سے محمد بن مثنى نے کہا اس نے حديث بيان کي هم سے محمد

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن ابي عدي عن سعيد عن قتادة عن انس بن مالک لعله قال عن مالک بن صعصعة رجل من قومه قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت فانطلق بي فاتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدري الى كذا وكذا قال قتادة فقلت للذي معي ما يعني قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبي فغسل بماء زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشي ايمانا و حكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق الحمار و دون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معک قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل و قد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا و قال مرحبا ولنعم المجيء جاء قال فاتينا على آدم عليه السلام و ساق الحديث بقصة و ذكر انه لقي في السماء الثانية عيسى و يحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف عليه السلام و في الرابعة ادريس عليه السلام وفي الخامسة هارون

بن ابو عدي نے سعيد سے اُسنے قتادہ سے اُس نے انس بن مالک سے شايد راوي نے کہا اُس نے مالک بن صعصعہ سے جو اسيکي قوم کا ايک شخص هى کہا اُس نے کہ رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا کہ ميں کعبہ کے قريب کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تھا کہ ميں نے سنا کوئي کہتا هى تين ميں کا ايک جو دو کے درميان هى پھر ميرے پاس آيا اور مجھے لے چلا پھر سونے کا لگن جس ميں آب زمزم بھرا تھا لايا گيا اور ميرا سينہ يہاں سے يہاں تک کھولا گيا - قتادہ کہتے هيں کہ ميں نے اپنے ساتھي سے پوچھا اس سے کيا مراد هى کہا شکم کے زيرين حصہ تک پھر ميرا دل نکالکر آب زمزم سے دھويا گيا اور اُسي جگہہ رکھديا گيا پھر ايمان اور حکمت سے بھرديا گيا پھر ايک سفيد رنگ کا جانور لايا گيا جسکو براق کہتے هيں گدھے سے بڑا خچر سے چھوٹا انتہاے نظر تک قدم مارتا تھا - ميں اُسپر سوار کيا گيا پھر هم چلے اور آسمان دنيا پر پہنچے جبريل نے دروازہ کھلوانا چاها اُس سے

زمین میں

علیہ السلام قال ثم انطلقنا حتی انتہینا الی السماء السادسۃ فاتیت علی موسی صلی اللہ علیہ وسلم فسلمت علیہ فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح فلما جاوزتہ بکی فنودی ما یبکیک قال رب ھذا غلام بعثتہ بعدی یدخل من امتہ الجنۃ اکثر مما یدخل من اُمتی قال ثم انطلقنا حتی انتہینا الی السماء السابعۃ فاتیت علی ابراھیم علیہ السلام و قال فی الحدیث وحدث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ رای اربعۃ انہار یخرج من اصلہا نہران ظاھران ونہران باطنان فقلت یا جبریل ما ھذہ الانہار قال اما النہر ان الباطنان فنہران فی الجنۃ و اما الظاھران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور فقلت یا جبریل ما ھذا قال ھذا البیت المعمور یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک اذا خرجوا منہ لم یعودوا الیہ آخر ما علیہم ثم اتیت باناءین احدھما خمر والآخر لبن فعرضا علی فاخترت اللبن فقیل اصبت اصاب اللہ بک اُمتک علی الفطرۃ ثم فرضت علی کل یوم خمسون صلوۃ ثم ذکر قصتہا الی آخر الحدیث —

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴)

پوچھا گیا کہ کون ہی کہا جبریل پوچھا تیرے ساتھ کون ہی کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا کیا بلائے گئے ہیں — کہا ہاں پھر ہمارے لیئے دروازہ کھل گیا اور کہا مرحبا کیا خوب آنا ہوا — پھر ہم آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے پھر راوی نے تمام قصہ بیان کیا اور یہہ ذکر کیا کہ دوسرے آسمان پر عیسی اور یحیی علیہم السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے ملے پھر فرمایا کہ ہم چلے اور چھٹے آسمان پر پہونچے — پھر میں موسی علیہ السلام سے ملا اور اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے برادر صالح اور نبی صالح جب میں آگے بڑھا تو موسی علیہ السلام روئے آواز آئی کہ کیوں روتے ہو کہا اے خدا یہہ لڑکا جس کو تونے میرے بعد نبوت دی ہی — اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت والوں سے زیادہ جنت میں جائینگے — پھر ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہونچے اور میں ابراھیم علیہ السلام سے

ملا — پھر راوی نے حدیث میں بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ چار نہریں دیکھیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں دو نہریں ظاہر اور دو پوشیدہ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہہ کیا نہریں ہیں — کہا دو پوشیدہ نہریں تو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہر نیل اور فرات ہیں — پھر بیت المعمور مجھہ سے نزدیک ہوا میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہہ کیا ہی — کہا یہہ بیت المعمور ہی جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں ۔ اور جب جاتے ہیں تو دو بارہ کبھی نہیں آتے پھر دو پیالہ پیش

مرقّين

دیئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودھ کا — میں نے دودھ کو پسند کیا مجھہ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو حاصل کیا خدا آپ کي اُمت کو بھي یہي نصیب کرے — پھر مجھہ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہوئیں - پھر راوي نے تمام قصہ آخر حدیث تک بیان کیا *

حدیث بیان کي ہم سے محمد بن مثنی نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کي مجھہ سے میرے باپ نے قتادہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر راوي نے اسي کي مانند بیان کیا اور زیادہ کیا اُس میں یہہ بیان کہ سونے کا لگن حکمت و ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا — پھر گلے سے پیٹ کي نرم جگھہ تک چیرا گیا پھر آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا *

حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن قتادة قال حدثنا انس بن مالک عن مالک بن صعصعة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فذکر نحوه وزاد فیه فاتیت بطست من ذهب ممتلیء حکمة وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل بماء زمزم ثم ملئی حکمة و ایمانا —
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) —

حدیث کي مجھہ سے محمد بن مثنی اور ابن بشار نے کہا ابن مثنی نے حدیث بیان کي ہم سے محمد بن جعفر نے کہا اُس نے حدیث بیان کي ہم سے شعبہ نے قتادہ سے کہا اُس نے سنا میں نے ابوالعالیہ سے کہتے ہوں وہ کہ حدیث بیان کي مجھہ سے تمہارے نبي صلعم کے چچا کے بیٹے یعني ابن عباس نے کہا اُنہوں نے کہ ذکر کیا رسول اللہ نے وقت معراج کا اور کہا کہ موسی علیہ السلام لمبی قد کے ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے ہیں اور کہا کہ عیسی علیہ السلام گھونگریالے بال والے اور میانہ قد کے ہیں — اور دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کا بھي ذکر کیا (مگر واضح ہو کہ دجال کے قصہ کي اس حدیث میں کچھہ تفصیل نہیں ہی) *

حدثني محمد بن المثنی و ابن بشار قال ابن المثنی حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت ابا العالية يقول حدثني ابن عم نبيكم صلی الله عليه وسلم يعني ابن عباس قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم حين أسری به فقال موسی آدم طوال کانه من رجال شنوءة و قال عیسی جعد مربوع و ذکر مالکا خازن جهنم و ذکر الدجال —
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) —

دو دفعہ

حدثنا عبد بن حمید قال حدثنا یونس بن محمد قال حدثنا شیبان بن عبدالرحمن عن قتادة عن ابي العالية قال حدثنا ابن عم نبیکم صلی الله علیه وسلم ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مررت لیلة أسری بي علی موسی بن عمران رجل آدم طوال جعد کانه من رجال شنوءة و رایت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الراس و أري مالکا خازن النار و الدجال في آیات اراهن الله ایاه فلاتکن في مریة من لقائه قال کان قتادة یفسرها ان النبي صلی الله علیه وسلم قد لقي موسی علیه السلام —

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۴) —

حدیث بیان کي هم سے عبد بن حمید نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے یونس بن محمد نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے شیبان بن عبدالرحمن نے قتادہ سے اُس نے ابوالعالیہ سے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے تمهارے نبي صلعم کے چچا کے بیٹے ابن عباس نے کہا اُنهوں نے کہ رسول الله نے فرمایا کہ میں معراج کي رات موسی بن عمران کے پاس پهنچا — وہ دراز قامت گهونگریالے بالوں والے هیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے هیں اور میں نے مریم کے بیٹے عیسی علیہ السلام کو میانہ بدن مائل بسرخي و سپیدي لمبے بالوں والا دیکها اور رسول خدا نے دوزخ کے محافظ مالک اور دجال کو بهي دیکها اُن نشانیوں میں جو خدا نے دکهائیں — تم اس کے دیکهنے میں کچهہ شک نہ لاؤ — قتادہ اس کي تفسیر میں کهتے تهے کہ رسول الله نے موسی علیہ السلام کو دیکها *

حدثنا محمد بن رمح قال حدثنا اللیث عن ابي الزبیر عن جابر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسی ضرب من الرجال کانه من رجال شنوءة و رایت عیسی بن مریم فاذا اقرب من رایت به شبها عروة بن مسعود و رایت ابراهیم فاذا اقرب من رایت به شبها صاحبکم یعني نفسه و رایت جبریل علیه السلام فاذا اقرب من رایت به شبها دحیة و في روایة ابن رمح دحیة بن خلیفة —

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۵) —

حدیث بیان کي هم سے محمد بن رمح نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے لیث نے ابو زبیر سے اُس نے جابر سے کہ رسول الله نے فرمایا کہ انبیا میرے سامنے لائے گئے — میں نے دیکها کہ موسی علیہ السلام بدن کے دبلے هیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے هیں اور میں نے مریم کے بیٹے عیسی علیہ السلام کو دیکها کہ وہ ان میں سے جن کو میں نے دیکها عروہ بن مسعود سے مشابہ هیں اور میں نے ابراهیم علیہ السلام کو دیکها کہ وہ ان میں سے جن کو میں نے دیکها تمهارے آقا سے ملتے جلتے هیں —

وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝۴

اور اس سے خود اپني ذات مراد لي — اور ميں نے جبريل عليه‌السلام كو ديكها كه وه ان ميں سے جن كو ميں نے ديكها دحيه كے مشابه هيں اور ابن رمح كي روايت ميں هي دحيه بن خليفه ٭

حديث بيان كي مجهه سے محمد بن رافع اور عبد بن حميد نے اور دونوں كے لفظ

حدثني محمد بن رافع و عبد بن حميد و تقاربا في اللفظ قال ابن رافع حدثنا و قال عبد حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم حين أسري بي لقيت موسى عليه‌السلام فنعته النبي صلى الله عليه وسلم فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسى فنعته النبي صلى الله عليه وسلم فاذا ربعة احمر كانما خرج من ديماس يعني حماما قال و رايت ابراهيم عليه السلام و انا اشبه ولده به قال فاتيت باناءين في احدهما لبن و في الاخر خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقال هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انك لو اخذت الخمر غوت أمتك —

(صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۵)—

قريب قريب هيں كها ابن رافع نے كه حديث بيان كي هم سے اور كها عبد نے حديث بيان كي هم سے عبدالرزاق نے كها اس نے حديث بيان كي هم سے معمر نے زهري سے كها اس نے خبر دي مجهكو سعيد بن مسيب نے ابو هريره سے كها أنهوں نے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه ميں نے معراج كي رات موسى عليه السلام كو ديكها پهر آنحضرت نے أن كا حليه بيان كيا كه وه " ميں خيال كرتا هوں كه آپ نے فرمايا " بدن سے دبلے هيں اور بال چهوتے هوئے گويا كه وه قبيله شنوءه ميں سے هيں اور فرمايا ميں نے عيسى عليه السلام كو ديكها پهر آنحضرت نے أن كا حليه بيان كيا كه وه ميانه قد سرخ رنگ هيں گويا ابهي حمام سے نهاكر نكلے هيں اور فرمايا كه ميں نے ابراهيم عليه‌السلام كو ديكها اور ميں أن كا همشكل فرزند هوں پهر فرمايا كه ميرے آگے دو پيالے پيش كيئے گئے ايك ميں دوده اور ايك ميں شراب تهي اور مجهه سے كها گيا كه ان ميں سے جس كو چاهيئے لوجيئے ميں نے دوده كو ليكر پي ليا كها كه آپ فطرت پر هدايت كيئے گئے يا آپ نے فطرت كو پسند كيا اگر آپ شراب كو ليتے تو آپ كي أمت بهك جاتي (لبن جو ايك قدرتي چيز هے أس سے مراد فطرت لي هے اور خمر جو مصنوعي چيز هے دنيا كي أس سے غوايت مراد لي هے) ٭

اور البتہ تم بڑھ جاوگے بڑھ جانا بہت بڑا ۴

حدثنا ابو بکر بن ابي شيبة قال حدثنا ابو أسامة قال حدثنا مالک بن مغول و حدثنا ابن نمير و زهير بن حرب جميعا عن عبدالله بن نمير و الفاظهم متقاربة قال ابن نمير حدثنا ابي قال حدثنا مالک بن مغول عن الزبير بن عدي عن طلحة بن مصرف عن مرة عن عبدالله قال لما أسري برسول الله صلی الله عليه وسلم أنتهي به الی سدرة المنتهي و هي في السماء السادسة اليها ينتهي ما يعرج به من الارض فيقبض منها و اليها ينتهي ما يهبط به من فوقها فيقبض منها قال اذ يغشي السدرة ما يغشي قال فراش من ذهب قال فاعطي رسول الله صلی الله عليه وسلم ثلاثا أعطي الصلوة الخمس و اعطي خواتم سورة البقرة و غفر لمن لم يشرک بالله من أمة شيئا المقحمات (صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۷) —

حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابو شیبہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن معول نے اور حدیث بیان کی ہم سے ابن نمیر اور زہیر بن حرب دونوں نے عبداللہ بن نمیر سے اور اُن کے الفاظ ملتے جلتے ہیں — کہا ابن نمیر نے حدیث بیان کی میرے باپ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے مالک بن معول نے زبیر بن عدي سے اُس نے طلحہ بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے عبداللہ سے کہا اُنھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی سدرۃ المنتہی تک گئے اور وہ چھٹے آسمان میں ہی جو چیز زمین سے اُوپر جاتی ہی یہیں تک جاکر رک جاتی ہی — اور جو چیز اس کے اُوپر سے آتی ہی وہ بھی یہیں آکر رک جاتی ہی — خدا فرماتا ہی جب چھا جائے سدرہ پر جو چھا جائے — راوی کہتا ہی کہ اس سے مراد سونے کے پروانے ہیں — پھر کہا کہ رسول اللہ کو تین چیزیں عطا ہوئیں — پانچ نمازیں اور سورۂ بقر کی اخیر آیتیں اور اُن کی اُمت میں سے جس نے خدا کے ساتھہ شرک نہیں کیا اس کے گناہ کبیرہ معاف کردیئے *

حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث عن عقيل عن الزهري عن ابي سلمة بن عبدالرحمن عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلي الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته و انا انظر اليه — (صحيح مسلم جلد اول صفحه ۹۶) —

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُسنے زہری سے اُسنے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے اُس نے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مجھکو قریش نے جھٹلایا میں حجر میں کھڑا ہوا خدا نے بیت المقدس کو میرے سامنے جلوہ گر کردیا میں اسکی نشانیاں اُنکو بتاتا تھا اور اُسکی طرف دیکھتا جاتا تھا *

فاذا جاء

حدثنی زهیر بن حرب قال حدثنا حجین بن المثنی قال حدثنا عبدالعزیز و هو ابن ابی سلمة عن عبداللہ بن الفضل عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقدرایتنی فی الحجر و قریش تسالنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربة ما کربت مثلہ قط قال و رفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسالونی عن شئی الا انباتہم بہ و قدرایتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءة و اذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروة بن مسعود الثقفی و اذا ابراهیم علیہ السلام قایم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم فحانت الصلوة فاممتہم فلما فرغت من الصلوة قال قائل یا محمد هذا مالک صاحب النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام (صفحہ ۹۶ صحیح مسلم جلداول) —

حدیث بیان کی مجھہ سے زهیر بن حرب نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے حجین بن مثنی نے کہا اُس نے حدیث بیان کی هم سے عبدالعزیز نے اور وہ ابو سلمہ کے بیٹے هیں — عبداللہ بن فضل سے اُس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اُس نے ابو هریرہ سے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے تئیں حجر میں دیکھا اور قریش مجھہ سے بیت المقدس تک میرے جانے کا حال پوچھتے تھے — اُنہوں نے بیت المقدس کی ایسی باتیں مجھہ سے پوچھیں جو مجھکو یاد نہیں تھیں — میں اس قدر گھبرایا کہ کبھی ایسا نہیں گھبرایا تھا — آنحضرت فرماتے هیں کہ خدا نے بیت المقدس کو مجھہ سے قریب کردیا میں اس کی طرف دیکھتا تھا اور قریش مجھہ سے جو پوچھتے تھے میں اُن کو بتاتا تھا — اور میں نے انبیا کی جماعت میں اپنے آپ کو دیکھا میں نے دیکھا کہ موسی علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے هیں اور اُن کا بدن دبلا اور بال گھونگر یالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ میں سے هیں اور میں نے دیکھا کہ عیسی بن مریم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے هیں اور وہ سب آدمیوں میں عروہ بن مسعود ثقفی سے زیادہ مشابہ هیں — اور میں نے ابراهیم علیہ السلام کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھتے هیں اور وہ سب آدمیوں سے تمھارے آقا سے زیادہ مشابہ هیں — اس سے حضرت نے اپنی ذات مبارک مراد لی پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے امامت کی جب نماز سے فارغ هوا ایک نے کہا اے محمد یہہ مالک هی دوزخ کا محافظ اسکو سلام کیجیئے — میں اس کی طرف متوجہ هوا اور اس نے پہلے سلام کیا *

پھر جب اُڑیگا

احاديث ترمذي

حدثنا يعقوب بن ابراهيم الدورقي حدثنا ابو تميلة عن الزبير ابن جنادة عن ابن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما انتهينا الى بيت المقدس قال جبريل باصبعه فخرق به الحجر و شد به البراق —
(ترمذي صفحه ٥١٤) —

حديث بيان كي هم سے يعقوب بن ابراهيم دورقي نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے ابو تميله نے زبير بن جناده سے اُس نے ابن بريده سے اُس نے اپنے باپ سے كہا اُس نے رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه جب هم بيت المقدس پهنچے جبريل نے اپني اُنگلي سے اشاره كيا اور اُس سے پتھر كو شق كيا اور براق كو اُس سے باندھ ديا ٭

حدثنا اسحاق بن منصور حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اتي بالبراق ليلة أسري به ملجما مسرجا فاستصعب عليه فقال له جبريل ابمحمد تفعل هذا فما ركبك احد اكرم على الله منه قال فارفض عرقا —
(ترمذي صفحه ٥١٣) —

حديث بيان كي هم سے اسحاق بن منصور نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے عبدالرزاق نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے معمر نے قتاده سے اُس نے انس سے كه رسول خدا كے پاس معراج كي شب براق زين اور لگام سے آراسته آيا اور اُس نے حضرت كو ديكھكر شوخي كي — جبريل نے اُس سے كہا تو محمد صلعم كے ساتھه ايسا كرتا هے كوئي شخص جو خدا كے نزديك اُن سے زياده مقبول هو تجھه پر سوار نهيں هوا يهه سنكر براق ندامت سے پسينه پسينه هوگيا ٭

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري قال اخبرني سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم حين أسري بي لقيت موسى قال فنعته فاذا رجل قال حسبته قال مضطرب الرجل الراس كانه من رجال شنوءة قال و لقيت عيسى قال فنعته قال ربعة احمر كانه خرج من ديماس يعني الحمام و رايت ابراهيم قال و انا اشبه ولده

حديث بيان كي هم سے محمود بن غيلان نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے عبدالرزاق نے كہا اُس نے حديث بيان كي هم سے معمر نے زهري سے كہا اُسنے خبر دي مجھكو سعيد بن مسيب نے ابو هريره سے كہا اُنهوں نے كه رسول الله نے فرمايا كه ميں نے معراج كي شب موسى عليه السلام كو ديكھا پھر اُنكي تعريف كي كه وه — راوي كہتا هے ميں خيال كرتا هوں كه فرمايا بدن سے دبلے تھے اور اُن كے سر كے بال چھوٹے هوئے تھے گويا كه وه قبيله شنوءه ميں سے

وَعَدَ اُولٰهُمَا

به قال و أتيت باناءين احدهما لبن والاخر فيه خمر فقيل لي خذ ايهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقيل لي هديت الفطرة او اصبت الفطرة اما انک لواخذت الخمر لغوت امتک —

(ترمذی صفحه ۵۱۳) —

هيں — اور فرمايا کہ ميں نے عيسى عليه السلام کو ديکھا کہا راوي نے کہ پهر آنحضرت نے اُن کا حليه بيان کيا اور فرمايا کہ وہ ميانه قد سرخ رنگ تھے گويا ابهي حمام سے نکلے هيں اور ميں نے ابراهيم کو ديکھا اور فرمايا کہ ميں اُن کا فرزند همشکل هوں — پهر فرمايا کہ ميرے سامنے دو پيالے پيش هوئے ايک ميں دودہ تها اور ايک ميں شراب — مجهه سے کہا گيا کہ آپ ان ميں سے جس کو چاهيں لے ليں — ميں نے دودہ ليکر پي ليا مجهه سے کہا گيا کہ آپ فطرة پر هدايت کيئے گئے يا فطرت پر کامياب هوئے اگر شراب ليتے تو آپ کي اُمت بهک جاتي *

حديث بيان کي هم سے ابن ابي عمر نے کہا اُس نے حديث بيان کي هم سے سفيان

حدثنا ابن ابي عمر حدثنا سفيان عن مالک بن مغول عن طلحة بن مصرف عن مرة عن ابن مسعود قال لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى قال انتهى اليها ما يعرج من الارض و ما ينزل من فوق فاعطاه الله عندها ثلاثا لم يعطهن نبيا كان قبله فرضت عليه الصلوة خمسا و أعطى خواتيم سورة البقرة و غفر لامته المقحمات مالم يشركوابالله شيئا قال ابن مسعود اذ يغشى السدرة مايغشي قال السدرة في السماء السادسة قال سفيان فراش من ذهب و اشار سفيان بيده فارعدها و قال غير مالک بن مغول اليها ينتهي علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلک —

(ترمذي صفحه ۵۴۲) —

نے مالک بن مغول سے اُس نے طلحه بن مصرف سے اُس نے مرہ سے اُس نے ابن مسعود سے کہا اُنہوں نے جب رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى پر پهنچے — کہا راوي نے جو چيز زمين سے اُوپر جاتي هی اور جو چيز اُوپر سے آتي هی سدرہ پر رک جاتي هی — خدا نے اُن کو تين چيزيں عطا کيں جو اُن سے پہلے کسي نبي کو نہيں ديں اول پانچ نمازيں اُن پر فرض هوئيں دوم سورہ بقر کي آخر آيتيں اُن کو عطا هوئيں سوم جس نے اُن کي اُمت ميں سے خدا کے ساتهه شرک نہيں کيا اس کے گناہ کبيرہ معاف کرديئے — ابن مسعود اس آيت کي تفسير ميں کہ جب چها جائے سدرہ پر جو چها جائے — کہتے هيں کہ سدرہ چهٹے آسمان پر هی — سفيان کہتے هيں سونے کے پتنگے تهے جو سدرہ پر

اُن دونوں میں کا پہلا وعدہ

چھائي ہوئي تهي — اور سفيان نے ہاتھ سے اشارہ ديا اور اُسکو ہلايا اور مالک بن مغول کے سوا اور راوي کہتا ہی کہ سدرۃ پر تمام دنيا کا تمام مضمون ہوتا ہی — اُس سے اوپر کا کسي کو علم نہيں *

حديث بيان کي ہم سے قتيبہ نے کہا اُس نے حديث بيان کي ہم سے ليث نے عقيل سے اُس نے زہري سے اُس نے ابو سلمہ سے اُس نے جابر بن عبداللہ سے کہ رسول خدا نے فرمايا کہ جب قريش نے مجھکو جھٹلايا ميں حجر ميں کھڑا ہوا اور خدا نے بيت المقدس کو ميري نظر ميں جلوہ گر کرديا — ميں اُسکي نشانياں اُن کو بتاتا تها اور اُسکي طرف ديکھتا جاتا تها *

حدثنا قتيبة حدثنا الليث عن عقيل عن الزهري عن ابي سلمة عن جابر بن عبدالله ان رسول‌الله صلى‌الله عليه وسلم قال لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلى‌الله لي بيت‌المقدس فطفقت اخبرهم عن اياته و انا انظر اليه —
(ترمذي صفحہ ۵۱۴) —

احاديث نسائي

خبر دي ہمکو يعقوب بن ابراہيم نے کہا اُس نے حديث بيان کي ہم سے يحيئ بن سعيد نے کہا اُس نے حديث بيان کي ہم سے ہشام دستوائي نے کہا اسنے حديث بيان کي ہم سے قتادہ نے انس بن مالک سے اُنہوں نے مالک بن صعصعہ سے کہ رسول خدا نے فرمايا کہ ميں کعبہ کے قريب کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تها کہ ايک فرشتہ آيا جو تين ميں کا ايک اور دو کے درميان تها — پھر سونے کا لگن لايا گيا جو حکمت اور ايمان سے بهرا ہوا تها — اور ميرا سينہ پيٹ کے نرم جگھہ تک چيرا گيا پھر ميرا دل آب زمزم سے دھويا گيا اور حکمت و ايمان سے بهرا گيا پھر ايک جانور لايا گيا جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تها — پھر ميں جبريل عليہ‌السلام کے ساتھہ چڑھا اور پہلے آسمان

اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا يحيى بن سعيد حدثنا هشام الدستوائي حدثنا قتادة عن انس بن مالك عن مالك بن صعصعة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا انا عندالبيت بين النائم واليقظان اذا قبل احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت بطست من ذهب ملاٴن حكمة و ايمانا فشق من النحر الى مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملىء حكمة و ايمانا ثم اتيت بدابة دون البغل و فوق الحمار ثم انطلقت مع جبريل عليه السلام فاتينا السماء الدنيا فقيل من هذا قال جبريل قيل و من معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه مرحبا به ونعم المجئ جاء فاتيت على آدم عليه‌السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من ابن و نبي ثم اتينا الى السماء

بعثنا عليكم

الثانية قيل من هذا قال جبريل قيل
و من معك قال محمد مثل ذلك فاتيت
على يحيى و عيسى فسلمت عليهما فقالا
مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى
السماء الثالثة قيل من هذا قال جبريل
قيل و من معك قال محمد فمثل ذلك
فاتيت على يوسف عليه السلام فسلمت عليه
قال مرحبا بك من اخ و نبي ثم اتينا الى
السماء الرابعة فمثل ذلك فاتيت على
ادريس عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا
بك من اخ و نبي ثم اتينا الى السماء
الخامسة فمثل ذلك فاتيت على هارون
عليه السلام فسلمت عليه قال مرحبا بك من
اخ و نبي ثم اتينا الى السماء السادسة فمثل
ذلك ثم اتيت على موسى عليه السلام فسلمت
عليه قال مرحبا بك من اخ و نبي فلما
جاوزته بكي قيل ما يبكيك قال يا رب
هذا الغلام الذي بعثته بعدي يدخل من امته
الجنة اكثر و افضل مما يدخل من امتي
ثم اتينا السماء السابعة فمثل ذلك فاتيت
على ابراهيم عليه السلام فسلمت عليه قال
مرحبا بك من ابن و نبي ثم رفع لي
البيت المعمور فسالت جبريل فقال هذا
البيت المعمور يصلي فيه كل يوم سبعون
الف ملك فاذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
آخر ما عليهم ثم رفعت الى السدرة المنتهى
فاذا نبقها مثل قلال هجر و اذا ورقها مثل
آذان الفيلة و اذا في اصلها اربعة انهار
نهران باطنان و نهران ظاهران فسالت
جبريل فقال اما الباطنان ففي الجنة واما
الظاهران فالفرات والنيل ثم فرضت على

پر پهنچا — پوچها گیا که کون هی کها جبریل
پوچها تیرے ساتهه کون هی کها محمد صلعم
هیں پوچها کیا بلائے گئے هیں — مرحبا کها
خوب آنا هوا پهر میں آدم کے پاس پهنچا میں
نے اُن کو سلام کیا کها مرحبا اے فرزند اور نبي
پهر هم دوسرے آسمان پر پهنچے پوچها گیا
کون هی کها جبریل کها تیرے ساتهه کون
هی کها محمد صلعم هیں یهاں بهي ویسي هي
باتیں هوئیں — پهر میں یحیی اور عیسی
کے پاس پهنچا — اور میں نے اُن کو سلام
کیا — دونوں نے کها مرحبا اے بهائي اور
نبي پهر هم تیسرے آسمان پر پهنچے — پوچها
گیا کون هی کها جبریل پوچها تیرے ساتهه
کون هی کها محمد صلعم هیں اور یهاں بهي
ویسے هي باتیں هوئیں — پهر میں یوسف کے
پاس پهنچا — میں نے اُنکو سلام کیا — کها مرحبا
اے بهائي اور نبي پهر هم چوتهے آسمان پر پهنچے
اور وهاں بهي ویسي هي باتیں هوئیں — پهر
میں ادریس کے پاس پهنچا میں نے اُن کو
سلام کیا کها مرحبا اے بهائي اور نبي پهر هم
پانچویں آسمان پر پهنچے وهاں بهي ویسي
هي باتیں هوئیں پهر میں هارون کے پاس
پهنچا — میں نے انکو سلام کیا کها مرحبا اے
بهائي اور نبي پهر هم چهٹے آسمان پر پهونچے
اور ویسي هي باتیں هوئیں — پهر میں موسی
کے پاس پهنچا — میں نے اُن کو سلام کیا کها

پهونچینگے هم تم پر

خمسون صلوة فاتيت على موسى فقال ما صنعت قلت فرضت على خمسون صلوة قال اني اعلم بالناس منك اني عالجت بني اسرائيل اشد المعالجة و ان امتك لن يطيقوا ذلك وارجع الى ربك فاسأله ان يخفف عنك فرجعت الى ربي فسألته ان يخفف عني فجعلها اربعين ثم رجعت الى موسى عليه السلام فقال ما صنعت قلت جعلها اربعين فقال لي مثل مقالته الاولى فرجعت الى ربي عزوجل فجعلها ثلثين فاتيت على موسى عليه السلام فاخبرته فقال لي مثل مقالته الاولى فرجعت الى ربي فجعلها عشرين ثم عشرة ثم خمسة فاتيت على موسى عليه السلام فقال لي مثل مقالته الاولى فقلت اني استحيي من ربي عزوجل ان ارجع اليه فنودي ان قد امضيت فريضتي وخففت عن عبادي و اجزي بالحسنة عشر امثالها —

(نسائي صفحه ۵۲ و ۵۳)

مرحبا اے بهائي اور نبي جب میں وهاں سے آگے بڑها تو موسى روئے پوچها گیا که کیوں روتے هو — کہا اے خدا یہه لڑکا جسکو تونے میرے بعد نبي کیا هے اس کي اُمت کے لوگ میري اُمت والوں سے زیاده جنت میں جائینگے — پهر هم ساتویں آسمان پر پهونچے اور ویسي هي باتیں هوئیں پهر میں ابراهیم کے پاس پهونچا — میں نے اُن کو سلام کیا کہا مرحبا اے فرزند اور نبي پهر بیت المعمور مجهه سے نزدیک هوا — میں نے جبریل سے پوچها تو کہا یہه بیت المعمور هے هر روز اس میں ستر هزار فرشتے نماز پڑهتے هیں اور جب جاتے هیں پهرکر دوباره نهیں آتے — پهر سدره مجهه سے قریب آ گیا — اُس کے بیر هجر کے مٹکوں کي برابر اور پتے هاتي کے کانوں کي برابر تهے اُس کي جڑ سے چار نہریں نکلي تهیں دو ظاهر اور دو باطن میں نے جبریل سے پوچها تو کہا یہه دو پوشیده نہریں تو جنت میں جاتي هیں اور یہه دو ظاهر نیل اور فرات هیں — پهر مجهه پر پچاس نمازیں فرض هوئیں — پهر میں موسى علیه السلام کے پاس آیا — موسى نے پوچها که آپ نے کیا کیا میں نے کہا مجهه پر پچاس نمازیں فرض هوئي هیں — کہا آپ سے زیاده میں لوگوں کي حالت سے واقف هوں — میں نے بني اسرائیل کو آزمایا اور سخت تکلیف اُٹهائي — آپ کي اُمت اس فرض کا تحمل نکر سکیگي آپ خدا کے پاس پهر جائیے — اور کمي کي درخواست کیجیئے — میں پهر خدا کے پاس گیا اور کمي کے لیئے التجا کي — خدا نے چالیس کا حکم دیا — پهر میں موسى علیه السلام کے پاس آیا پوچها کیا کر آئے میں نے کہا چالیس نماز کا حکم دیا هے — موسى علیه السلام نے پهر وهي کہا جو پہلے کہا تها — میں پهر خدا کے پاس گیا — تو تیس کا حکم دیا — پهر موسى علیه السلام کے پاس آیا اور

عِبَادًا لَّنَا

اُن کو خبر دي موسی نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں پھر خدا کے پاس گیا — ایکي دفعہ بیس نمازوں کا حکم دیا پھر دس کا پھر پانچ کا میں پھر موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا موسی علیہ‌السلام نے پھر وهي کہا جو پہلے کہا تھا — میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتي هی کہ میں پھر اُس کے پاس جاؤں — آواز آئي کہ میں نے اپنا فرض جاري کردیا اور اپنے بندوں کو آساني دي اور میں ایک نیکي کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دونگا *

اخبرنا یونس بن عبدالاعلی حدثنا ابن وهب قال اخبرني یونس عن ابن شهاب قال انس بن مالک و ابن حزم قال رسول الله صلی‌الله علیه وسلم فرض‌الله عزوجل علی اُمتي خمسون صلوٰة فرجعت بذلک حتی امر بموسی علیه‌السلام فقال ما فرض ربک علی اُمتک قلت فرض‌علیهم خمسون صلوٰة قال لي موسی فراجع ربک عزوجل فان اُمتک لا تطیق ذلک فراجعت ربي عزوجل فوضع شطرها فرجعت الی موسی فاخبرته فقال‌راجع ربک فان‌اُمتک لاتطیق ذلک فراجعت ربي عزوجل فقال هي خمس و هي خمسون لایبدل القول لدي فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت اني استحییت من ربي عزوجل — (نسائي صفحہ ۵۳) —

خبر دي همکو یونس بن عبدالاعلی نے کہا اس نے حدیث بیان کی هم سے ابن وهب نے کہا اس نے خبر دي مجھکو یونس نے ابن شہاب سے کہا انس ابن مالک اور ابن حزم نے کہ رسول خدا نے فرمایا اللہ تعالی نے میري اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں — میں اُلٹا پھرا اور موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا — موسی علیہ‌السلام نے کہا خدا نے آپ کي اُمت پر کیا فرض کیا — میں نے کہا اُن پر پچاس نمازیں فرض کي هیں — موسی علیہ‌السلام نے مجھہ سے کہا دوبارہ خدا سے کہیئے آپ کي اُمت اس کا تحمل نکرسکیگي — میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں‌سے ایک حصہ معاف کردیا — پھر موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا اور ان کو خبر دي کہا پھر خدا سے کہیئے آپ کي اُمت میں اس کي طاقت نہیں هی — میں نے خدا سے پھر کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں هیں اور وهي پچاس کي برابر هیں — میرا قول نہیں بدلتا — میں پھر موسی علیہ‌السلام کے پاس آیا کہا پھر خدا سے کہیئے — میں نے کہا اب تو مجھے خدا سے شرم آتي هی *

اخبرنا عمرو ابن هشام قال حدثنا مخلد من سعود ابن عبدالعزیز حدثنا یزید ابن

خبر دي همکو عمر بن هشام نے کہا اُس نے حدیث بیان کي هم سے مخلد نے سعود بن عبدالعزیز سے کہا اُس نے حدیث بیان کي یزید بن‌ابي ملک نے کہا اس نے حدیث

اپنے بندوں

ابي مالک حدثنا انس بن مالک ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال أتيت بدابة
فوق الحمار و دون البغل خطوها عند منتهى
طرفها فركبت و معي جبريل عليه السلام
فسرت فقال انزل فصل ففعلت فقال اتدري
اين صليت صليت بطيبة واليها المهاجر
ثم قال انزل فصل فصليت فقال اتدري
اين صليت صليت بطور سينا حيث كلم الله
موسى عليه السلام ثم قال انزل فصل فصليت
فقال اتدري اين صليت صليت ببيت لحم
حيث ولد عيسى عليه السلام ثم دخلت الى
بيت المقدس فجمع لي الانبياء عليهم السلام
فقدمني جبريل حتى اممتهم ثم صعدبي
الى السماء الدنيا فاذا فيها آدم عليه السلام
ثم صعدبي الى السماء الثانية فاذا فيها
ابنا الخالة عيسى و يحيى عليهما السلام ثم
صعدبي الى السماء الثالثة فاذا فيها يوسف
عليه السلام ثم صعدبي الى السماء الرابعة فاذا
فيها هارون عليه السلام ثم صعدبي الى السماء
الخامسة فاذا فيها ادريس عليه السلام ثم صعد
بي الى السماء السادسة فاذا فيها موسى
عليه السلام ثم صعدبي السماء السابعة فاذا فيها
ابراهيم عليه السلام ثم صعدبي فوق سبع سموات
فاتينا سدرة المنتهى فغشيتني ضبابة فخررت
ساجدا فقيل لي اني يوم خلقت السموات
والارض فرضت عليك و على امتك خمسين
صلوة فقم بها انت و أمتك فرجعت الى
ابراهيم فلم يسألني عن شيء ثم اتيت على
موسى فقال كم فرض عليك و على أمتك
قلت خمسين صلوة قال فانک لاتستطيع
ان تقوم بها انت و لا أمتك فارجع الى ربک

بیان کی ہے - انس بن مالک نے کہ رسول
خدا نے فرمایا میرے لئے ایک جانور لایا گیا
جو خچر سے چھوٹا گدھے سے بڑا تھا - اور اسکا
قدم منتہاے نظر تک پڑتا تھا - میں اسپر
سوار ہوا اور میرے ساتھہ جبریل تھے — پھر
میں چلا — جبریل نے کہا اُتریے اور نماز
پڑھیئے میں نے نماز پڑھی کہا آپ کو معلوم
ہی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے طیبہ
(مدینہ) میں نماز پڑھی — اور آپ اسی
طرف ہجرت کرینگے — پھر کہا اُتریے اور
نماز پڑھیئے — میں نے نماز پڑھی کہا آپ
کو معلوم ہی کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی آپ نے
طور سینا پر نماز پڑھی جہاں خدا نے موسی
سے کلام کیا پھر کہا اُتریے اور نماز پڑھیئے میں
نے نماز پڑھی کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں
نماز پڑھی آپنے بیت اللحم میں نماز پڑھی
جہاں عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تھے - میں
بیت المقدس میں داخل ہوا - انبیا علیہ السلام
میرے لیئے جمع تھے - جبریل نے مجھکو آگے
بڑھا دیا میں نے امامت کی پھر مجھکو آسمان
اول پر لے گیا میں نے اُس میں آدم علیہ السلام
کو دیکھا - پھر دوسرے آسمان پر لے گیا - میں
نے اس میں خالہ زاد بھائی عیسی اور یحیی
علیہما السلام دیکھے - پھر تیسرے آسمان پر
لے گیا - وہاں یوسف علیہ السلام نظر آئے - پھر
چوتھے آسمان پر لے گیا - اس میں ہارون

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ

فسأله التخفيف فرجعت الى ربي فخفف
عني عشرا ثم اتيت الى موسى فامرني
بالرجوع فرجعت فخفف عني عشرا ثم
ردت الى خمس صلوة قال فارجع الى ربك
فسأله التخفيف فانه فرض على بني
اسرائيل صلوتين فما قاموا بها فرجعت
الى ربي عزوجل فسألته التخفيف فقال
اني يوم خلقت السموات والارض فرضت
عليك و على أمتك خمسين صلوة فخمس
بخمسين فقم بها انت و أمتك فعرفت
انها من الله عزوجل صري فرجعت الى
موسى عليه‌السلام فقال ارجع فعرفت انها
من‌الله صري يقول حتم فلم ارجع —
(نسائي صفحات ۵۳ و ۵۴) —

عليه‌السلام تهے — پهر پانچويں آسمان پر ليگيا —
اس ميں ادريس عليه‌السلام تهے — پهر چوتهے
آسمان پر لے گيا — اس ميں موسى عليه‌السلام
دكهائي ديئے — پهر ساتويں آسمان پر لے گيا
ميں نے اس ميں ابراهيم عليه‌السلام كو ديكها —
پهر مجهه كو ساتوں آسمانوں سے أوپر لے
گيا پهر هم سدرة‌المنتهى پر پهنچے — مجهپر
ايك كهرسي چها گئي ميں سجدے ميں
گرا آواز آئي كه ميں نے جس روز آسمان
زمين كو پيدا كيا تجهه پر اور تيري أمت
پر پچاس نمازيں فرض كيں — اب تو اور
تيري أمت اس كو قايم كريں — ميں وهاں
سے ابراهيم عليه‌السلام كے پاس لوت كر آيا — أنهوں نے كوئي سوال مجهه سے نهيں كيا —
پهر ميں موسى عليه‌السلام كے پاس آيا پوچها كتني نمازيں آپ پر اور آپ كي أمت پر فرض
هوئيں — ميں نے كها پچاس كها نه آپ اس كو ادا كرسكيں‌گے نه آپ كي أمت — خدا
كے پاس پهر جائيے اور كمي كي درخواست كيجيئے — ميں پهر خدا كے پاس گيا —
تو دس نمازيں معاف كرديں پهر ميں موسى عليه‌السلام كے پاس آيا تو مجهكو پهر جانے كو
كها — ميں پهر گيا تو خدا نے دس اور معاف كرديں — پهر پانچ نماز كا حكم ليكر آيا
تو موسى عليه السلام نے پهر كها كه خدا كے پاس پهر جائيے — اور كمي كي درخواست
كيجيئے — خدا نے بني اسرائيل پر دو نمازيں فرض كي تهيں — ان دو بهي ادا نكرسكے —
ميں پهر خدا كے پاس گيا اور كمي كي درخواست كي — خدا نے فرمايا كه ميں نے
جس روز آسمان و زمين پيدا كيئے أسي روز تجهه پر اور تيري أمت پر پچاس نماز
فرض كردي تهيں — اور يهه پانچ نمازيں پچاس كي برابر هيں — تو اور تيري أمت ان
نمازوں كو ادا كريں — اب ميں نے جان ليا كه يهه خدا كي طرف سے قطعي حكم
هے — پهر ميں موسى عليه السلام كے پاس آيا — موسى عليه‌السلام نے كها پهر جائيے —
ميں نے سمجها كه يهه خدا كا حكم قطعي هوچكا اس ليئے ميں پهر نهيں گيا *

سخت لڑنے والوں کو

اخبرنا احمد بن سليمان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا مالك بن مغول عن الزبير بن عدي بن طلحة بن مصرف عن مرة عن عبدالله قال لما اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى به الى سدرة المنتهى و هي في السماء السادسة و اليها ينتهي ما عرج به من تحتها و اليها ينتهي ما هبط به من فوقها حتى يقبض منها قال اذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب فاعطى ثلثا الصلواة الخمس و خواتم سورة البقر و يغفر لمن مات من امته لا يشرك بالله شيئا المقحمات —

(نسائي صفحه ۵۴) —

خبر دي همكو احمد بن سليمان نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے يحيى بن آدم نے كہا أس نے حديث بيان كي هم سے مالك بن مغول نے أس نے زبير بن عدي بن طلحه بن مصرف سے أس نے مرہ سے أس نے عبدالله سے كہا أنہوں نے كه جب رسول خدا معراج كو گئے سدرة المنتهى تك پهنچے اور وہ چهٹے آسمان پر هى — اور جو كچهه أس كے نيچے سے أوپر كو جاتا هى اور جو كچهه أس كے أوپر سے نيچے كو آتا هى وهيں آكر رهتا هى — اس آيت كي تفسير ميں كه جب چها جائے أس پر جو چها جائے — راوي نے كہا كه اس سے مراد هيں سونے كے پتنگے — پهر آنحضرت صلعم كو تين چيزيں دي گئيں — پانچ نمازيں اور سورہ بقر كي اخير آيتيں اور أن كي امت ميں سے جو شخص خدا كے ساتهه شرك نكرے اس كے كبيرہ گناه معاف كريگا ٭

اخبرنا سليمان بن داؤد عن ابن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث ان عبد ربه بن سعيد اخبره ان البناني حدثه عن انس بن مالك ان الصلوات فرضت بمكة و ان ملكين اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهبا به الى زمزم فشقا بطنه و اخرجا حشوه في طست من ذهب فغسلاه بماء زمزم ثم كبسا جوفه حكمة و علما —

(نسائي صفحه ۵۴) —

خبر دي همكو سليمان بن داؤد نے ابن وهب سے كہا أس نے خبر دي مجهكو عمرو بن حارث نے كه عبد ربه بن سعيد نے خبر دي أس كو كه بناني نے حديث بيان كي أس نے انس بن مالك سے كه نماز مكه ميں فرض هوئي اور دو فرشتے رسول الله كے پاس آئے اور ان كو زمزم كے پاس لے گئے — دونوں نے أن كا پيٹ چيرا اور اندر كي چيز (دل) سونے كے لگن ميں نكالي — اور آب زمزم سے أسكو دهويا پهر علم و حكمت أس كے اندر بهر ديا ٭

حديث ابن ماجه

حديث بيان كي هم سے حرمله بن يحيى مصري نے كہا أس نے حديث بيان كي

فَجَاسُوا خِلٰلَ الدِّيَارِ

ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا اُس نے خبر دی مجھکو یونس بن یزید نے ابن شہاب سے اُس نے انس بن مالک سے کہا اُنھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں اُلٹا پھر کر موسی علیہ السلام کے پاس آیا تو موسی علیہ السلام نے پوچھا خدا نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں کہا خدا کے پاس پھر جائیے آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں نے دوبارہ خدا سے کہا اور خدا نے ان میں سے ایک حصہ معاف کردیا - پھر میں موسی کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہا پھر خدا کے پاس جائیے - آپ کی اُمت میں اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہی میں نے پھر خدا سے کہا خدا نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں اور یہی پچاس ہیں - میرا قول نہیں بدلتا - پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس آیا — موسی علیہ السلام نے کہا پھر خدا کے پاس جائیے — میں نے کہا مجھکو خدا سے شرم آتی ہی *

حدثنا حرملة بن يحيى المصري حدثنا عبدالله بن وهب اخبرني يونس بن يزيد عن ابن شهاب عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض الله على أمتي خمسين صلوة فرجعت بذلک حتى آتى على موسى فقال موسى ما ذا افترض ربک على أمتک قلت فرض علي خمسين صلوة قال فارجع الى ربک فان أمتک لا تطيق ذلک فراجعت ربي فوضع عني شطرها فرجعت الى موسى فاخبرته فقال ارجع الى ربک فان أمتک لا تطيق ذلک فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لا يبدل القول لدي فرجعت الى موسى فقال ارجع الى ربک فقلت قد استحييت من ربي -

(ابن ماجه صفحه ۲۳۴) -

اختلافات جو ان حدیثوں میں ہیں

ان حدیثوں کے طرز بیان میں اور واقعات جو اُن میں بیان ہوئے ہیں اور اُن کے الفاظ و عبارت میں ایسا اختلاف ہی جو اسبات کے یقین کرنے کے لیئے کافی دلیل ہی نہ وہ الفاظ وہ نہیں ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے ہونگے یہہ بات مسلم ہی کہ حدیثیں بلفظہ یعنی اُنھی الفاظ سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے بیان نہیں ہوتی تھیں بلکہ روایت بالمعنی کا عام رواج تھا یعنی راوی حدیث کے مطلب کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا تھا اور یہی وجہ ہی کہ ایک مطلب کی حدیثوں کو متعدد راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہی اور اسلیئے سمجھا جاتا ہی

پھر وہ گھس پڑینگے اندر گھرونکے

کہ ان حدیثوں کے جو الفاظ ہیں وہ اخیر راوي کے الفاظ ہیں جس کي روایت حدیثوں
کي کتابوں میں لکھي گئي هی *
علاوہ اس کے ان حدیثوں کے مضامین بھي نہایت مختلف ہیں اور راویوں نے اپني
یاد اور اپني سمجھہ کے موافق اُن کو بیان کیا هی اُن سے یہہ بات ثابت نہیں هوتي کہ
درحقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان کیا تھا اور زباني نقل در نقل هوتے
هوئے اخیر راوي تک کسقدر پہونچي اور کیا کمي یا زیادتي اُن میں هوگئي اور مطالب
بھي اُن میں وهي باقي رها جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یا اُس میں بھي
کچھہ تغیر و تبدیل هوگئي هی *
اب هم الفاظ کے اختلافات سے قطع نظر کرتے هیں اس خیال سے کہ راویوں کے سبب
وہ مختلف هوگئے ہیں اور صرف اختلافات مضامین کو دکھلاتے هیں جو مذکورہ بالا
حدیثوں میں پائے جاتے هیں *

۱ — اسبات میں اختلاف هی کہ جب معراج شروع هوئي تو آپ کہاں تھے

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیثوں میں هی کہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں
تھے کہ آپ کے گھر کي چھت پھٹ گئي *
بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعہ کي حدیث میں هی کہ آپ
خانہ کعبہ کے پاس تھے *
بخاري میں انهي کي دوسري حدیث میں هی کہ آپ حطیم میں تھے یا حجر میں تھے *
بخاري اور مسلم میں انس میں ابن مالک کي حدیث میں هی کہ مسجد کعبہ
میں سے آپ کو معراج هوئي *
جسقدر حدیثیں ان کے سوا هیں اُن میں سے کسي میں اسبات کا ذکر نہیں کہ جب
معراج شروع هوئي تو آپ کہاں تھے *

۲ — جبریل تنہا آئے تھے یا اور بھي اُن کے ساتھہ تھے

بخاري میں مالک ابن صعصعہ اور بخاري و مسلم میں ابوذر کي حدیث هی کہ
تنہا جبریل آنحضرت پاس آئے تھے *

وَ كَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ﴿۵﴾

نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هى که دو فرشتے آنحضرت پاس آئے تھے *
بخاري ميں مالک ابن صعصعه کي حديث هى جس کے يهه لفظ هيں " ذكر رجلا بين الرجلين " *

اور مسلم اور نسائي ميں هى " احد الثلاثة بين الرجلين " يعني تين کا ايک جو دو کے درميان ميں هى *

فتح الباري اس سے مراد ليتا هى که آنحضرت حمزه و جعفر کے بيچ ميں سوتے تھے جس سے مراد يهه هى که آنحضرت نے فرمايا که ميں دو آدميوں يعني حمزه و جعفر کے بيچ ميں سوتا تھا *

مگر كواكب الدراري اور خيرالجاري ميں جو بخاري کي شرحيں هيں لکھا هى " اے ذكر النبي صلى الله عليه وسلم ثلث رجال و هم الملائكة تصوروا بصورة الانس " يعني آنحضرت نے تين آدميوں کا ذکر کيا جو فرشتے تھے که آدميوں کي شکل بنکر آئے تھے بس اس روايت سے تين فرشتوں کا آنا معلوم هوتا هى *

بخاري اور مسلم ميں انس ابن مالک کي حديث ميں هى که آنحضرت پاس تين فرشتے آئے *

۳ — اُسوقت آپ سوتے تھے اور اخير تک سوتے رهے يا جاگتے تھے

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه کي حديث ميں هى — بين النايم واليقظان يعني آنحضرت نے فرمايا که ميں کچھه سوتا اور کچھه جاگتا تھا *

بخاري ميں انهي کي دوسري حديث ميں هى " مضطجعا " يعني آنحضرت نے فرمايا که ميں کروٹ پر ليٹا يا سوتا تھا *

بخاري ميں انس ابن مالک کي حديث هى که " وهو نائم " يعني آنحضرت سوتے تھے اور اس کے بعد هى " فيما يري قلبه و تنام عينه ولا ينام قلبه يعني فرشتے آپ کے پاس آئے ايسي حالت ميں که آپ کا دل ديکھتا تھا اور آنکھيں سوتي تھيں اور دل نهيں سوتا تھا — اُس حديث کے اخير ميں هى فاستيقظ و هو في المسجد الحرام " يعني تمام قصه معراج بيان کرکے انس ابن مالک نے کها که پھر آنحضرت جاگے اور وه مسجد حرام ميں تھے *

اور ہی وعدہ خدا کا مقدر کیا گیا ﴿۸﴾

اور مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث میں ہی و ھو نائم فی المسجد الحرام یعنی آنحضرت سوتے تھے مسجد حرام میں *

ان حدیثوں کے سوا کسی حدیث میں اس بات کا بیان ہی نہیں ہی کہ اسوقت آنحضرت جاگتے تھے یا سوتے تھے *

۴ — شق صدر اور اُس کے اختلافات

بخاری اور مسلم میں ابوذر کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل نے میرا سینہ چیرا اور زمزم کے پانی سے دھویا *

بخاری میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حلقوم سے پیٹ کی نرم جگہہ تک چیرا گیا — اور پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا *

اور بخاری اور مسلم اور نسائی میں انہیں کی حدیث ہی کہ گلے کے گڑھے سے پیٹ تک چیرا گیا — پھر میرا دل نکالا اور زمزم کے پانی سے دھویا *

بخاری میں انس بن مالک کی حدیث ہی کہ تین فرشتہ جو آئے تھے اُن میں سے جبریل نے سینہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چیر ڈالا اور جبریل نے اپنے ہاتھہ سے زمزم کے پانی سے دھویا *

نسائی میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ دو فرشتے آئے اور آنحضرت کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور دونوں نے آنحضرت کے پیٹ کو چیرا اور دونوں نے ملکر زمزم کے پانی سے دھویا *

ان حدیثوں کے سوا جو اور حدیثیں ہیں اُن میں شق صدر کا کچھہ ذکر نہیں *

۵ — براق کا ذکر کن حدیثوں میں ہی اور کن میں نہیں

بخاری اور مسلم میں مالک ابن صعصعہ کی حدیث ہی کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جسکو براق کہتے ہیں *

مسلم میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ میرے پاس براق لایا گیا اور وہ ایک چوپایہ ہی سفید رنگ کا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا *

ترمذی میں انس ابن مالک کی حدیث ہی کہ رسول خدا کے پاس معراج کی شب براق زین اور لگام سے آراستہ لایا گیا *

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

نسائي میں مالک ابن صعصعہ کي حدیث هی اُس میں براق کا نام نہیں هی صرف یہہ هی کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا *

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی اُس میں بھي براق کا نام نہیں هی صرف یہہ هی کہ ایک چوپایہ میرے پاس لایا گیا *

ان حدیثوں کے سوا اور کسي حدیث میں براق کے لائے جانے کا ذکر نہیں هی *

۶ — آپ براق پر سوار هوکر گئے یا کسی طرح

بخاري اور مسلم میں ابوذر اور انس ابن مالک کي حدیث هی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جبریل میرا هاتھہ پکڑ کر آسمانوں پر لیے گئے — اور انس ابن مالک کي حدیث هی کہ مجھکو آسمانوں پر لیے گئے (واضح هو کہ ان حدیثوں میں براق کا کچھہ ذکر نہیں هی) *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعہ کي حدیث هی جس سے پایا جاتا هی کہ براق پر سوار هوکر جبریل کے ساتھہ گئے *

مسلم اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں براق پر سوار هوا اور بیت المقدس تک پہونچا *

ترمذي میں انس ابن مالک کي حدیث هی کہ سوار هوتے وقت براق نے شوخي کي اور جبریل نے اُس سے کہا کہ تو محمد کے ساتھہ اس طرح شوخي کرتا هی — کوئي تجھہ پر سوار نہیں هوا جو مقبول هو خدا کے نزدیک ان سے زیادہ — راوي نے کہا کہ براق ندامت سے پسینہ پسینہ هوگیا *

اور سب سے زیادہ عجیب روایت وہ هی کہ جو بزار نے اور سعید ابن منصور نے ابو عمران جوني سے اور اُس نے انس سے مرفوعاً بیان کی هی — کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں بیٹھا تھا کہ جبریل آئے اور میرے دونوں کندھوں کے بیچ میں هاتھہ مارا — پھر هم دونوں ایک درخت کے پاس گئے جس میں پرندوں کے گھونسلے رکھے تھے — ایک میں جبریل اور ایک میں میں بیٹھہ گیا — پھر وہ گھونسلے بلند هوئے — یہاں تک کہ زمین اور آسمان کو گھیر لیا *

۷ — بیت المقدس میں براق کے باندھنے کا اختلاف

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے براق

پھر ہم پھیرینگے غلبہ کو تمھارے لیئے اُن پر

کو اُس کنڈے سے باندہ دیا جس سے سب پیغمبر باندھتے تھے *

ترمذي میں بریدہ کي حدیث هی که جبریل نے انگلي کے اشارہ سے ایک پتھر کو شق کیا اور اُس سے براق کو باندہ دیا *

۸ — بیت المقدس پھونچنے سے پہلے کہاں کہاں تشریف لے گئے اور کیا کیا کیا

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که آنحضرت نے فرمایا که میں سوار هوکر جبریل کے ساتھہ چلا اور طیبه میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں که هجرت هوئي پھر طور سینا پر اُترا اور نماز پڑھي جہاں الله نے موسی سے کلام کیا تھا — پھر بیت لحم میں اُترا اور نماز پڑھي جہاں حضرت عیسی علیہ السلام پیدا هوئے تھے — پھر میں بیت المقدس میں پھونچا جہاں تمام انبیا جمع تھے اور میں نے امام بنکر سب کو نماز پڑھائي *

اس واقعه کا سوائے اس حدیث کے کسي اور حدیث میں ذکر نہیں هی *

۹ — اختلافات مقامات انبیا آسمانوں پر جن سے ملاقات هوئي

ادریس

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس دوسرے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس چوتھے آسمان پر ملے *

نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که ادریس پانچویں آسمان پر ملے *

هارون

بخاري اور نسائي میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون چوتھے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي میں مالک ابن صعصعه کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

مسلم میں انس ابن مالک کي حدیث هی که هارون پانچویں آسمان پر ملے *

وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ

موسی

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه كي حديث هی که موسی چهٹے آسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالک كي حديث هی که موسی چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالک كي حديث هی که موسی ساتويں آسمان پر ملے *

ابراهيم

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هی که ابراهيم چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري ميں انس ابن مالک كي حديث هی که ابراهيم چهٹے آسمان پر ملے *

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه كي حديث هی که ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

مسلم اور نسائي ميں انس ابن مالک كي حديث هی که ابراهيم ساتويں آسمان پر ملے *

حليۂ موسی

بخاري ميں ابو هريره كي اور مسلم ميں جابر كي اور ابو هريره كي ترمذي ميں ابو هريره كي حديث هی جن ميں حضرت موسی کا دبلايا چهريره هونا بيان هوا هی *

بخاري ميں عبدالله ابن عمر كي حديث هی جس ميں موسی کا موٹا هونا بيان هوا هی *

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هی جس ميں بيان هوا هی که حضرت موسی کے گهونگر يالے بال تهے *

بخاري ميں ابو هريره كي اور عبدالله ابن عمر كي اور مسلم اور ترمذي ميں ابو هريره كي حديث هی جس ميں حضرت موسی کے سيدهے لمبے بال بيان هوئے هيں *

حليۂ عيسی

بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس كي حديث هی جس ميں حضرت عيسی کے لمبے بال هونے معلوم هوتے هيں *

اور هم تمهاري مدد کرينگے مال سے اور بيٹوں سے

بخاري ميں عبدالله ابن عمر کي اور بخاري اور مسلم ميں عبدالله ابن عباس کي حديث هی جس سے معلوم هوتا هی که حضرت عيسی کے گهونگريالے بال تهے *

ذريات آدم و بکاء آدم

بخاري اور مسلم ميں ابوذر کي حديث هی که پهلے آسمان پر آدم سے آنحضرت صلعم ملے — اور آدم کے دائيں اور بائيں اُن کي ذريات تهي — دائيں طرف والوں کو ديکهکر هنستے تهے که وه جنتي هيں اور بائيں طرف والوں کو ديکهکر روتے تهے که وه دوزخي هيں *

باقي حديثوں ميں سے کسي حديث ميں اس واقعه کا ذکر نهيں هی *

بکاء موسی

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه کي حديث هی که جب آنحضرت حضرت موسی سے ملکر آگے بڑهے تو حضرت موسی روئے که اے خدا يه لڑکا جو ميرے بعد مبعوث هوا اس کي اُمت کے لوگ ميري اُمت کے لوگوں سے زياده جنت ميں جائينگے *

باقي حديثوں ميں سے کسي حديث ميں اس واقعه کا ذکر نهيں هی *

۱۰ — تخفيف نمازوں ميں

بخاري اور مسلم ميں ابوذر کي حديث هی اور نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی که آنحضرت موسی اور خدا کے پاس تخفيف نماز کے ليئے جتني دفعه آئے گئے هر مرتبه ايک حصه نمازوں کا معاف هوا — تعداد کچهه نهيں بيان کي *

بخاري اور نسائي ميں مالک ابن صعصعه اور انس ابن مالک کي حديثيں هيں جن سے معلوم هوتا هی که هر دفعه کے جانے ميں دس دس نمازيں معاف هوئيں اور آخر کو پانچ ره گئيں *

مسلم ميں انس ابن مالک کي حديث هی جس سے معلوم هوتا هی که هر دفعه ميں پانچ پانچ نمازيں معاف هوئيں *

بخاري اور نسائي ميں انس ابن مالک کي حديث هی که پانچ نمازيں مقرر هونے کے بعد بهي موسی عليه السلام کے کهنے سے آنحضرت خدا کے پاس معافي کے ليئے گئے مگر

وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿۶﴾

قبول نہوئي — اور اَوْر حديثوں ميں هى كه پانچ نمازوں كے مقرر هونے كے بعد آنحضرت نے موسى عليه‌السلام سے كہا كه اب تو مجھكو خدا كے پاس جانے ميں شرم آتي هى *

متعدد حديثوں سے معلوم هوتا هى كه سدرة‌المنتهى پر پهونچنے سے پہلے نماز فرض هوئي تهي — اور بعض ميں مذكور هى كه سدرة‌المنتهى پر پهونچنے كے بعد نماز فرض هوئي *

۱۱ — اختلافات نسبت سدرة‌المنتهى و بيت‌المعمور

مسلم اور ترمذي اور نسائي ميں عبدالله ابن مسعود سے حديث هى كه سدرة‌المنتهى چهٹے آسمان پر هى *

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى كه سدرة‌المنتهى سب آسمانوں كے بعد هى اور سدرة‌المنتهى پر پهنچنے سے پہلے نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي اور مسلم ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه بيت‌المعمور سب آسمانوں كے بعد هى اور اُس كے بعد سدرة‌المنتهى هى اور نماز سدرة‌المنتهى پر پہنچنے كے بعد فرض هوئي *

بخاري اور مسلم ميں مالك ابن صعصعه كي دوسري حديث هى كه ساتوں آسمانوں سے گذر كر سدرة المنتهى پر پهونچے اور اُس كے بعد بيت المعمور ميں اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

بخاري اور نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه ساتوں آسمانوں كے بعد سدرة‌المنتهى پر پهنچے اور اُس كے بعد نماز فرض هوئي *

۱۲ — الوان سدرة‌المنتهى اور آنحضرت صلعم كا سجده كرنا

بخاري اور مسلم ميں ابوذر كي حديث هى جس ميں بيان هى كه ميں سدرة‌المنتهى كے پاس پهونچا اور اُس پر ايسے رنگ چهائے هوئے تهے جنكي حقيقت كو ميں نہيں جانتا *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه پهر وه يعني آنحضرت ساتويں آسمان سے اوپر گئے جس كا علم سوائے خدا كے كسي كو نہيں يہاں تك كه سدرة‌المنتهى كے پاس پهونچے اور خداے تعالى اُن سے نزديك هوا پهر اور بهي نزديك هوا يهاں تك كه دو كمانوں كا يا اس سے بهي كم فاصله رهگيا پهر خدا نے اُن كو وحي بهيجي اور پچاس نمازيں مقرر كيں *

اور هم تم كو كرينگے بڑا گروه ٦

مسلم ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه آنحضرت نے فرمايا سدرةالمنتهى كي نسبت كه جب اُس پر حكم الهي سے چهاگيا جو چهانا تها تو اُس كي حالت بدل گئي كسي انسان كي طاقت نهيں هى كه اُس كے حسن كي تعريف كرسكے *

مسلم اور ترمذي اور نسائي ميں عبدالله ابن مسعود كي حديث هى اُس ميں قرآن مجيد كي اس آيت كي اذ يغشي السدرة ما يغشي تفسير ميں يهه لكها هى كه اس سے مطلب هى سونے كے پروانوں سے يعني سونے كے پروانے (يعني پتنگے) درخت پر چهائے هوئے تهے *

نسائي ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه آنحضرت نے فرمايا كه پهر هم ساتوں آسمانوں كے بعد سدرةالمنتهى كے پاس پهنچے پهر مجهه پر كهر سي چها گئي پهر ميں سجده كے ليئے جهكا يعني سجده كيا *

١٣ — سدرةالمنتهى كي نهريں

بخاري اور مسلم اور نسائي ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى اُس ميں لكها هى كه سدرة المنتهى كي جڑ ميں سے چار نهريں نكلتي هيں دو پوشيده اور دو ظاهر سو دونوں پوشيده نهريں جنت ميں بهتي هيں اور دو ظاهر نهريں نيل اور فرات هيں *

بخاري ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه آسمان دنيا يعني آسمان اول پر دو نهريں بهتي هوئي ديكهيں — آنحضرت نے جبريل سے دريافت كيا كه يهه كيا نهريں هيں جبريل نے كها يهه نيل و فرات كي اصل هيں *

اور كسي حديث ميں سواے ان حديثوں كے نهروں كا ذكر نهيں هى *

١٣ — شراب اور دوده

مسلم ميں انس ابن مالك كي حديث هى كه آنحضرت نے فرمايا كه جب ميں بيت المقدس كي مسجد سے نماز پڑهكر نكلا تو جبريل نے دو پيالے پيش كيئے ايك شراب كا اور ايك دوده كا *

مسلم ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه بيت المعمور ميں شراب اور دوده كے دو پيالے پيش كيئے گئے *

بخاري ميں مالك ابن صعصعه كي حديث هى كه بيت المعمور ميں تين پيالے پيش كيئے گئے ايك دوده كا ايك شراب كا اور ايك شهد كا *

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ

۱۵ — جنت میں داخل ہونا

بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم سدرۃ المنتہی کے بعد جنت میں داخل ہوئے *

اور کسي حدیث میں جنت میں جانے کا ذکر نہیں ہی *

۱۶ — کوثر

بخاري میں انس ابن مالک کي حدیث ہی کہ آنحضرت نے آسمان اول پر ایک اور نہر دیکھي جسپر موتي اور زبرجد کے محل تھے جبریل نے بتایا کہ یہہ نہر کوثر ہی *

اور کسي حدیث میں کوثر کا ذکر نہیں ہی *

۱۷ — سماعت صریف الاقلام

۱ — بخاري اور مسلم میں ابوذر کي حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ایسے مقام پر پہونچا جہاں سے قلموں کے چلنے کي آواز آتي تھي *

اور کسي حدیث میں یہہ مضمون نہیں ہی *

۱۸ — آسمانوں پر جانا بذریعہ معراج کے

اختلاف اقوال علما نسبت اسری اور معراج کے جہاں ہم نے بیان کیئے ہیں اس میں ابو سعید خدري کي حدیث کے یہہ الفاظ نقل کیئے ہیں *

وفي حدیث ابي سعید الخدري عند ابن اسحق فلما فرغت مما کان في بیت المقدس اتی بالمعراج — یعني جو کچھہ کہ بیت المقدس میں ہونا تھا جب وہ ہوچکا تو لائي گئي معراج — معراج کا ترجمہ ہم نے سیڑھي کیا ہی جس کے ذریعہ سے بلندي پر چڑھتے ہیں *

معراج کے معني سیڑھي کے لینے میں یہہ سند ہی کہ فتح الباري جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰ میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہی یعني اس روایت کے سوا اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت کا آسمانوں پر جانا براق پر نہ تھا بلکہ معراج پر گئے تھے جس سے مراد سیڑھي ہی — چنانچہ ابن اسحق کے نزدیک

فاما العروج ففي غیر ہذہ الروایت من الاخبار انہ لم یکن علی البراق بل رقي المعراج وھو السلم کما وقع مصرحا بہ في حدیث ابي سعید عند ابن اسحق والبیہقي في الدلایل ولفظہ فاذا انا بدابۃ کالبغل مضطرب

اگر تم بھلائي کروگے تو بھلائي کروگے تم اپني جان کے ليئے

الاذنين يقال له البراق وكانت الانبياء تركبه
قبلي فركبته فذكر الحديث قال ثم دخلت
انا و جبريل بيت المقدس فصليت ثم اتيت
بالمعراج وفي رواية ابن اسحق سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما
فرغت مما كان في بيت المقدس اتي بالمعراج
فلم ار قط شيئا كان احسن منه وهو الذي يمد
اليه الميت عينيه اذا حضر فاصعدني صاحبي
فيه حتى انتهى بي الى باب من ابواب
السماء الحديث وفي رواية كعب فوضعت
له مرقاة من فضة و مرقاة من ذهب حتى
عرج هو وجبريل وفي رواية لابي سعيد
في شرف المصطفى انه اتي بالمعراج من
جنة الفردوس و انه منضد باللولؤ و عن
يمينه ملايكة و عن يساره ملايكة (فتح الباري
جلد هفتم صفحه ١٦٠) —

ابو سعيد كي حديث ميں اور بيهقي كي كتاب
الدلايل ميں صاف طور پر اسكي تصريح
هى — حديث كے لفظ يهه هيں كه يكايك
ايک چوپايه خچر کي مانند پتلے كانوں والا
لايا گيا جسكو براق كهتے هيں — مجهسے پهلے
پيغمبر اُسپر سوار هوتے تهے — ميں اُسپر سوار
هوا — پهر حديث ميں بيان كيا هى كه
آنحضرت نے فرمايا كه جب ميں اور جبريل
دونوں بيت المقدس ميں داخل هوئے — ميں
نے نماز پڑهي — پهر ميرے پاس معراج يعني
ايک سيڑهي لائي گئي اور ابن اسحق كي
روايت ميں هى كه ميں نے رسول الله صلى الله
عليه وسلم سے سناكه فرماتے تهے كه بيت المقدس
ميں جو كچهه هونا تها ميں اُس سے جب
فارغ هوا تو معراج يعني سيڑهي لائي گئي جس سے زياده خوبصورت چيز ميں نے كبهي
نهيں ديكهي اور وه ايسي خوشنما تهي مرنے والا عين جانكني كے وقت اُسكے ديكهنے
كے ليئے آنكهيں كهولدے — پهر ميرے ساتهي يعني جبريل نے مجهكو سيڑهي پر چڑهايا
يهانتک كه آسمان كے ايک دروازه كے پاس لے پهونچا اور كعب كي روايت ميں هى كه
ايک سيڑهي چاندي كي اور ايک سونے كي ركهي گئي يهانتک كه آنحضرت اور جبريل
اُسپر چڑهے اور شرف المصطفى ميں ابو سعيد كي روايت ميں هى كه بهشت سے ايک
سيڑهي لائي گئي جس ميں موتي جڑے هوئے تهے اُسكے دائيں طرف بهي فرشتے اور بائيں
طرف بهي فرشتے تهے *

اگر ان روايتوں پر كچهه اعتبار هوسكے تو آنحضرت صلى الله عليه وسلم كي معراج
مثل حضرت يعقوب كي معراج كے هوجاتي هى جسكا ذكر توريت ميں هى *

توريت ميں لكها هى كه " پس يعقوب از بيرشبع بيرون آمد و بحاران روانه شد —
وبجائے رسيد كه درآنجا بيتوتت نمود زيرا كه آفتاب فرو رفت و از سنگ هاے آن مكان گرفته

وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

بجہت باین گذاشته و همان جا خوابید — پس بخواب دید که اینک نردبانے بزمین برپا گشته سرش بآسمان میخورد واینک فرشتگان خدا ازان بالا وزیر میرفتند — واینک خداوند بران ایستاده گفت من خداوند خداے پدرت ابراهیم وهم خداے اسحاق این زمینے که بران میخوابي بتوو بذریت تو میدهم — وذریت تو مانند خاک زمین گردیده بمغرب و مشرق و شمال و جنوب منتشر خواهند شد وهم از تو واز ذریه ات تمامي قبایل زمین متبرک خواهند شد — واینک من باتوام و هر جائیکه میروي ترا نگاه داشته باین زمین باز پس خواهم آورد وتا بوقتي که انچه بتوگفته ام بجاے آورم ترا وانخواهم گذاشت — و یعقوب از خواب خود بیدار شده گفت بدرستي که خداوند درین مکان ست ومن ندانستم پس ترسیده گفت که این مکان چه ترسناک است این نیست مگر خانه خدا واین است دروازه آسمان — (کتاب پیدایش باب ۲۸ ورس ۱۰ لغایت ۱۷) *

اختلافات احادیث کا نتیجه

ان واقعات کا جن کا حدیثوں میں بیان هی بلکه ان سے بهي زیاده تر عجیب باتوں کا خواب میں دیکهنا ناممکن نهیں هی مگر همنے اُن کے اختلافات اس لیئے دکهائے هیں تاکه معلوم هو که بسبب اُن اختلافات کے یقین نهیں هوسکتا که درحقیقت کیا حالات آنحضرت نے دیکهے تهے — اور کیا واقعات خواب میں گذرے تهے اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے کیا فرمایا تها — اور راوي کیا سمجها اور کسقدر تغیر الفاظ میں — طرز بیان میں — واقعات میں اور معاني الفاظ میں هوگیا — اور کس راوي نے اپني سمجهه کے مطابق کون کون سي باتیں اُن میں زیاده کردیں اور کون سي کم — کیونکه اُن حدیثوں سے معلوم هوتا هی که بهت جگهه راویوں کے قول اُن حدیثوں میں شامل هیں — پس جسقدر قرآن مجید میں مذکور هی که " لنریه من آیاتنا انه هوالسمیع البصیر" اسقدر تو مسلم هی که خدانے اُس خواب میں اپني کچهه نشانیاں آنحضرت کو دکهلائیں مگر یهه ثابت نهیں هوتا که کیا نشانیاں دکهلائیں اور اگر هم آیات سے احکام مراد لیں جیسا که قرآن مجید کے بهت سے مقاموں میں آیات سے احکام مراد هیں اور " لنریه " سے اراءت قلبي یعني کسي بات پر دلي اور کامل یقین هوجانا سمجهیں تو آیت کے یهه معني هوتے هیں — تاکه هم اُسکو یقین کرادیں اپنے بعض حکموں پر — اور یهه الفاظ جو حدیثوں میں آئے هیں " فاوحی الی ما اوحی " اور " فرضت علی اُمتي خمسون صلوة " اسي پر دلالت کرتے هیں که آیات سے احکام مراد هیں *

اور اگر تم برائي کروگے تو اُسي نے ليئے

ہم اوپر بيان کرچکے ہيں کہ اِسباب ميں کہ معراج جاگتے ميں اور بجسدہ ہوئي تھي يا سونے ميں بروحہ بطور خواب کے — علماے متقدمين کے تين مذہب ہيں مگر شاہ ولي الله صاحب نے ايک چوتھا مذہب اختيار کيا تھا کہ جاگتے ميں اور بجسدہ ہوئي مگر بجسد برزخي بين المثال والشهادة — چوتھے مذہب کو ہم چھوڑ ديتے ہيں کيونکہ يہہ اُنہي کي راے يا مکاشفہ ہي جس کا پتہ نہ کسي روايت ميں ہي نہ اقوال علما ميں سے کسي قول ميں — بلکہ حقيقت يہہ معلوم ہوتي ہي کہ شاہ ولي الله صاحب کو بھي معراج بالجسد ہونے پر يقين نہيں ہي — صاف صاف نہيں کہتے اور بجسد برزخي معراج کا ہونا بيان کرتے ہيں — جس کا صريح مطلب يہہ ہي کہ جسد اصلي موجودہ کے ساتھہ معراج نہيں ہوئي — اور اس ليئے اُن کا مذہب بھي اُنہي لوگوں کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہي جو کہتے ہيں کہ بجسدہ معراج نہيں ہوئي *

شاہ ولي الله صاحب کے مذہب کو چھوڑکر تين مذہب باقي رہجاتے ہيں — يعني معراج کا ابتدا سے انتہا تک بجسدہ اور حالت بيداري ميں ہونا — يا مکہ سے بيت المقدس تک بجسدہ اور حالت بيداري ميں ہونا اور اسکے بعد بيت المقدس سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہي تک ہونا بروحہ يا معراج کا جس ميں اِسرا بھي داخل ہي ابتدا سے انتہا تک بروحہ اور سونے کي حالت ميں يعني خواب ميں ہونا — ہم پہلي دونوں صورتوں کو تسليم نہيں کرتے ليکن ہر ايک صورت کو معہ اُسکے دلائل کے بيان کرتے ہيں *

صورت اول يعني معراج بجسدہ ابتدا سے انتہا تک بحالت بيداري

اس ميں کچھہ شک نہيں کہ بہت بڑا گروہ علما کا اسبات کا قايل ہي کہ معراج ابتدا سے انتہا تک حالت بيداري ميں اور بجسدہ ہوئي تھي — مگر اس کے ثبوت کے ليئے اُن کے پاس ايسي ضعيف دليليں ہيں جن سے امر مذکور ثابت نہيں ہوسکتا *

پہلي دليل انکي يہہ ہي — خدا نے فرمايا ہي " اسرى بعبدہ " اور عبد جسم اور روح دونونکو شامل ہي — اسليئے متعين ہوا کہ معراج ميں آنحضرت کا جسم اور روح دونوں گئے تھے * تفسير کبير ميں لکھا ہي — کہ عبد نام ہي جسم اور روح دونوں کا — پس ضرور ہوا کہ اسرا ميں جسم اور روح دونوں گئے ہوں پھر اس پر بحث ہي کہ انسان جسم کا يا روح کا يا مجموع کا نام ہي *

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان يكون الاسراء حاصلاً لمجموع الجسد والروح (تفسير كبير جلد ۴ صفحہ ۲۰۱) —

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

اور شفاے قاضی عیاض میں ہی کہ معراج کا واقعہ اگر خواب ہوتا تو خدا فرماتا لو کان مناما لقال بروح عبدہ ولم یقل بعبدہ بروح عبدہ اور بعبدہ نہ کہتا مگر یہ اسطرح (شفاے قاضی عیاض صفحہ ۸۶) — پر کلام عرب کی کوئی مثال نہیں بتاتے *

دوسری دلیل اُن کی یہہ ہی کہ سرے پر خدا نے فرمایا ہی "سبحان الذی" اور سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہی اگر اسرا اور معراج خواب میں ہوتی تو کچھہ تعجب کی بات نہ تھی — اس سے ظاہر ہی کہ معراج حالت بیداری میں اور بجسدہ ہوئی — اور یہہ عجیب واقعہ تھا اس لیئے خدا نے شروع میں فرمایا سبحان الذی" *

تیسری دلیل اُن کی یہہ ہی — کہ اُنہوں نے سورۂ والنجم کو بھی معراج سے متعلق سمجھا ہی — سورۂ نجم میں آیا ہی نہیں اِدھر اُدھر پھری اُسکی نگاہ اور نہ مقصد سے آگے بڑھی — اور اگر معراج ہوتی سونے میں تو اُسمیں نہ کوئی نشانی ہوتی نہ معجزہ —

مازاغ البصر وماطغی ولوکان مناما ماکانت فیہ آیۃ ولا معجزۃ (شفاے قاضی عیاض صفحہ ۸۶) —

اور جب امر واقع کو بصر کیطرف منسوب کیا ہی تو اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ معراج رویت عینی تھی نہ رویت قلبی *

چوتھی دلیل اُنکی یہہ ہی کہ حضرت عائشہ نے سورۂ والنجم کی ایک آیت کی تفسیر میں اس بات سے انکار کیا ہی کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا ہی اور اگر معراج خواب میں ہوئی ہوتی تو حضرت عائشہ اس سے انکار نکرتیں شفاے قاضی عیاض میں لکھا ہی — ہماری مراد اُس حدیث سے ہی جس سے حضرت عائشہ کا یہہ صحیح قول معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت کا معراج جسمانی تھا — کیونکہ اُنہوں نے اسبات کا انکار کیا ہی کہ آنحضرت نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا — اگر واقعہ معراج اُن کے نزدیک خواب ہوتا تو ہرگز اسبات کا انکار نہ کرتیں *

الذی یدل علیہ صحیح قولہا انہ بجسدہ لانکارہا ان تکون رویاہ لربہ رویا عین ولوکانت عندہا مناما لم تنکرہ — (شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۹) —

مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا — اُنہوں نے کہا اے ابو عائشہ تین باتیں ہیں جو شخص اُن میں سے ایک بھی زبان پر لاتا

عن مسروق قال کنت متکیا عند عائشۃ — فقالت یا ابا عائشۃ ثلاث من تکلم بواحدۃ

پھر جب آویگا دوسرا وعدہ

منھن فقد اعظم علی اللہ الفریہ قلت ماھن قالت من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریہ قال وکنت متکیا فجلست فقلت یا ام المومنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ تعالی " ولقد راہ بالافق المبین ولقد راہ نزلۃ اخری " فقالت انا اول ھذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو جبریل علیہ السلام لم ارہ علی صورتہ التی خلق علیھا غیر ھاتین المرتین رایتہ منھبطا من السماء سادا عظم خلقہ مابین السماء الی الارض فقالت اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول " لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر " اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول " وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب او یرسل رسولا " الی قولہ " علی حکیم " (صحیح مسلم صفحہ ۹۸) —

ھی خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ھی — میں نے کہا وہ باتیں کیا ھیں — کہا جو شخص گمان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ خدا پر بہت بڑا بہتان باندھتا ھی — مسروق کہتے ھیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا — یکایک سیدھا ھو بیٹھا اور میں نے کہا اے ام المومنین مجھکو دم لینے دو اور جلدی نہ کرو کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا ھی کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یعنی خدا کو افق مبین پر دیکھا اور اُس نے دوبارہ اسکو یعنی خدا کو دیکھا — حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس اُمت میں سب سے پہلی ھوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا — آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ھیں میں نے اُس صورت میں جسپر وہ پیدا ہوئے ھیں اُنکو دو دفعہ کے سوا نہیں دیکھا — میں نے اُنکو آسمان سے اُترتے دیکھا کہ اُنہوں نے اپنے جثہ کی بڑائی سے زمین اور آسمان کی درمیانی فضا کو بھردیا تھا — حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تونے نہیں سنا خدا فرماتا ھی کہ نہیں پاتیں اسکو نظریں اور وہ پاتا ھی سب نظروں کو اور وھی ھی باریک دیکھنے والا خبردار اور کیا تونے نہیں سنا خدا فرماتا ھی نہیں ممکن ھی کسی انسان کے لیئے یہہ کہ خدا اُس سے باتیں کرے مگر بطور وحی کے یا پردے کی اوت سے یا کوئی رسول بھیجتا ھی آخر آیت تک *

پانچویں — دلیل اُن کی یہہ ھی کہ قریش نے آنحضرت کے بیت المقدس جانے اور اُس کے دیکھنے سے انکار کیا — اگر وھاں تک جانا بطور خواب دیکھنے کے ھوتا تو قریش کو اُس سے انکار اور تنازع کرنے کا کوئی مقام نہ تھا — اس سے ثابت ھوتا ھی کہ معراج حالت بیداری میں اور بجسدہ تھی — جس کے سبب سے قریش نے جھگڑا کیا فتح الباری شرح

لیسوءا وجوهکم

بخاري اور تهذ بخاري میں جو کچھہ اسکي نسبت لکہا هی اُسکو هم اسمقام لکہتے هیں *

فتح الباري میں لکہا هی — کہ بعض لوگوں کا مذهب یهہ هی نہ اسرا حالت بیداري میں اور معراج سوتیکي حالت میں هوئي تهي یا اسباب میں اختلاف کہ جاگتے میں هوئي یا سوتے میں خاص معراج سے متعلق هی نہ اسرا سے — اسي سبب سے جب رسول خدا نے قریش کو اس واقعہ کي خبر دي تو انہوں نے بیت المقدس جانے کي تکذیب کي اور اس کے وقوع کو ناممکن خیال کیا اور معراج سے کچھہ تعرض نہیں کیا نیز خدا تعالی فرماتا هی "پاک هی وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو ایکرات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک" اگر معراج جاگنے میں هوئي هوتي تو اُسکا ذکرکرنا اور بهي زیادہ بلیغ هوتا — مگر جب خدا نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا حالانکہ اسکي کیفیت اسرا سے بہت عجیب اور اسکا قصہ اس سے زیادہ نادر تها تو معلوم هوا کہ معراج خواب میں هوئي تهي — لیکن اسرا اگر خواب میں هوتي تو قریش اسکي تکذیب نکرتے اور نہ انکار کرتے کیونکہ ایسي اور اس سے زیادہ دور از قیاس باتیں لوگوں کو خواب میں دکھائي دے سکتي هیں *

وذهب بعضهم الی ان الاسراء کان فی الیقظة والمعراج کان فی المنام او ان الاختلاف فی کونه یقظة او مناما خاص بالمعراج لابالاسراء ولذالک لما اخبربه قریشا کذبوه فی الاسراء واستبعدوا وقوعه ولم یتعرضوا للمعراج وایضا فان الله سبحانه وتعالی قال "سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی" فلو وقع المعراج فی الیقظة کان ذالک ابلغ فی الذکر فلما لم یقع ذکره فی هذالموضع مع کون شانه اعجب وامره اغرب من الاسراء بکثیر دل انه کان مناما و اما الاسراء لوکان مناما لما کذبوه ولا استنکروه لجواز وقوع مثل ذالک وابعد منه لاحاد الناس (فتح الباري ج ۷ ص ۱۵۱)

اور بخاري کي ایک حدیث میں هی جابر بن عبدالله کہتے هیں کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قریش نے میري تکذیب کي میں مقام حجر میں کہڑا هوا — خدا نے بیت المقدس کو میري نظروں میں جلوہگر کردیا میں اُس کي نشانیاں قریش کو بتاتا تها اور اسکو دیکھتا جاتا تها — صحیح مسلم میں بهي مثل صحیح بخاري کي حدیث هی جسکے الفاظ اور مضمون میں بخاري کي حدیث سے اختلاف هی *

قال جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لما کذبني قریش قمت فی الحجر فجلی الله لی بیت المقدس وطفقت اخبرهم عن آیاته وانا انظرالیه — (صحیح بخاري صفحہ ۵۴۸) —

تا كه بگاڑے تمهارے منهه

صحيح مسلم كي ايک حديث ميں هے كه رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد رايتني في الحجر و قريش تسالني عن مسراى فسالني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة ماكربت مثله قط قال فرفعه الله لي انظر اليه مايسالون عن شيء الا انباتهم به — (صحيح مسلم ج ۱ صفحه ۹۶) —

ميں نے اپنے آپ کو مقام حجر ميں ديكها اس حال ميں كه قريش مجهسے بيت المقدس تک جانے كا حال پوچهتے تهے — اُنهوں نے بيت المقدس كي ايسي باتيں مجهسے دريافت كيں جو مجهكو ياد نه تهيں ميں ايسا گهبرايا كه اس سے پهلے كبهي ايسا نه گهبرايا تها — رسول خدا فرماتے هيں كه خدا نے بيت المقدس مجهه سے نزديک كرديا ميں اُسكي طرف دركهتا تها اور وه جو كچهه مجهسے پوچهتے تهے ميں اُنكو بتاتا تها *

چهتي دليل انكي يهه هے كه امهاني كي حديث سے جو طبراني نے نقل كي هے اور شداد ابن اوس كي حديث سے جو بيهقي نے ذكر كي هے — صاف صاف ظاهر هوتا هے كه آنحضرت كا معراج كو جانا جسم كے ساتهه بيداري كي حالت ميں تها چنانچه ان دونوں حديثوں كو قاضي عياض نے كتاب شفا ميں نقل كيا هے اور وه يهه هيں *

حضرت امهاني سے روايت هے كه جب رسول الله صلى الله عليه وسلم كو معراج هوئي —

وعن امهاني ماأسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم الا وهو في بيتي تلک الليلة صلى العشاء الاخرة ونام بيننا فلما كان قبيل الفجر اهبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما صلى الصبح وصلينا قال يا امهاني لقد صليت معكم العشاء الاخرة كمارايت بهذا الوادي ثم جئت بيت المقدس فصليت فيه ثم صليت الغداة معكم الان كما ترون وهذا بين في انه بجسمه —

اُس رات ميرے گهر ميں تهے — عشا كي نماز پڑهكر همارے درميان سورهے — صبح سے كچهه پهلے رسول الله صلى الله عليه وسلم نے مجهكو جگايا جب آنحضرت اور هم صبح كي نماز پڑه چكے تو آپ نے فرمايا اے امهاني ميں نے عشا كي نماز تمهارے ساتهه اس وادي ميں يعني مكه ميں پڑهي جيسا كه تونے ديكها — پهر ميں بيت المقدس گيا — اور اُس ميں نماز پڑهي پهر اسوقت صبح كي نماز تمهارے ساتهه پڑهي جيسا كه تم ديكهتے هو اور يهه حديث معراج كے جسماني هونے پر صريح دليل هے *

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

شداد بن اوس نے ابوبکر سے روایت کی ہی کہ اُنہوں نے معراج کی رات کے متعلق رسول‌الله صلی الله علیه وسلم سے کہا میں نے کل رات آپکو مکان میں ڈھونڈھا آپکو نہیں پایا — آنحضرت نے جواب دیا کہ جبریل مجھکو بیت المقدس لیگئے تھے یہہ چھہ دلیلیں ہیں جو حامیان معراج بالجسد نے بیان کی ہیں *

وعن ابی بکر من روایة شداد بن اوس عنه انه قال للنبي صلی الله علیه وسلم لیلة أسری به طلبتک یا رسول الله البارحة في مکانک فلم اجدک فاجابه ان جبریل حمله الی المسجد الاقصی — (شفاء قاضي عیاض صفحه ۸۷) —

اُن تمام دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ جو لوگ اسبات کے مدعی ہیں کہ اسرا و معراج بجسده اور حالت بیداري میں ہوئي تھي اُن کے پاس قرآن مجید سے یا حدیث سے کوئي سند موجود نہیں ہی قرآن مجید میں کہیں بیان نہیں ہوا ہی کہ اسرا یا معراج بجسده و حالت بیداري میں ہوئي تھي صحاح کی کسي حدیث میں اسکي تصریح نہیں ہی بلکہ اگر کچھہ ہی تو اسکے برخلاف ہی اور جو دلیلیں بیان کي ہیں وہ نہایت ہي ضعیف اور غیر مثبت مدعا ہیں جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں *

پہلي دلیل کہ لفظ عبد میں جسم و روح دونو شامل ہیں اور اسلیئے اسرا و معراج بجسده ہوئي تھي ایسي بے معني ہی کہ اُسپر نہایت تعجب ہوتا ہی اگر خدا یوں فرماتا کہ " اسریت بعبدي في المنام من الکعبة الی المدینة یا اریت عبدي في المنام کذا وکذا " تو کیا اُسوقت بھي یہہ لوگ کہتے کہ عبد میں جسم و روح دونو شامل ہیں اور اس لیئے خواب میں مع جسم جانا ثابت ہوتا ہی *

جو شخص خواب دیکھتا ہی وہ ہمیشہ متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہی اور اگر کوئي شخص اسبات پر قادر ہو کہ دوسرے کو بھي خواب دکھا سکے تو وہ ہمیشہ اُسکو مخاطب کریگا خواہ نام لیکر یا اُسکي کسي صفت کو بجاے نام قرار دیکر اور اُسپر اسطرح سے استدلال نہیں ہوسکتا جیسا کہ ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاہا ہی *

قرآن مجید میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کي نسبت کہا " یا ابت اني رایت احد عشر کوکبا " اور قیدیوں نے اپنا خواب اسطرح بیان کیا " ایک نے کہا " اني اراني اعصر خمرا " دوسرے نے کہا " اني اراني احمل فوق راسي خبزا " حالانکہ یہہ سب خواب تھے پھر لفظ " اني " پر یہہ بحث کہ اُس میں جسم و روح دونوں داخل ہیں اور خواب میں جو فعل کیا في الواقع وہ جسماني فعل ہي تھا کیسي لغو و بیہودہ بات ہی *

اور تا کہ گھس پڑیں مسجد میں

خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خواب بیان کیئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے خواب آنحضرت کے سامنے بیان کیئے ہیں جن میں متکلم کے صیغے " رایت " استعمال ہوئے ہیں اور اُن اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہی جنکو خواب میں دیکھا پس کیا اسیر خواب میں اُن اشیا اور اشخاص کے فی الواقع بجسدہا موجود ہونے پر استدلال ہوسکتا ہی *

اور یہہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا " اسری بروح عبدہ " ایسا ہي بیہودہ ہی جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا — اس قول کے لیئے ضرور تھا کہ کوئي سند کلام عرب کي پیش کي جاتي کہ خواب کے واقعہ پر " فعل بروحہ کذا و کذا " بولنا عرب کا محاورہ ہی پس صاف ظاہر ہی کہ جو دلیل پیش کي ہی وہ محض لغو و بیہودہ ہی اور اُس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا *

دوسري دلیل کي نسبت ہم خوشي سے اسبات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہی — مگر اُسکو اسرا سے خواہ وہ خواب میں ہوئي ہو یا حالت بیداري میں اور بجسدہ ہوئي ہو یا بروحہ کچھہ تعلق نہیں ہی — بلکہ اُسکو اُس سے تعلق ہی جو مقصد اعظم اس اسرا سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہی " لنریہ من آیاتنا انہ ہوالسمیع البصیر " اور اسي کے لیئے خدا نے ابتدا میں فرمایا " سبحان الذي" *

تیسري اور چوتھي دلیل مبني ہی سورہ والنجم کي چند آیتوں اور سورہ تکویر کی ایک آیت پر کہ اُنہوں نے اُن آیتوں کو معراج سے متعلق سمجھا ہی حالانکہ قرآن مجید سے کسیطرح نصا یا اشارتا نہیں پایا جاتا کہ وہ آیتیں معراج سے متعلق ہیں — علاوہ اسکے کسقدر بعید معلوم ہوتا ہی کہ سورہ بني اسرائیل میں جس میں معراج کا ذکر ہی وہاں تو معراج کے حالات نہ بیان کیئے جاویں اور ایک زمانہ کے بعد یا قبل جب سورہ والنجم نازل ہوئي ہو اُس میں معراج کا حال بیان ہو — سورہ والنجم سے ظاہر ہی کہ جو وحي آنحضرت صلعم پر نازل ہوتي تھي اور جسکو کفار تسلیم نہیں کرتے تھے اور آنحضرت کو نعوذباللہ جھٹلاتے تھے اُسکي تردید اور وحي کے من اللہ ہونے کي تصدیق میں وہ آیتیں نازل ہوئي ہیں اُنکو معراج سے کچھہ تعلق نہیں *

علماء و محدثین کو سورہ والنجم کي آیتوں کے معراج سے متعلق ہونے میں اس وجہہ سے

ثُمَّ دَخَلُوہُ اَوَّلَ مَرَّةٍ

شبہہ پڑا ھی کہ بعض راویوں نے معراج کا حال بیان کرنے میں سورہ والنجم کي آیتوں کو دخل کردیا ھی مثلاً بخاري میں انس ابن مالک سے جو روایت ھی اُسکے راوي نے اپني روایت میں یہہ الفاظ کہے ھیں " ودنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان قاب قوسین او ادنی فوحي الله الیه " اور یہہ الفاظ قریب قریب اُنھي الفاظ کے ھیں جو سورہ والنجم میں آئے ھیں *

اسیطرح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے جو روایت ھی اُس کے راوي نے اپني روایت میں یہہ الفاظ کہے ھیں " اذ یغشی السدرة مایغشی " اور یہہ الفاظ بعینہ وھي ھیں جو سورہ والنجم میں آئے ھیں مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ھوتا کہ سورہ والنجم کي آیتیں معراج سے متعلق ھیں کیونکہ حدیثوں کے راوي اپنے لفظوں میں حدیثوں کا مطلب بیان کرتے تھے اور یہي وجہہ ھی کہ اسي مطلب کو مختلف راویوں نے مختلف لفظوں میں بیان کیا ھی کسي نے بیان کیا ھی " فلما غشیھا (اي السدرة) من امرالله ماغشی " کسي نے بیان کیا ھی " فغشیھا (ای السدرة) الوان لا ادري ماھي " غرضکہ کسي راوي کا حدیث کے مطلب کو قرآن مجید کے الفاظ سے تعبیر کرنا اُسکي دلیل نہیں ھوسکتي کہ وہ الفاظ اُس واقعہ سے متعلق ھیں *

علاوہ اسکے سورہ والنجم میں یہہ آیت ھی " ولقد راہ نزلة اخری عند سدرة المنتھی " یعني آنحضرت نے اُسکو اور ایک دفعہ سدرة المنتھی کے پاس دیکھا ـــ یہہ حالت ایک دفعہ معراج میں آنحضرت پر طاري ھوئي تھي سورہ والنجم سے ظاھر ھوتا ھی کہ اُسوقت جو وحي آئي تھي اُسوقت بھي وھي حالت طاري ھوئي تھي اور لفظ اُخریٰ صاف دلالت کرتا ھی کہ جو واقعہ سورہ والنجم میں مذکور ھی وہ واقعہ معراج سے علاحدہ ھی *

سورہ والنجم سے جس امر میں وحي آنا معلوم ھوتا ھی وہ متعلق اصنام عرب تھا اور اسلیئے ان آیتوں کے بعد خدا نے فرمایا " افرءیتم الات والعزی و منات الثالثة الاخری " اور آخر کو فرمایا " ان یتبعون الا الظن وما تھوی الا نفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی " *

سورہ والنجم کي آیتیں جنکو مفسرین نے معراج سے متعلق سمجھا ھی اور ھم نے اُن آیتوں کو معراج کے متعلق قرار نہیں دیا وہ بلاشبہہ تفسیر کے لایق ھیں تاکہ ھمارے نزدیک جو اُنکي صحیح تفسیر ھی معلوم ھوجاوے اور پھر اُس میں کچھہ شبہہ نرھے اور اگر اُن آیتوں کي تفسیر عربي زبان میں ھو تو اُنکي ضمیروں کا مرجع زیادہ وضاحت سے معلوم ھوگا اِسلیئے ھم اُنکي تفسیر عربي زبان میں معہ اُردو ترجمہ کے اِس مقام پر لکھتے ھیں *

جیسے کہ گھس پڑے تھے اُس میں پہلی د

تفسیر آیات سورۂ والنجم

والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم یعني محمد صلعم وماغوی — ومایفطق عن الھوی ان ھوالاوحي یوحی علمہ یعني محمد صلعم في التفسیر الکبیر والاولی ان یقال الضمیر عائد الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تقدیرہ علم محمدا — شدید القوی ذومرۃ و ھواللہ العلي الکبیر کما قال لنفسہ ان اللہ قوي شدید العقاب -- وھو شدید المحال — وقال اکثرالمفسرین وھو جبریل ولانسلمہ فاستوی اے محمد صلعم وھو اے محمد صلعم بالافق الاعلی — قال صاحب التفسیر الکبیر وظاھر ان المراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم معناہ استوی بمکان وھو بالمکان العالي رتبۃ ومنزلۃ في رفعۃ القدر لاحقیقۃ فی الحصول فی المکان فان قیل کیف یجوز ھذا واللہ تعالی" یقول ولقد راہ بالافق المبین" اشارۃ الی انہ راي جبریل بالافق المبین نقول وفي ذلک الموضع ایضا نقول کما قلنا ھھنا انہ صلی اللہ علیہ وسلم راي جبریل وھو بالافق المبین یقول القایل رایت الھلال فیقال لہ این رایتہ فیقول فوق السطح اي انا الرایء فوق السطح لاالمرئي والمبین ھوالفارق من ابان اي فرق اے ھو بالافق الفارق بین درجۃ الانسان و منزلۃ الملک فانہ صلی اللہ علیہ وسلم انتھی وبلغ الغایۃ وصار نبیا کما صار بعض الانبیاء نبیا

ستارہ کي قسم جبکہ وہ ڈھلتا ھی — نہیں بھٹکا تمھارا صاحب یعني محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ بہکا — اور وہ نہیں بولتا اپني خواھش سے — نہیں ھی وہ بولنا مگر وحي جو بھیجي جاتي ھی سکھایا ھی اُسکو یعني محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو — علمہ میں جو ضمیر ھی اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھیرا جاے — تفسیر کبیر میں بھي لکھا ھی کہ بھتر ھی کہ یھہ کہا جاے کہ ضمیر پھرتي ھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کي طرف — اور اُس کي مراد یھہ ھی کہ سکھایا محمد کو بھت بڑي قوتوں والے صاحب قوت نے اور اُس سے مراد خدا ھی یعني خدا نے محمد کو سکھایا — جو لفظ شدید کا اس آیت میں ھی اُسکو خدا تعالے نے بھت جگھہ اپني ذات کے لیئے بولا ھی — جیسے کہ ان اللہ قوي شدید العقاب — وھو شدید المحال — اکثر مفسروں نے شدید القوی ذومرۃ. یعني بھت بڑي قوت والے صاحب قوت سے جبریل مرادلي ھی — مگر ھم اُسکو نہیں مانتے بلکہ یھہ کھتے ھیں کہ اُس سے مراد خدا ھی — پھر وہ یعني محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ھوا — اور وہ یعني محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند مکان یعني اعلی درجہ پر تھا — معنے " استوی" اور "ھو" کي ضمیر

وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ۞

يأتيه الوحي في نوسه وعلى هيئته وهو واصل الى الافق اعلى والافق الفارق بين المنزلتين — وايضا فى التفسير المذكور فان قيل الاحاديث تدل على خلاف ماذكرته حيث ورد في الاخبار ان جبريل صلى الله عليه وسلم اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه على صورته وسد المشرق فنقول نحن ماقلنا انه لم يكن وليس فى الحديث ان الله تعالى اراد بهذه الاية تلك الحكاية حتى يلزم مخالفة الحديث وانما نقول ان جبريل اري النبي صلى الله عليه وسلم نفسه مرتين وبسط جناحيه وقد ستر الجانب الشرقي وسده كن الاية لم ترد لبيان ذلك —

ثم قال تعالى ثم دنا فتدلى — قال فى التفسير الكبير الدنو والتدلى بمعني واحد كانه قال دني فقرب انتهى — والمعني عندنا فقرب محمد صلى الله عليه وسلم الى ربه او ربه اليه تقربا فى المنزلة والدرجة لاتقربا حسيا قال فى التفسير الكبير ان محمدا صلى الله وسلم دنا من الخلق والامة و لان لهم وصار كواحد منهم فتدلى اى فتدلى اليهم بالقول اللين والدعاء الرقيق فقال ،، انا بشر مثلكم يوحى الي،، وعلى هذا ففي الكلام كمالان كانه تعالى قال الاوحي يوحي جبريل على محمد فاستوى محمد وكمل فدنا من الخلق بعد علوه وتدلى اليهم وبلغ الرسالة —

دونوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد لي هی — تفسیر کبیر میں لکھا هی که یهه بات ظاهر هی که اُس سے مراد محمد صلی اللہ علیه وسلم هیں — اور معني یهه هیں که وه باعتبار رتبه اور منزلت اور بلند قدر کے ایک عالي مکان میں یعني درجه میں تھے نه یهه که وه درحقیقت کسي مکان میں پهونچ گئے تھے — اگر یهه کها جاوے که کس طرح یهه بات درست هوگي ایسي حالت میں که خدا نے ایک اور جگهه فرمایا هی "ولقد راه بالافق المبین" جس میں اشاره اسبات کا هی که آنحضرت نے جبریل کو افق مبین پر دیکھا تھا — تو هم اُس مقام پر ا بھي وهي کهیں گے جو اس مقام پر کهتے هیں که آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نے جبریل کو دیکھا اور وه یعني آنحضرت افق مبین یعني مکان روشن میں باعتبار رتبه و منزلت کے تھے جیسے که کوئي شخص کسي سے کهے که میں نے چاند دیکھا اور وه پوچھے که کهاں دیکھا اور وه جواب دے که چھت پر — اس سے مراد یهه هوگي که دیکھنے والا چھت پر تھا نه یهه که چاند چھت پر تھا — اور مبین کے معني هیں جدا کرنے والے کے اور یهه بنا هی لفظ ابان سے جسکے معني جدا کرنے کے هیں — پس مطلب یهه هی که آنحضرت صلی اللہ علیهوسلم انسان اور فرشته کے درجه اور منزلت کے جدا کرنے والے اُفق پر تھے کیونکه آنحضرت صلی اللہ

اور برباد کردیں جسپر غالب هوئے هر طرح کا برباد کردینا ۷

وفي التفسير المذكور ان المراد منه هو ربه
تعالى وهو مذهب القائلين بالجهة والمكان
اللهم الا ان يريد القرب بالمنزلة وعلى هذا
يكون فيه مافي قوله صلى الله عليه وسلم
حكاية عن ربه تعالى من تقرب الى شبرا
تقربت اليه ذراعا ومن تقرب الى ذراعا
تقربت اليه باعا ومن مشي الى اتيته هرولة
اشارة الى المعنى المجازي وهذا ما اخترناه
وههنا لما بين ان النبي صلى الله عليه وسلم
استوى وعلى في المنزلة العقلية لا في المكان
الحسي قال وقرب الله منه تحقيقاً لما في
قوله من تقرب الى ذراعا تقربت اليه باعا —

فكان قاب قوسين او ادنى اي بين محمد
عليه السلام وبين ربه مقدار قوسين او اقل
وورد هذا على استعمال العرب قال في التفسير
الكبير يكون قوس عبارة عن بعد من قاس
يقوس فاوحي اے اوحي الله الى عبده

ما اوحى ماكذب الفواد مارايي قال في
التفسير الكبير المشهور انه فواد محمد
صلى الله عليه وسلم معناه انه ماكذب فواده
واللام لتعريف ماعلم حاله لسبق ذكر محمد
عليه الصلواة والسلام في قوله " الى عبده " وفي
قوله " وهو بالافق الاعلى " وقوله تعالى " ماضل
صاحبكم " والرائي هو فواد محمد عليه السلام
والمرئي الايات العجيبة الالهية ——

افتمارونه على مايرى اي على ماقدر اي

عليه وسلم اخير درجه پر پهونچگئے تھے اورنبي
هوگئےتھے جسطرح اور بعضے نبي نبي هوئے هيں —
آنحضرت کو وحي هوتي تھي سوتے ميں اور
اصلي حالت ميں — اور آنحضرت پهنچگئے
تھے افق اعلى کو يعني اُس افق کو جو جدا
کرنے والا هے دونوں درجوں کو (يعني ملکيت
اور بشريت کو) *

اور تفسير کبير ميں لکھا هے اگر يهه کها
جاے که جو کچهه هم نے بيان کيا — حديثيں
اُسکے برخلاف دلالت کرتي هيں — جهاں که
حديثوں ميں آيا هے که جبريل نے اپنے آپکو
اپني اصلي صورت ميں آنحضرت کو دکهايا اور
مشرق کو گهير ليا — تو هم کهينگے که هم نے
ايسا نهيں کها که يهه نهيں هوا — اور حديث
ميں يهه بات نهيں هے که الله تعالى نے
اِس آيت ميں اراده کيا هے اُس بات کے
کهنے کا يعني جو حديثوں ميں هے تاکه
حديثوں کي مخالفت لازم آوے — بيشک
هم کهتے هيں که جبريل نے اپنے تئيں نبي
صلى الله عليه وسلم کو دو دفعه دکهايا اور اپنے
بازو پهيلاديئے — اورمشرق کي طرف کو گهيرليا —
ليکن يهه آيت اس بيان ميں نازل نهيں هوئي —
واضح هو که اِس مقام پر همکو اِسبات سے
بحث کرني که جبريل نے آنحضرت کو کس
طرح پر دکهلايا اور آنحضرت نے اُنکو کسطرح
پر ديکها ضرور نهيں هے — کيونکه اس بحث

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ

محمد علیہ السلام ولقد راہ ای محمد صلی
اللہ علیہ وسلم ربہ برویۃ الفواد نزلۃ وفی
التفسیر الکبیر النزول بالقرب المعنوی
لا الحسی فان اللہ تعالی قد یقرب بالرحمۃ
والفضل من عبدہ ولا یراہ العبد ولہذا قال
موسی علیہ السلام "رب ارنی" ای ازل بعض
حجب العظمۃ و الجلال وادن من العبد
بالرحمۃ والافضال لاراک اخری فی تفسیر
ابن عباس مرۃ اخری غیر الذی اخبرکم بہا
عند سدرۃ المنتہی عندہا جنۃ الماوی وہذا
دلیل علی ان الواقعۃ التی ذکرہا فی ہذہ
السورۃ ماعدا واقعۃ المعراج فانضمامہا بواقعۃ
المعراج لیس بصحیح ولہ دلیل ثانٍ فی الایۃ
الاتیۃ — اذ یغشی السدرۃ مایغشی و ہذا
اخبار عماوقع فی المعراج — فی البخاری
عن ابن شہاب عن انس ابن مالک عن ابی ذر
ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی السدرۃ المنتہی
وغشیہا الوان لا ادری ماہی — وفی النسائی عن
سعید ابن عبدالعزیز عن یزید ابن ابی مالک
عن انس ابن مالک — ثم صعد بی فوق
سبع سموات فاتینا سدرۃ المنتہی فغشیتنی
ضبابۃ فخررت ساجدا — وشریک ابن عبداللہ
فی حدیثہ عن انس ابن مالک اتی بعدۃ
الفاظ من سورۃ النجم وقال حتی جاء سدرۃ
المنتہی ودنی الجبار رب العزت فتدلی حتی
کان قاب قوسین اوادنی فاوحی اللہ الیہ فیما

کو چھوڑیں تو خلط مبحث ہوجاتا ہی *

اس کے بعد خدا تعالی نے فرمایا پھر وہ
قریب ہوا پھر قریب ہوگیا — تفسیر کبیر
میں لکھا ہی کہ دنو اور تدلی کے لفظ جو
اِس آیت میں آئے ہیں — اُن کے ایک ہی
معنی ہیں — کہا جاتا ہی کہ قریب ہوا
پھر قریب ہوگیا — ہمارے نزدیک ان دونوں
لفظوں دنی — فتدلی میں جن کے معنی ہیں
قریب ہوا پھر قریب ہوگیا — جو ضمیریں
ہیں وہ خدا اور پیغمبر خدا کی طرف
پھرتی ہیں — اور معنی یہہ ہیں — کہ
قریب ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب
سے یا اُنکا رب اُن سے یعنی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے — اس قرب سے قریب ہونا منزلت
اور درجہ میں مراد ہی نہ ظاہر میں دو
چیزوں کے پاس پاس ہوجانے سے — تفسیر
کبیر میں لکھا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم دنیا کے لوگوں سے اور اپنی اُمت سے قریب
ہوئے — اور اُن کے لیئے نرم ہوگئے — اور اُنہی
میں سے ایک کی مانند ہوگئے — پھر قریب
ہوگئے اُن سے نرم باتوں اور نرم کلام سے پھر کہا
میں انسان ہوں تم جیسا — وحی آتی ہی
مجھپر — اور اس بنا پر کلام میں دو خوبیاں
ہیں گویا اللہ تعالی نے فرمایا مگر وحی کہ
لاتے ہیں جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور پورے

قریب هی که تمهارا پروردگار تم پر رحم کرے

یوحي الله — مازاغ البصر وماطغي في التفسیرالکبیر واما علی قولنا غشیها نور فقوله " مازاغ " اي مامال عن الانوار " وماطغي " اي ماطلب شیئا وراءها ... وفیه وجه آخر وهو ان یکون ذلک بیان لوصول محمد صلی الله علیه وسلم الی سدرة الیقین الذي لایقین فوقه ولقد راي من آیات ربه الکبری وهذا کقوله تعالی في سورة الاسراء " لنریه من آیاتنا " —

هوئے - پھر اپنے اُونچے هونے کے بعد دنیا کے لوگوں سے قریب هوئے - اور اُن سے نزدیک هوئے اور خدا کا پیغام پهونچا دیا *

اسي تفسیر میں هی که تدلی کي ضمیر خدا کي طرف پهرتي هی اور یهه اُنکا مذهب هی جو خدا کے لیئے جهت اور مکان کے قایل هیں — مگر حاشا و کلا قرب سے سواے قرب منزلت کے اور کچهه مراد نهیں هی — اور بلحاظ اس مطلب کے هی مطلب اُس قول کا جس میں آنحضرت نے خدا کي طرف سے کہا هی که جو مجهسے ایک بالشت نزدیک هوتا هی میں اُس سے هاتهه بهر نزدیک هوتا هوں اور جو مجهه سے هاتهه بهر قریب هوتا هی میں اُس سے دو هاتهه قریب هوتا هوں - اور جو میري طرف چلتا هی میں اُسکي طرف دوڑکر جاتا هوں - یہاں قرب سے معني مجازي مراد هیں نه حقیقي - اور یہي هم نے اختیار کیا هی - اور یہاں جب بیان کیا که نبي صلی الله علیه وسلم کامل هوئے اور عقلي مرتبه میں اُونچے هوئے نه که حسي مرتبه میں - تو پهر فرمایا که خدا اُن سے قریب هوا تحقیقاً جیسا که اُسنے فرمایا که جو میري طرف هاتهه بهر بڑهتا هی میں اُسکي طرف دو هاتهه بڑهتا هوں - پهر ره گیا فاصله دو کمانوں کا یا اس سے بهي کم یعني حضرت محمد علیه السلام اور خدا کے درمیان دو کمانوں کا فاصله یا اس سے بهي کم رهگیا — یهه الفاظ عرب کے محاورہ کے موافق آئے هیں *

تفسیر کبیر میں لکها هی که قوس سے دوري مراد هوسکتي هی کیونکه قاس یقوس کے معني هیں دور هوا - اور دور هوگا - پهر وحي بهیجي یعني الله نے اپنے بندہ کي طرف جو بهیجي - نهیں جهٹلایا دل نے اس چیز کو که دیکها تها - تفسیر کبیر میں لکها هی - که مشهور یهه هی که یہاں دل سے حضرت محمد صلی الله علیه وسلم کا دل مراد هی - معني یهه که اُن کے دل نے نهیں جهٹلایا - اور لام تعریف کا اسلیئے آیا که حضرت محمد علیه الصلوة والسلام کا پہلے ذکر هوچکا هی خدا کے اس قول میں که اپنے بندہ کي طرف اور اس قول میں که وہ اُونچي افق پرتها اور اس قول میں که تمهارا صاحب نهیں بهٹکا — اور

وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

دیکھنے والا محمد علیه السلام کا دل هی اور جو دیکھا وہ خدا کي عجیب نشانیاں هیں *

کیا تم جھگڑتے هو اُس سے اُس چیز پر که اُس نے دیکھي یعني اسپر جو محمد علیه‌السلام نے دیکھا اور بیشک دیکھا اسکو یعني محمد صلی‌الله علیه وسلم نے اپنے رب کو دل کي بینائي سے دیکھا — اُترنا تفسیر کبیر میں هی که یہاں نزول سے قرب معنوي مراد هی نه حسی کیونکه خدا کبھي رحمت اور مہرباني کے ساتھه اپنے بندہ سے قریب هوتا هی — اور بندہ اسکو نہیں دیکھتا — اسي لیئے موسی علیه السلام نے کہا اے خدا مجھکو دکھا یعني عظمت وجلال کا ایک پردہ هٹادے اور رحمت اور مہرباني کے ساتھه اپنے بندہ سے قریب هو — تاکه تجھکو دیکھوں — دوسری بار تفسیر ابن عباس میں هی که دوسری بار نه وہ که جس کي تمکو خبر دي — سدرۃ المنتهی کے پاس جسکے پاس جنت الماوی هی یہه آیت اسبات پر دلیل هی که جو واقعه اس سورۃ میں بیان هوا وہ معراج کے سوا ایک اور واقعه هی — اسکا ملانا واقعهٔ معراج کے ساتھه صحیح نہیں هی — اور اگلي آیت میں دوسري دلیل هی — جب چھا گیا سدرہ پر جو چھا گیا یعني ڈھانپ لیا سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا یہه واقعه معراج کي خبر هی — بخاري میں ابن شہاب سے پھر انس بن مالک سے پھر ابوذر سے روایت هی که پھر مجھکو لیگیا یہاں تک که سدرۃ المنتهی تک پہنچادیا — اور اسپر ایسے رنگ چھائے تھے که میں نہیں سمجھا وہ کیا چیز تھے اور نسائي میں سعید بن عبدالعزیز سے پھر یزید بن ابو مالک سے پھر انس‌بن‌مالک سے روایت هی که پھر مجھکو سات آسمانوں سے اُوپر لیگیا — پھر هم سدرۃ المنتهی تک پہنچے اور مجھپر ایک کہرسي چھاگئي اورمیں سجدہ میں گرا — اور شریک بن عبدالله نے اپني حدیث میں جو انس بن مالک سے روایت کي هی چند الفاظ سورۃ نجم کے بیان کردیئے هیں — اور کہا که یہاں تک که سدرۃ المنتهی تک آیا — اور خداے رب‌العزت قریب هوا پھر قریب هوگیا — یہاں تک که دو کمانوں کا فاصله یا اس سے بھي کم رهگیا — پھر خدا نے اسکي طرف وحي بھیجي جو کچھه بھیجي — نہیں بھکي نظر نه حد سے بڑھي تفسیر کبیر میں هی که همارے اس قول کے موافق که اسپر نور چھایا هوا تھا — خدا کے اس قول کے معني یہه هونگے که نه وہ انوار سے دور هوا — نه سواے اُن کے اور چیز اُسنے طلب کي — اور ایک معني اسکے اور بھي هیں — وہ یہه که شاید یہه بیان هو حضرت رسول‌الله کے سدرۃالیقین تک پہنچنے کا

اور اگر تم پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کرینگے

جس سے بالاتر کوئي یقین نہیں هی — اور بیشک دیکھیں اسنے اپنے خدا کي بڑي نشانیاں — یہہ قول خدا کا ایسا هی جیسا سورۃ اسرا میں هی تاکه هم اسکو اپني نشانیاں دکھائیں انتهی *

اس تفسیر میں هم نے " شدیدالقوی ذومرۃ " سے خدا مراد لي هی اور اکثر مفسرین نے جبریل مراد لي هی حالانکه جبریل کے مراد لینے کے لیئے کوئي اشارہ اس مقام میں نہیں هی بلکه جب خدا نے سورۃ قیامه میں فرمایا هی " ان علینا جمعه و قرانه فاذا قراناہ فاتبع قرانه " تو نہایت مناسب هی که " علمه شدیدالقوی ذومرۃ " سے خدا مراد لي جاوے لیکن اگر جبریل مراد لي جاوے تو اسوقت یہہ بحث پیش هوگي که حقیقت جبریل کیا هی اور نتیجه بحث کا یہہ هوگا که هو قوت الله و قدرته اور اُس وقت شدیدالقوی ذومرۃ سے خدا مراد لینا یا جبریل مراد لینا دونوں کا نتیجه متحد هو جاویگا *

سورۃ والنجم میں یہہ آیت هی " فاستوی و هو بالافق الا علی " اسیکي مانند ایک آیت سورۃ تکویر میں هی جہاں خدا نے فرمایا هی " لقدراہ بالافق المبین " صاحب تفسیر کبیر نے جس طرح که وهو بالافق الاعلی کو آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے متعلق کیا هی اسیطرح بالافق المبین کو بھي آنحضرت سے متعلق کیا هی مگر راہ میں جو ضمیر غایب کي هی اُس کو جبریل کي طرف راجع کیا هی مگر جب هم ان دونوں آیتوں میں سے ایک کي تفسیر دوسري آیت سے کریں تو سورۃ تکویر کي آیت کي تفسیر اس طرح پر هوتي هی لقدراہ اے را الله محمدا بالافق المبین اي علی مرتبة و منزلة في رفعة القدر کما فسر صاحب التفسیر الکبیر قوله تعالی بالافق الاعلی *

پس اس تیسري دلیل میں جو سورۃ نجم کي آیت کو معراج سے متعلق کیا هی اور شفاء میں قاضي عیاض نے جو یہہ حجت پکڑي هی که اگر معراج سوتے میں هوتي تو اُس میں نه کوئي نشاني هوتي نه معجزہ درست نہیں هی اسلیئے که اگر معراج رات کو بجسدہ اور جاگنے کي حالت میں هوتي هوتي تو بھي اُس پر معجزہ کا اطلاق نہیں هوسکتا کیونکه معجزہ کے لیئے تحدي اور اُس کا وقوع سب کے سامنے اور کم سے کم منکرین کے سامنے هونا لازم هی معراج اگر رات کو چپکے چپکے هوگئي تو وہ معجزہ کیونکر قرار پا سکتي هی *

مگر یہہ کہنا قاضي صاحب کا که نه کوئي نشاني هوتي صحیح نہیں هی اس لیئے که اُنہوں نے آیت کو معجزہ سے علاحدہ بیان کیا هی اور اس میں کچھہ شک نہیں هوسکتا که انبیاء علیهم السلام کے خواب جن میں وحي کا هونا بھي ممکن هی آیت من آیات الله هوتے

وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

هيں بخاري ميں حضرت عايشه كي حديث ميں هى " اول ما بدءى به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرويا الصالحة في النوم " يعني حضرت عايشه نے كہا كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم كو اول اول جب وحي آني شروع هوئي تو اچهي اور سچي خوابوں كا ديكهنا تها اور بلا شبهه وه ايك آيت هوتي هيں آيات الله ميں سے *

چوتهي دليل تو اس سے زيادہ بودي هى — حضرت عائشه كا مذهب يهه هى كه معراج بجسده نهيں هوئي — مگر قاضي عياض نے لكها هى كه مشهور مذهب حضرت عائشه كا يهه نهيں هى — بلكه صحيح مذهب اُن كا اسكے برخلاف هى كيونكه انهوں نے خدا كي رويت سے واقعه معراج ميں انكار كيا هى اور اگر معراج صرف خواب هوتي تو وه رويت كا انكار نه كرتيں *

اول تو يهه پوچهنا هى كه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي حضرت عائشه قائل هيں — اسكا كيا ثبوت هى ؟ كيونكه خدا كو نه كوئي جاگتے ميں ديكهه سكتا هى نه خواب ميں *

حضرت عائشه كے انكار رويت پر جو دليل قاضي عياض نے بيان كي هى وه صحيح بخاري كي اُس حديث سے استنباط كي هى جو هم نے اُوپر بيان كي هى — اُس حديث سے كسطرح يهه استدلال نهيں هوسكتا كه حضرت عائشه خواب ميں رويت باري كي قائل تهيں — اُس حديث ميں صرف اتنا بيان هى كه حضرت عائشه نے فرمايا كه جو شخص يهه بات كهے كه آنحضرت نے خدا كو ديكها تها — تو وه خدا پر بهتان باندهتا هى *

مسروق وهاں موجود تهے اُنهوں نے حضرت عائشه سے كہا كه قرآن ميں تو هى " ولقد راه بالافق المبين " يعني محمد صلى الله عليه وسلم نے خدا كو افق مبين پر ديكها — حضرت عائشه نے كہا كه ميں آنحضرت سے پوچهه چكي هوں — اس سے مراد جبريل كا ديكهنا هى — اور يهه بهي حضرت عائشه نے كہا كه خدا نے فرمايا هى " لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار " اتنے كلام سے كہاں ثابت هوتا هى كه حضرت عائشه خواب ميں خدا كے ديكهنے كي قائل تهيں *

اگر كوئي يهه استدلال كرے كه حضرت عائشه كا مذهب يهه تها كه معراج بجسده نهيں هوئي — اور اس ليئے اُنهوں نے اُس حديث ميں خدا كے ديكهنے سے انكار كيا تو اس سے لازم آتا هى كه قاضي عياض نے جو يهه بات لكهي هى " الذي يدل عليه صحيح قولها انه بجسده " غلط اور باطل هى *

اور هم نے کیا هی دوزخ کو

علاوہ اس کے حدیث مذکور میں عام طور پر بلاذکر معراج کے حضرت عائشہ نے فرمایا هی کہ جس شخص نے خیال کیا کہ آنحضرت نے خدا کو دیکھا هی تو اُس نے خدا پر بہتان کیا اور اُس میں کچھہ ذکر نہیں هی آنکھہ سے دیکھنے یا خواب میں دیکھنے کا — تو کسیطرح اُس سے ثابت نہیں هوتا کہ حضرت عائشہ کا یہہ مذهب تھا کہ خواب کي حالت میں انسان خدا کو دیکھہ سکتا هی *

پانچویں دلیل بھي نہایت بودي هی — وہ دلیل اس امر پر مبني هی کہ اگر آنحضرت بیت المقدس میں جانا خواب کي حالت میں بیان کرتے تو قریش اُس سے انکار نکرتے اور جھگڑے کے لیئے مستعد نہ هوتے — اُنکا جھگڑا صرف اسي لیئے تھا کہ آنحضرت کا بیت المقدس بجسدہ جانا خیال کیا گیا تھا — اس دلیل کے ضعیف هونے کي وجہہ یہہ هی کہ قریش کي مخالفت رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے اسوجہہ سے تھي کہ آنحضرت نے دعوی نبوت و رسالت کیا تھا — اور واقعات معراج جو کچھہ هوئے هوں وہ نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تھے اور اس لیئے ضرور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن واقعات کا سوتے میں دیکھنا فرمایا هو یا جاگنے کي حالت میں — قریش اُس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنحضرت کو جھٹلاتے کیونکہ وہ اصل نبوت و رسالت سے منکر تھے پھر جو امور کہ شعبۂ نبوت تھے اُن سے بھي انکار کرنا اُن کو لازم تھا *

قریش خواب کو بھي شعبۂ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کہ اُن کے مقصد کے برخلاف هوتا تھا — اُس سے گھبراهت اور ناراضي اُن میں پیدا هوتي تھي — اس کي مثال میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب هی *

عاتکہ نے جو عبدالمطلب کي بیٹي تھیں ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک هولناک خواب دیکھا تھا — اور اُس کو اپنے بھائي عباس سے بیان کیا اور چاها کہ وہ اس خواب کو پوشیدہ رکھیں — عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شتر سوار دیکھا جو وادي بطحا میں کھڑا هی — اُس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکارو اپنے مقتل کي طرف تین دن میں بھاگو — عاتکہ کہتي هیں کہ میں نے

وکانت عاتکة بنت عبدالمطلب قدرأت قبل قدوم ضمضم مکة بثلاث لیال رویا افزعتها فقصتها علی اخیه العباس واستکتمه خبرها — قالت رایت راکبا علی بعیرله واقفا بالابطح ثم صرخ باعلی صوته ان انفرو یاآل غدر لمصارعکم في ثلاث قالت فاری الناس قد اجتمعوا الیه ثم دخل المسجد فمثل بعیرہ علی الکعبة ثم صرخ مثلها ثم مثل بعیرہ علی

لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۸

واس ابي قبيس فصرخ مثلها ثم اخذ صخرة عظيمة و ارسلها فلما كانت باسفل الوادي ارفضت فمابقي بيت من مكة الادخله فلقة منها فخرج العباس فلقي الوليد بن عتبة بن ربيعة و كان صديقه فذكرها له و استكتمه ذلك فذكرها الوليد لابيه عتبه ففشا الخبر فلقى ابوجهل العباس فقال له يا ابا الفضل اقبل الينا قال فلما فرغت من طوا في اقبلت اليه فقال لي متى حدثت فيكم هذه النبية و ذكر رويا عاتكة ثم قال مارضيتم ان تتنبا رجالكم حتى تتنبا نساؤكم - (صفحه ۵۵ جلد دوم تاريخ كامل ابن اثير)

ديكها لوگ اس كے پاس جمع هوئے اور وہ مسجد ميں داخل هوا اور كعبه كے سامنے اپنا اونٹ كهڑا كيا پهر اسيطرح چلايا پهر كوه ابوقبيس كي چوٹي پر اپنے اونٹ كو كهڑا كيا پهر اسيطرح چلايا پهر پتهر كي ايك بڑي چٹان ليكر هاتهه سے چهوڑي چونكه مكه وادي كے نشيب ميں بسا هوا تها چٹان كے ٹكڑے بكهر گئے اور كوئي مكان مكه كا نهيں بچا جس ميں پتهر كا ٹكڑا نه گرا هو ــ اس خواب كو سنكر عباس نكلے اور وليد بن عتبه بن ربيعه سے جو اُن كا دوست تها ملے اور اُس خواب كا اُس سے ذكر كيا ــ اور اُس سے اس خواب كے چهپانے كي خواهش كي وليد نے اپنے باپ عتبه سے اُس خواب كو بيان كيا اور چرچا پهيل گيا - پهر ابو جهل كي ملاقات عباس سے هوئي - اسنے اُن سے كہا اے ابوالفضل ميرے پاس آؤ - عباس كهتے هيں كه كعبه كے طواف سے فارغ هوكر ميں اس كے پاس گيا ــ اُسنے كها تم ميں يهه پيغمبري كب سے پيدا هوگئي اور اُس نے عاتكه كے خواب كا ذكر كيا - پهر كها اس سے تمهاري تسلي نهيں هوئي كه تمهارے مردوں نے نبوت كا دعوى كيا يهاں تك كه تمهاري عورتيں بهي پيغمبري كا دعوے كرنے لگيں *

اصل يهه هے كه آنحضرت نے معراج كي بهت سي باتيں جو خواب ميں ديكهي هونگي لوگوں سے بيان كي هونگي منجمله اُن كے بيت المقدس ميں جانا اور اُسكو ديكهنا بهي بيان فرمايا هوگا - قريش سواے بيت المقدس كے اور كسي حال سے واقف نهيں تهے - اس لئے اُنهوں نے امتحاناً آنحضرت سے بيت المقدس كے حالات دريافت كيئے - چونكه انبيا كے خواب صحيح اور سچے هوتے هيں - آنحضرت نے جو كچهه بيت المقدس كا حال خواب ميں ديكها تها بيان كيا ــ جسكو راويوں نے " فجلى الله لي بيت المقدس " فرفعه الله اِلي انظراليه " كے الفاظ سے تعبير كيا هے ــ پس اُس مخاصمت سے جو قريش نے كي آنحضرت كا بجسده اور بيداري كي حالت ميں بيت المقدس جانا ثابت نهيں هوسكتا *

کافروں کے اپنے قیدخانہ ۸

چھٹی دلیل طبرانی اور بیہقی کی احادیث پر مبنی ہی — ان دونوں کتابوں کا ایسا درجہ نہیں ہی جنکی حدیثوں سے رداً و قبولاً بحث کیجاے — خصوصاً جبکہ احادیث صحاح میں جن پر رداً و قبولاً بحث ہوسکتی ہی — اُس کا کچھہ ذکر نہ ہو — بااینہمہ امہانی کی حدیث سے تو کوئی امر ثابت نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ اُس حدیث میں ہی کہ آنحضرت نے نماز عشا یہاں پڑھی اور ہمارے پاس سورہے پھر صبح کو ہم کو جگایا اور صبح کی نماز ہمارے ساتھہ پڑھی — پھر آنحضرت نے فرمایا کہ عشا کی نماز تو میں نے تمہارے ساتھہ پڑھی اور پھر میں بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھہ پڑھی *

اس حدیث میں یہہ لفظ ہیں " ثم جئت بیت المقدس " اور اسی پر قاضی عیاض نے استدلال کیا ہی کہ اسرا بجسدہ تھی حالانکہ صرف " جئت " کے لفظ سے جسکے ساتھہ کچھہ بیان نہیں ہی کہ آنحضرت کا جانا یہہ روحانی طور پر تھا یا جسمانی طور پر — بجسدہ جانے پر استدلال نہیں ہوسکتا — خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اسکی تشریح اس مقام پر ہونی ضرور تھی *

دوسری حدیث — شداد بن اوس کی ایسی رکاکت لفظ و معنی پر مشتمل ہی اور جو طرز کہ حدیث بیان کرنے کا ہی — اُس سے اسقدر بعید ہی کہ کسیطرح قابل اعتماد نہیں *

صورة دوم یعنی اسراء کا مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ وبحالت بیداری ہونا اور معراج کا اُسکے بعد بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتہی تک بروحہ ہونا

ایک قلیل گروہ علماء اور محدثین کا یہہ مذہب ہی کہ اسراء مکہ سے بیت المقدس تک بجسدہ و بحالت بیداری ہوئی اور اُس کے بعد بروحہ — جن لوگوں کا یہہ مذہب ہی وہ مکہ سے بیت المقدس تک جانیکا نام اسراء رکھتے ہیں اور بیت المقدس سے آسمانوں اور سدرة المنتہی تک جانیکا معراج *

اُنکی اس راے کی تائید میں نہ قرآن مجید میں کچھہ تصریح ہی اور نہ احادیث سے اُسکی تصریح معلوم ہوتی ہی مگر فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہی کہ بعض لوگوں کا

وذہب بعضہم الی ان الاسراء کان فی الیقظة والمعراج کان فی النوم * ** فان اللہ سبحانہ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ

وتعالی قال " سبحان الذي اسري بعبدہ لیلامن المسجدالحرام الی المسجدالاقصی " فلو وقع المعراج فی الیقظة کان ذلک ابلغ فی الذکرالی آخرہ (فتح الباري جلد ۷ صفحہ ۱۵۱)

یہہ مذهب هی که اسراء بیداري کي حالت میں هوئي اور معراج سونے کي حالت میں اور اُنکي دلیل یہہ هی که قرآن مجید میں هی که " پاک هی وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور اگر معراج جاگنے میں هوتي تو اُسکا ذکر کرنا زیادہ بلیغ هوتا *

اگرچه اس بیان میں اسراء کے بجسدہ هونے کا کچھہ ذکر نہیں مگر فی الیقظة اسراء هونے سے سمجھا جاسکتا هی که بجسدہ فی الیقظة هوئي تهي *

مگر اس دلیل کے ناکافي هونے کے لیئے اسي بات کا کہنا کافي هی که بلاشبہہ خدا نے فرمایا هی که " سبحان الذي اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی " مگر اُس میں کچھہ ذکر یا اشارہ اسبات کا که اسراء بحالت بیداري اور بجسدہ یا بروحه هوئي تهي نہیں هی پس اُس آیت سے اس بات پر که معراج بحالت بیداري هوئي تهي استدلال نہیں هوسکتا *

اس بیان سے جو فتح الباري میں هی لازم آتا هی که آنحضرت صلعم بیت المقدس میں پہونچنے کے بعد سورهے تھے اور اُسکے بعد معراج یعني عروج الی السموات سونے کي حالت میں هوا تها حالانکه کسي حدیث سے نہیں پایا جاتا که آنحضرت بیت المقدس میں پہونچ کر سورهے هوں *

علاوہ اس کے هم نے صورت اول کي بحث میں ظاهر کیا هی که کوئي دلیل اسبات پر نہیں هی که اسراء یا معراج بحالت بیداري و بجسدہ هوئي تهي اور جو که اسراء بهي اُسي کا ایک جزو هی اس لیئے اسراء کا بهي بحالت بیداري اور بجسدہ هونا ثابت نہیں هوتا اور اُس کے لیئے جدا گانه دلیلوں کے بیان کرنے کي ضرورت نہیں هی *

تیسري صورت یعني معراج کا جس میں اسراء بهي داخل هی ابتدا سے انتہا تک بروحه اور سونیکي حالت میں یعني خواب میں هونا

اس میں کچھہ شک نہیں که ایک قلیل گروہ علماء و محدثین کا یہہ مذهب هی که معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کي حالت میں هوئي تهي یعني وہ ایک خواب تها

بے شک یہہ قرآن

جو رسول خدا صلعم نے دیکھا تھا مگر اُس کي دلیلیں ایسي قوي هیں که جو شخص اُن پر غور کریگا وہ یقین کریگا کہ تمام واقعات معراج سونے کي حالت یعني خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے اور اُسکے لیئے یہہ دلیلیں هیں *

اول — دلالت النص یعني خدا کا یہہ فرمانا که سبحان الذي اسری بعبدہ لیلا یعني رات کو خدا اپنے بندہ کو لیگیا اسبات پر دلالت کرتا هی که خواب میں یہہ امور واقع ہوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا هی ورنہ " لیلا " کي قید لگانے کي ضرورت نہ تھي اور هم اسکي مثالیں بیان کرینگے که خواب کے واقعات بلا بیان اسبات کے که وہ خواب هی بیان هوئے هیں کیونکه خود وہ واقعات دلیل اسبات کي هوتے هیں که خواب کا وہ بیان هی *

دوم — خود اسي سورة میں خدانے معراج کي نسبت فرمایا هی " وما جعلنا الرؤیا التي اریناک الا فتنة للناس " یعني هم نے نہیں کیا اُس خواب کو جو تجھے دکھایا مگر آزمایش واسطے لوگوں کے بخاري میں عبداللہ ابن عباس سے دو حدیثیں هیں که اس آیت میں جس میں رویا کا ذکر هی اُس سے معراج میں آنحضرت نے جو دیکھا وہ مراد هی مگر اس مقام پر لفظ رویا کي نسبت جو قرآن مجید میں هی اور لفظ عین کي نسبت جو عبداللہ ابن عباس کي روایت میں هی بحث هی جسکو هم آیندہ بیان کرینگے اور ثابت کرینگے که رویا سے خواب هي مراد هی اور لفظ عین سے جو عبداللہ ابن عباس کي حدیث میں آیا هی اُن معنوں میں کچھہ تغیر نہیں هوتا *

پہلي حدیث بخاري کي یہہ هی که حدیث بیان کي هم سے علي بن عبداللہ نے اُس نے کہا حدیث بیان کي هم سے سفیان نے عمر سے اُسنے عکرمه سے اُس نے ابن عباس سے که آیت " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " میں لفظ رویا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد هی جو رسول اللہ کو اسرا کي رات دکھایا گیا *

حدثنا علي ابن عبداللہ قال حدثنا سفیان عن عمرو عن عکرمة عن ابن عباس و ما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس قال هي رویا عین اریها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیلة اسری به الخ —
(بخاري صفحه ٦٨٦)

دوسري حدیث بخاري کي یہہ هی که حدیث بیان کي هم سے حمیدي نے اُسنے کہا حدیث بیان کي هم سے سفیان نے اُسنے کہا حدیث بیان کي هم سے عمر نے عکرمه سے "

حدثنا الحمیدي قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمر عن عکرمة عن ابن عباس في

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

قوله تعالى وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس قال هي رويا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسرى به الى بيت المقدس —
(بخاري ص ٥٥٠)

اُسنے ابن عباس سے کہ " آیت وما جعلنا الرویا اللتي اريناک الا فتنة للناس " میں لفظ رويا سے آنکھہ کا دیکھنا مراد هی جو رسول الله کو دکھایا گیا اُس رات جبکہ وہ بیت المقدس لیجائے گئے *

سوم — مالک بن صعصعہ اور انس بن مالک کي حديثوں جو بخاري اور مسلم میں مذکور هیں اُن سے پایا جاتا هی کہ معراج کے وقت آپ سوتے تھے اور اُن حديثوں کے مندرجہ ذیل الفاظ هیں *

مالک بن صعصعہ کي حديثوں میں هی کہ رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے فرمایا " بينما انا عند البيت بين النائم واليقظان " *

انهي مالک بن صعصعہ کي ایک حدیث میں هی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ " بينما انا في الحطيم وربما قال في الحجر مضطجعاً " *

انس بن مالک کي حديثوں میں هی " فيمايرى قلبه وتنام عينه ولاينام قلبه " اور اسي حدیث کے آخر میں هی " فاستيقظ وهو في المسجد الحرام " *

صحاح کي اور کسي حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں هی کہ کسي وقت معراج کے اوقات میں آپ جاگتے تھے *

چہارم — معاویہ — حسن — حذيفہ بن اليمان اور حضرت عائشہ کا یہہ مذهب تها کہ اسرا یا معراج خواب میں هوئي هی *

مگر قاضي عیاض نے جو قول نقل کیئے هیں ان کے اوپر کچھہ اعتراض بهي وارد کیئے هیں خصوصاً حضرت عائشہ کے قول پر — مگر جب هم اسوجہ کي تشریح کرینگے تو بیان کرینگے کہ وہ اعتراض صحیح نہیں هی اور اسقدر هم اب بهي یاد دلادیتے هیں کہ شفاء قاضي عياض میں حضرت عائشہ کا جو قول مذکور هی اور جسمیں " مافقدت " کا لفظ بصيغۂ متکلم آیاهی وہ صحیح نہیں هیں بلکہ صحیح لفظ هی " مافقد " بصيغۂ مجهول — چنانچہ هم اسکا اشارہ اوپر بهي کرچکے هیں — اور بیان کرچکے هیں کہ عيني شرح بخاري میں بجائے لفظ " مافقدت " کے لفظ " مافقد " چهاپا هوا هی اور مصحح شفا نے " مافقد " کے لفظ کو اختیار کیا هی (دیکھو هماري تفسیر کا صفحہ ۱۶) *

ھدایت کرتا ھی اُس راہ کي کہ وھي سیدھي ھی

پھر حال جن روایتوں سے معاویۃ اور حسن اور حذیفہ بن الیمان اور حضرت عائشہ کا مذھب پایا جاتا ھی اُنکو ھم بعینہ نقل کرتے ھیں *

کشاف میں ھی کہ اسبات میں اختلاف ھی کہ معراج جاگنے میں ھوئي یا سوتے میں —

واختلف في انہ کان في الیقظۃ ام في المقام فعن عائشۃ رض انہا قالت و اللہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کن عرج بروحہ و عن معاویۃ انما عرج بروحہ و عن الحسن کان في المقام رویا رآھا واکثر الا قاویل بخلاف ذلک —
(کشاف صفحہ ۷۵۸)

حضرت عائشہ سے منقول ھی کہ اُنھوں نے کہا خداکي قسم آنحضرت کا جسم غایب نہیں ھوا بلکہ اُنکي روح کو معراج ھوئي اور معاویہ کا قول ھی کہ معراج بروحہ ھوئي — اور حسن سے منقول ھی کہ معراج ایک واقعہ تھا جو رسول خدا نے خواب میں دیکھا — اور اکثر قول اسکے برخلاف ھیں *

اور تفسیر کبیر میں ھی کہ محمد بن جریر طبري نے اپني تفسیر میں حذیفہ بن

وفي التفسیر الکبیر حکي عن محمد بن جریر الطبري في تفسیرہ عن حذیفۃ انہ قال ذلک رویا و انہ ما فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وانما اسری بروحہ و حکي ھذا القول عن عائشۃ و عن معاویۃ
(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۹۹)

الیمان کا یہہ قول لکھا ھی کہ واقعہ معراج ایک خواب تھا اور رسول خدا کا جسم غایب نہیں ھوا — بلکہ اُن کي روح کو معراج ھوئي اور یہي قول حضرت عائشہ اور معاویہ سے منقول ھی *

اور سیرۃ ابن ھشام میں ھی کہ ابن اسحاق کہتے ھیں مجھہ سے آل ابوبکر میں سے

قال ابن اسحاق و حدثني بعض آل ابي بکر ان عائشۃ کانت تقول ما فقد جسد رسول اللہ صلعم و لکن اللہ اسری بروحہ قال ابن اسحق و حدثني یعقوب بن عتبۃ بن المغیرۃ بن الاخنس ان معاویۃ بن سفیان کان اذا سئل عن مسري رسول اللہ صلعم قال کانت رویا من اللہ صادقۃ فلم ینکر ذلک من قولہما لقول الحسن ان ھذہ الایۃ نزلت في ذلک قول اللہ عزوجل " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنۃ

ایک شخص نے بیان کیا ھی کہ حضرت عائشہ فرماتي تھیں کہ رسول خدا کا جسم مبارک غائب نہیں ھوا بلکہ خدا اُنکي روح مبارک کو معراج میں لیگیا تھا — ابن اسحاق کہتے ھیں مجھسے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا ھی کہ معاویہ بن سفیان سے رسول خدا کي معراج کا حال پوچھا گیا — اُنھوں نے کہا کہ یہہ تمام واقعہ خدا کي طرف سے ایک سچا خواب تھا —

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۹

للناس " ولقول الله عزوجل فى الخبر عن ابراهيم عليه السلام " اذ قال لابنه يا بني اني ارى فى المنام اني اذ بحک " ثم مضى على ذلک فعرفت ان الوحي من الله ياتي الانبياء ايقاظا و نياما قال ابن اسحق و كان رسول الله صلعم فيما بلغني يقول تنام عيني و قلبي يقظان فالله اعلم اي ذلک کان قد جاءه وعاين فيه ما عاين من امرالله على اي حالته کان نائما او يقظان کل ذلک حق و صدق -

(سيرة ابن هشام جلد اول صفحات ۲۶۵ و ۲۶۶ مطبوعه لندن) -

دونوں کے اس قول کا کسي نے انکار نہیں کیا هی - کیونکه حسن کا قول هی که اسي معراج کے باب میں یهه آیت نازل هوئي " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس " اور خدا نے ابراهيم عليه السلام کا خواب بهي حکایتا بیان کیا هی - " اذ قال لابنه یابني اني ارے فى المنام اني اذ بحک " پهر اسپر عمل کیا اسلیئے میں نے جان لیا که خدا کي طرف سے انبیا پر خواب و بیداري دونوں میں وحي آتي هی - ابن اسحاق کهتے هیں که مجهکو یهه خبر پهنچي هی که رسول خدا فرماتے تهے که میري دونوں آنکهیں سوتي هیں اور میرا دل جاگتا هی — پس خدا هي جانتا هی که کس حالت میں وحي آنحضرت کے پاس آئي اور کس حالت میں دونوں حالتوں میں سے جو کچهه خدا کے حکم سے دیکهنا تها دیکها جاگتے میں یا سوتے میں اور یهه سب کچهه حق اور سچ هی *

شفاء قاضي عیاض میں هی که اگلے لوگوں اور عالموں کے اسراء کے روحاني یا جسماني

ثم اختلف السلف والعلماء هل کان الاسراء بروحه او جسده على ثلاث مقالات فذهبت طائفة الى انه اسرى بروحه و انه رويا منام مع اتفاقهم ان رويا الانبياء وحي و حق و الى هذا ذهب معاوية وحكي عن الحسن والمشهور عنه خلافه واليه اشار محمد بن اسحاق وحجتهم قوله تعالى " وما جعلنا الرويا اللتي اريناک الا فتنة للناس " وما حكوا عن عائشة ما فقدت جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله بينا انا نائم وقول انس وهو نائم فى المسجد الحرام

هونے میں تین مختلف قول هیں — ایک گروه اسراء کے روح کے ساتهه خواب میں هونے کا قائل هی اور وه اِس پر بهي متفق هیں که پیغمبروں کا خواب وحي اور حق هوتا هی معاویه کا مذهب بهي یهي هی - حسن بصري کو بهي اسي کا قائل بتاتے هیں لیکن اُن کا مشهور قول اس کے برخلاف هی اور محمد ابن اسحاق نے اس طرف اشاره کیا هی اُن کي دلیل هی خدا کا یهه فرمانا که " نهیں کیا هم نے وه خواب جو دکهایا تجهکو مگر آزمایش

اور خوشخبري ديتا هى ايمان والوں كو ۹

وذكرالقصة ثم قال في آخر فاستيقظت وانا بالمسجدالحرام الخ — (شفاء قاضي عياض صفحه ۸۵) — واسطے لوگوں كے " اور حضرت عايشه كا يهه قول كه نهيں كهويا ميں نے رسول الله كے جسم كو يعني آپ كا جسم مبارك معراج ميں نهيں گيا تها اور آنحضرت كا يهه فرمانا كه اس حالت ميں كه ميں سوتا تها اور انس كا يهه قول كه آنحضرت أس وقت مسجد حرام ميں سوتے تهے پهر معراج كا قصه بيان كركے آخر ميں كها كه ميں جاگا اور أسي وقت مسجد حرام ميں تها الخ *

پنجم — اگر كسي حديث ميں ايسے امور بيان هوں جو ايک طرح پر بداهت عقل كے برخلاف هوں اور ايک طرح پر نهيں اور اگلے علما اور صحابه كي رائيں مختلف هوں كه كوئي اس طرف گيا هو اور كوئي أس طرف تو بموجب اصول علم حديث كے لازم هى كه أس صورت كو اختيار كيا جاوے جو بداهت عقل كے مخالف نهيں هى *

تصريح پهلي دليل كي

اب هم پهلي دليل كي تصريح كرتے هيں يهه جان لينا چاهيئے كه قرآن مجيد اور نيز احاديث ميں جب كوئي امر خواب كا بيان كيا جاتا هى تو يهه لازم نهيں هى كه أس سے پهلے يهه بهي بيان كيا جاوے كه يهه خواب هى كيونكه قرينه اور سياق كلام اور نيز وه بيان خود اسبات كي دليل هوتا هى كه وه بيان خواب كا تها مثلاً حضرت يوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بيان كرتے وقت بغير اِس بات كے كهنے كے كه ميں نے خواب ديكها هى يوں كها " يا أبت اني رايت احد عشر كوكبا و الشمس و القمر رايتهم لي ساجدين " — ليكن قرينه اِس بات پر دلالت كرتا تها كه وه خواب هى اِس ليئے أن كے باپ نے كها " يا بني لا تقصص روياک علي اخوتک فيكيدوا لک كيدا " — پس معراج كے واقعات خود اسى بات پر دلالت كرتے تهے كه وه ايک خواب هى اِس ليئے اس بات كا كهنا كه وه خواب هى ضرور نهيں تها بلكه صرف يهه كهنا كه رات كو اپنے بندہ كو لے گيا صاف قرينه هى كه وه سب كچهه خواب ميں هوا تها *

اِسي طرح چار حديثيں عبدالله ابن عمر كي روايت سے مسلم ميں موجود هيں جن ميں آنحضرت صلى الله عليه و سلم كا كعبه كے پاس حضرت مسيح عليه السلام اور مسيح دجال كے ديكهنے كا ذكر هى أن حديثوں كے لفظ جيساكه روايت بالمعني ميں راويوں كے بيان ميں هوتا هى كسي قدر مختلف هيں مگر سب ميں مسيح عليه‌السلام اور مسيح

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

دجال کے دیکھنے کا ایک هي قصه بیان هوا هی اور اِس میں کسي کو اِختلاف نهیں هی که آنحضرت نے اِس کو خواب میں دیکھا تها — اُن حدیثوں میں سے ایک حدیث کے اِبتدا میں صرف یهه لفظ هیں "رایت عندالکعبة رجلا" یعني میں نے دیکھا کعبه کے پاس ایک شخص کو — پس اِس میں کوئي اِشاره لفظي اس بات کا نهیں هی که خواب میں دیکھا تها مگر خود مضمون اِس قصه کا دلالت کرتا هی که خواب میں دیکھا تها اِس لیئے کسي ایسے لفظ کے لانے کي جس سے خواب کا اظهار هو ضرورت نه تهي *

دوسري حدیث کے شروع میں هی "اراني لیلة عندالکعبة" اِس میں صرف "لیلة" کا لفظ اِس بات کا مطلب ادا کرنے کو کافي سمجها گیا هی که آنحضرت نے خواب میں دیکھا تها — اسي طرح معراج کے قصه میں خدا کا یهه فرمانا "اسری بعبده لیلا" اس بات کے اشاره کے لیئے که وه خواب هی کافي هی اور بطور دلالت النص کے معراج کا روحاني یعني خواب میں هونا پایا جاتا هی *

تیسری حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں "بینما انا نایم رایتني اطوف بالکعبة" یعني جب که میں سوتا تها میں نے دیکھا که میں کعبه کا طواف کرتا هوں — اِنهي الفاظ کے مثل وه الفاظ هیں جو بعض حدیثوں میں جن کو هم لکهه چکے هیں معراج کي نسبت آئے هیں اور کوئي وجهه نهیں هی که اُس کو خواب نه سمجهیں *

چوتهي حدیث کے شروع میں یهه الفاظ هیں "اراني لیلة في المقام عندالکعبة" یعني ایک رات مجهکو کعبه کے پاس خواب میں دکهائي دیا — اِس حدیث میں بالکل تصریح خواب کي اُس واقعه کي نسبت موجود هی جس سے کسي کو اِس میں کلام نهیں رهتا که وه قصه خواب میں دیکھا تها پس هم کو اِس باب میں شک کرنے کي که معراج کا واقعه خواب میں هوا تها کوئي وجهه نهیں هی *

تصریح دوسري دلیل کي

اِس دلیل میں جو هم نے لکها هی "وما جعلنا الرویا التي اریناک الافتنة للناس" یهه آیت متعلق هی معراج سے — بعض لوگ کهتے هیں که معراج سے متعلق نهیں هی — مگر ادنی تامل سے معلوم هوتا هی که جب یهه آیت خاص اسي سورة میں هی جس میں معراج کا ذکر هی تو اس کو معراج کے متعلق نه سمجهنے کي کوئي وجهه معقول نهیں هی خصوصا ایسي صورت میں که خود ابن عباس نے اِس آیت کو اسراء سے متعلق سمجها هی *

جو کام کرتے ہیں اچھے

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت بطور اظہار شکریہ اُس نعمت کے ہی جو خدا تعالی نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر انکشاف فرمائی تھی اُس کے بعد بنی اسرائیل کا اور اُن قوموں کا ذکر کیا ہی جن کے لیئے بطور امتحان و اطاعت فرمان باری تعالی کچھہ نشانیاں مقرر کی گئیں تھیں اور باوصف اِس کے اُنہوں نے رسولوں سے اِنکار کیا — اور خدا کی نافرمانی کی — اِسی موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواب تجھکو دکھلایا ہی وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لیئے ہی کیونکہ وہ بھی نبوت کی شعبہ میں سے ہی — تاکہ اِمتحان ہو کہ کون اُس سے اِنکار کرتا ہی اور کون اس کو تسلیم کرتا ہی کیونکہ اُس سے انکار کرنا بمنزلہ اِنکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہی *

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آیت اور وہ دوسری

سبحان الذي اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذي بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ھو السمیع البصیر — و ما جعلنا الرویا اللتی اریناک الا فتنة للناس —

آیت متصل اور پیوستہ ہیں — یعنی خدا نے یوں فرمایا ہی — پاک ہی وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک تاکہ دکھائیں ہم اُس کو کچھہ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہی اور دیکھنے والا — اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھکو مگر آزمایش واسطے لوگوں کے *

اور جن لوگوں نے اس آیت کو اُس رویا سے متعلق کیا تھا جس کا اشارہ سورہ فتح کی اس آیت میں ہی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق " اس کی تردید فتح الباری

و في ذلک رد لمن قال المراد بالرویا في ھذہ الایة رویاہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ دخل المسجد الحرام المشار الیھا بقولہ تعالی " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " قال ھذا القائل والمراد بقولہ " فتنة للناس " ما وقع من صد المشرکین لہ في الحدیبیة عن دخول المسجد الحرام انتہی و ھذا و ان کان یمکن ان یکون مراد الایة لاکن

میں خود علامہ ابن حجر نے کی ہی — وہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس کی اس حدیث میں اُس شخص کا رد ہی جو اس آیت کے خواب سے رسول خدا کا مسجد حرام میں داخل ہونے کا خواب مراد لیتا ہی جس کا اشارہ آیت " لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام " میں ہی — اور کہتا ہی کہ " فتنة للناس " سے حدیبیہ میں رسول خدا کو

أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿١٠﴾

الاعتماد في تفسيرها على ترجمان القرآن اولى والله اعلم —
(فتح الباري جلد هفتم صفحه ١٧١) —

مسجد حرام میں داخل هونے سے مشرکین کا روکنا مراد هی اگرچه ممکن هی که اس آیت سے یهي مراد هو مگر قرآن کي تفسیر میں ترجمان القرآن (حدیث) پر اعتماد کرنا اولی هی *

مگر هم کهتے هیں که اس آیت کو سورة فتح کي آیت مذکورة سے کسي طرح کا بهي تعلق نهیں هی — مگر همکو اس پر زیادہ بحث کي ضرورت نهیں هی کیونکه اکثر مفسرین نے بهي اس آیت کو معراج سے متعلق سمجها هی - جو کچهه اختلاف کیا هی وہ رویا کے معنوں میں کیا هی — جس پر هم بحث کرینگے *

چنانچه تفسیر کبیر میں لکها هی که چوتها قول جو صحیح تر اور اکثر مفسرین اسکے قائل

والقول الرابع و هوالاصح و هو قول اكثر المفسرين ان المراد بها ما اراه الله ليلة الاسراء واختلفوا في معنى هذه الرويا —
(تفسیر کبیر جلد چهارم صفحه ٢٣٦)

هیں یهه هی که رویا سے مراد وہ رویا هی جو معراج کي رات خدا نے آنحضرت کو دکهایا — اور اس رویا کے معني میں انهوں نے اختلاف کیا هی *

رویا کے اصلي لغوي معني کسي چیز کو خواب میں دیکهنے کے هیں - لسان العرب میں هی " الرويا ما رايته في منامك " مگر کها جاتا هی که رویا کا اطلاق رویت یعني جاگتے میں دیکهنے پر بهي آتا هی چنانچه لسان العرب میں هی " و قد جاء رويا في اليقظة " اور اس پر راعي شاعر جاهلي کا یهه شعر سند میں پیش کیا هی *

فكبر للرويا وهش فواده

اس نظارہ کو دیکهکر اس نے (تعجب سے) الله اکبر کها اور اس کا دل خوش هوا *

و بشر نفسا كان قبل يلومها

اور اس نے اپنے نفس کو خوشخبري دي جس کو پهلے ملامت کرتا تها *

اور متنبي کے شعر کے اس مصرع کو بهي سند میں پیش کیا هی *

و رویاک احلى في العيون من الغمض

تیرا دیدار آنکهوں میں نیند میں اونگهنے سے زیادہ لذیذ هی *

حریري نے رویا کو بمعني " رويت في اليقظة " استعمال کرنا غلط بتایا هی اور متنبي کے شعر پر اعتراض کیا هی - اور در حقیقت متنبي کا ایسا درجه نهیں هی که اس کے کلام کو کلام جاهلیت کي طرح مستند مانا جاے *

اور بے شک اُن کے لیئے هی ثواب بڑا ۱۰

حریري نے لکھا هی – که لوگ کہتے هیں میں فلاں کے رویا سے خوش هوا اور اس سے اُس کا دیکھنا مراد لیتے هیں — وہ اس محاورہ میں غلطي کرتے هیں جیسےکه ابوالطیب متنبي شاعر نے اپنے اس قول میں غلطي کي هی جو بدر بن عمار سے کہا تھا اور اُس نے ایکرات کچھه دیر تک اُس سے باتیں کي تھیں اور اُس شعر کا یهه ترجمه هی –

و یقولون " سررت برویا فلان " اشارة الی مرآة فیوهمون فیه کما وهم ابوالطیب في قوله لبدر بن عمار و قد سامره ذات لیلة الی قطع من اللیل –

مضی اللیل والفضل الذي لک لا یمضی
و رویاک احلی فی العیون من الغمض

رات تمام هو چلي هی اور تیرے علم و فضل (کي داستان) تمام نہیں هوتي هی – اور تیرا دیدار آنکھوں میں اونگھنے سےزیادہ لذیذ هی –

والصحیح ان یقال سررت برویتک لان العرب تجعل الرویة لما یری فی الیقظة والرویا لما یری فی المنام کما قال سبحانه اخبارا عن یوسف علیه السلام " هذا تاویل رویاے من قبل " –
(درة الغواص صفحه ۵۹ و ۶۰) –

صحیح یهه هی که اس محاورہ میں رویا کي جگهه رویت کا لفظ بولا جاے کیونکه اهل عرب رویت کو جاگنے کي حالت میں دیکھنے پر اور رویا کو خواب دیکھنے کے موقع پر استعمال کرتے هیں — جیساکه خدا نے حکایتاً یوسف علیه السلام کا یهه قول بیان کیا هی " هذا تاویل رویاي من قبل " *

علامه خفاجي درة الغواص کي شرح میں لکھتے هیں که رویا کے معنيٰ میں اهل لغت کے تین قول هیں — ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا هی — دوسرا یهه که دونوں لفظوں (رویت اور رویا) کے ایک هي معني هیں — جاگنے کي حالت پر بولے جائیں یا سونے پر — تیسرا قول یهه هی که رویت عام هی اور رویا رات کے دیکھنے سے اگرچه حالت بیداري میں هو مخصوص هی – پس متنبي شاعر کا قول ... ... تاویل کا محتاج هی *

و فیه ثلاثة اقوال لاهل اللغة احدها ما ذکرہ المصنف والثاني انهما بمعني فیکونان یقظة او مناما والثالث ان الرویة عامة والرویا مختص لما یکون فی اللیل و لو یقظة فقول المتنبی ... ... محتاج الی التاویل –
(شرح درة الغواص صفحه ۱۴۲) –

علامه خفاجي نے راعي کے تین شعر نقل کیئے هیں که جن سے پورا مطلب معلوم هوتا هی – وہ لکھتے هیں که ابن بري نے کہا هی که رویا اگرچه خواب کے معنوں میں هی مگر اهل عرب اکثر جاگنے کي حالت میں دیکھنے پر بھي بولتے هیں – اور یهه استعمال بطور

وَ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

و قال ابن الجوزي الرويا و ان كانت في المنام فالعرب استعملتها في اليقظة كثيرا فهو مجاز مشهور كقول الراعي —

و مستخبر تهوي مساقط راسه
على الرحل في طخياء طمس نجومها
رفعت له مشبوبة عصفت لها
صبا تزدهيها مرة و تقيمها
فكبر للرويا و هش فواده
و بشر نفسا كان قبل يلومها

و عليه اكثر المفسرين في قوله تعالى "وما جعلنا الرويا التي اريناك الا فتنة للناس" يعني ما اراه ليلة المعراج يقظة على الصحيح (شرح درة الغواص خفاجي صفحه ۱۴۲)

مجاز کے مشہور هی جیساکہ راعي کاقول هی — کتے کي آواز پر کان لگانے والا مسافر جس کا سر (نیند کي حالت میں) بار بار کجاوہ پر گرتا هی اندهیري رات میں جس کے تارے دھندلے هیں — میں نے اسکے لیئے آگ جلائي جس پر مشرق کي هوا چلي جو کبھي اسکو هلاتي هی اور کبھي اسکو بھڑکاتي هی — اُس نے اس نظارہ کو دیکھکر (تعجب سے) الله اکبر کہا اور اس کا دل خوش هوا — اور اُس نے اپنے نفس کو خوشخبري دي جسکو پہلے ملامت کرتاتها — اور اسي پر اکثر مفسرین نے آیت "وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس" میں رویا کي تفسیر کي هی یعني جو کچھہ رسول خدا نے معراج کي رات جاگتے میں دیکھا — اور یهي معني صحیح هیں *

اور فتح الباري شرح صحیح بخاري میں لکھا هی که لفظ رویا کے اُس چیز پر جو جاگنے کي حالت میں آنکھہ سے دیکھي جائے بولنے پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا هی — حریري

و استدل به على اطلاق لفظ الرويا على ما يرى بالعين في اليقظة و قد انكرها الحريري تبعا لغيره و قالوا انما يقال رويا في المنام و ما التي في اليقظة فيقال روية و ممن ستعمل الرويا في اليقظة المتنبي في قوله

و روياك احلى في العيون من الغمض

و هذا التفسير يرد على من خطاه
(فتح الباري جلد هشتم صفحه ۳۰۲)

نے اس استعمال کا اوروں کي طرح انکار کیا هی — وہ کہتے هیں که رویا سوتے میں اور رویت جاگتے میں کچھہ دیکھنے پر بولا جاتا هی — متنبي شاعر اُن میں سے هی جو رویا کو جاگتے میں دیکھنے پر استعمال کرتے هیں — اس کا قول هی که تیرا رویا (دیدار) آنکھوں میں نیند کے اُونگھنے سے زیادہ لذیذ هی اور اس تفسیر سے اُن پر اعتراض آتا هی جو اس کي خطا پکڑتے هیں *

اس تمام بحث سے ثابت هوتا هی که حقیقي معني رویا کے خواب میں دیکھنے کے

اور بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر

هیں اور رویت فی الیقظه پر مجازا بولا جاتا هی — جس کے لیئے کوئي قرینه لفظي یا عقلي یا حالي ایسا موجود هو جس کے سبب مجازا رویا کا استعمال رویت پر پایا جاتا هو جیساکه راعي کے اول اشعار سے پایا جاتا هی اور جو که مستنبط نیند میں غرق تها اور اُسي حالت میں اُس نے آگ کا شعله دیکها تها تو لفظ رویا کا استعمال مجازا رویت کے معنوں میں نہایت عمدہ تها — مگر قرآن مجید میں جو لفظ رویا کا آیت " وما جعلنا الرویا التي اریناک الا فتنة للناس " میں آیا هی اُس کا یهه حال نہیں هی — پس اگر هم تسلیم کرلیں که رویا کا اطلاق رویت فی الیقظة پر بهي هوتا هی تو یهه بهي کافي نہیں هی بلکه اس بات کا ثبوت بهي درکار هی که اس آیت میں جو لفظ رویا آیا هی - اُس سے بهي رویت فی الیقظة مراد هی - آیت مذکورہ میں کوئي اشارہ یا کوئي قرینه اس بات کا نہیں هی نه رویا سے رویت فی الیقظة مراد لي جائے بلکه جب اس آیت کو پہلي آیت سے ملایا جاتا هی جس میں " اسری بعبدہ لیلا " یعني رات کا لفظ هی تو قرینه اس بات کا هوتا هی که رویا سے خواب هي مراد هی نه رویت فی الیقظة - خصوصا اس صورت میں که قرآن مجید میں کسي جگهه رویا کا اطلاق رویت فی الیقظة پر نہیں آیا *

علما نے ابن عباس کي حدیث میں جو " رویا عین " کا لفظ آیا هی تو لفظ عین پر بحث کي هی اور اس کے سبب رویا کو رویت فی الیقظه قرار دیا هی چنانچه کرماني شارح بخاري نے ابن عباس کي حدیث کي نسبت لکها هی - که رویا کے ساتهه لفظ عین کي قید اس لیئے لگائي هی تاکه معلوم هو که رویا سے رویت فی الیقظة مراد هی — نه رویا بمعني خواب *

رویا عین قیدبه للاشعار بان الرویا بمعني الرویة فی الیقظة لارویا النائم — (حاشیه بخاري صفحه ۵۵۰) -

اور پهر کرماني نے لکها هی که عین کي قید سے جو رویا کے ساتهه هی اس بات کا اشارہ هی که اس سے جاگتے میں دیکهنا مراد هی — اور وہ علم کے معني میں نہیں هی *

انما قید الرویا بالعین اشارة الی انها فی الیقظة و الی انها لیست بمعني العلم - (حاشیه بخاري صفحه ۶۸۶) —

اور شفاء قاضي عیاض میں لکها هی که ابن عباس کہتے هیں که رویا سے آنکهه کا دیکهنا مراد هی جو رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے دیکها نه خواب کا دیکهنا *

قال ابن عباس هی رویا عین راها النبي صلی الله علیه وسلم لارویا منام (شفا صفحه ۸۷) —

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱۰)

واضح ہو کہ ابن عباس کی حدیث میں الفاظ "لا رویا منام" کے نہیں ہیں- جن کے معنی یہہ ہیں کہ "یہ دیکھنا سونے کی حالت میں نہیں ہے" *

اگر اس امر کے ثبوت کا مدار، کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک معراج "فی الیقظۃ" ہوئی — صرف اسی حدیث پر ہی تو ہم اسبات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اُن کا مذہب یہہ تھا کہ معراج "فی الیقظۃ" ہوئی کیونکہ اگر حضرت ابن عباس کا یہہ مذہب تھا جیساکہ قاضی عیاض نے قرار دیا ہے کہ اسرا یا معراج بحالت یقظہ ہوئی تھی تو صاف فرماتے "ہی رویا فی الیقظۃ" یا "رویۃ فی الیقظۃ اریہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس" اس صاف لفظ کو چھوڑ کر ایک ایسے لفظ کو اختیار کرنے کی جس کے معنی یقظہ کے نہیں ہیں اور اگر بہت کوشش کی جائے تو اس سے بطور دلالت التزامی کے یہہ معنی سمجھہ میں آتے ہیں — کوئی وجہہ نہیں ہوسکتی *

اس میں کچھہ شک نہیں ہے کہ سلف سے علما اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے کہ واقعات معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں- لیکن اگر قید لفظ "عین" کی جو ابن عباس کی حدیث میں ہے- ایسی صاف ہوتی جس سے "رویت فی الیقظۃ" سمجھی جاتی تو علما میں اختلاف نہ ہوتا — اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ "عین" سے "رویت فی الیقظۃ" کا سمجھنا ایسا صاف نہیں ہے جیساکہ بعض نے سمجھا ہے *

عین کے معنی لغت میں "حقیقۃ الشی" کے ہیں — لسان العرب میں لکھا ہے

العین عند العرب حقیقۃ الشی یقال جاء بالامر من عین صافیہ ای من فصہ و حقیقۃ و جاء بالحق بعینہ ای خالصا واضحا — (لسان العرب جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۰) –

اہل عرب کے نزدیک عین کسی چیز کی حقیقت پر بولا جاتا ہے — کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اُس کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ لایا یعنی خالص اور روشن حق کو لایا *

پس حضرت ابن عباس کا یہہ فرمانا کہ رویا عین — اسکے معنی ہیں "رویا حقیقۃ لان رویا الانبیاء حق و وحی" اور اسلیئے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں رویا کے ساتھہ جو عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اُس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رویا کو جو قرآن مجید میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے — مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں ہے بلکہ اُس سے رویا کے صحیح اور واقعی اور

ہم نے طیار کیا ہی اُن کے لیئے عذاب دکھہ دینے والا (۱۱)

حق ہونے کي تاکید مراد ہی یعني آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ خواب وہم و خیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہی — بلکہ در حقیقت خواب میں جو کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ سچ اور حق ہی — کیونکہ انبیا کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں پس لفظ عین کي قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداري میں دیکھا ہو *

ہمارے اس قول کي تائید میں ابن قیم کا یہہ قول زادالمعاد میں ہی صحابہ میں اختلاف ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کي رات میں خدا کو دیکھا تھا یا نہیں ابن عباس کي روایت ہی کہ دیکھا تھا مگر صحیح یہہ ہی کہ اُنہوں نے کہا کہ

و اختلف الصحابۃ هل رای ربه تلک اللیلۃ ام لا فصح عن ابن عباس انه رای ربه وصح عنه انه قال راه بفواده — (زادالمعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱) —

آنحضرت نے خدا کو اپنے دل سے دیکھا تھا یعني آنکھوں سے نہیں دیکھا اور یہہ پوري دلیل ہی کہ اُن کي روایت میں لفظ عین سے آنکھہ کا دیکھنا مراد نہیں ہی *

اگر ہماري یہہ راے صحیح نہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھہ اسي مقصد سے بولا ہو کہ رویا سے رویت بالعین في الیقظۃ مراد ہی — تو وہ بھي منجملہ اس گروہ کے ہونگے جو معراج في الیقظۃ کے قائل ہوئے ہیں — مگر ہم اُس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے ہیں — اور ہمارے نزدیک خواب ہي میں ماننا لازم ہی — جسکي وجہہ ہم پانچویں دلیل کي تصریح میں بیان کرینگے *

شاہ ولي اللہ صاحب نے آنحضرت صلعم کا معراج میں جانا " بجسد برزخي بین المثال والشہادۃ " بیان کیا تھا — اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اُس کا مطلب نہیں سمجھہ سکتے — اسي طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہی کہ صرف روح رسول خدا صلعم کي معراج میں گئي تھي — اور جسد نہیں گیا — اور اسي طرح پر روح گئي تھي جس طرح پر انسان کي روح مرنے کے بعد جاتي ہی — مگر فرق یہہ ہی کہ انسان کي روح نکلنے کے بعد انسان مرجاتا ہی مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي روح جانے کے بعد آنحضرت فوت نہیں ہوئے تھے — اگرچہ یہہ رمز بھي ہماري سمجھہ میں نہیں آتي لیکن اس کا نتیجہ بھي یہہ ہی کہ ابن قیم بھي بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہی — اور شاہ ولي اللہ

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهٗ بِالْخَيْرِ

صاحب كي راے كا ماخذ بهي يهي معلوم هوتا هى — بهر حال جو كچهه ابن قيم كي راے هى — هم اس كو اس مقام پر بجنسه نقل كرتے هيں *

و قد نقل ابن اسحاق عن عائشة و معاوية أنهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده و نقل عن الحسن البصري نحوذلك ولكن ينبغي ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما و بين ان يقال كان بروحه دون جسده و بينهما فرق عظيم و عائشة و معاوية لم يقولا كان مناما و انما قالا أسرى بروحه و لم يفقد جسده و فرق بين الامرين فان ما يراه النائم قد يكون امثالا مضروبة للمعلوم في الصور المحسوسة فيرى كانه قد عرج به الى السماء و ذهب به الى مكة و اقطار الارض و روحه لم تصعد ولم تذهب و انما ملك الرويا ضرب له المثال والذين قالوا عرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفة قالت عرج بروحه و بدنه و طائفة قالت عرج بروحه و لم يفقد بدنه و هولاء لم يريدوا ان المعراج كان مناما و انما ارادوا ان الروح ذاتها اسرى بها و عرج بها حقيقة و باشرت من جنس ماتبا شر بعد المفارقة و كان حالها في ذلك كحالها بعد المفارقة في صعودها الى السموات سماءً سماءً حتى ينتهي بها الى السماء السابعة فتقف بين يدي الله عز و جل فيامر فيها بما يشاء ثم تنزل الى الارض فالذي كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاسراء اكمل مما يحصل للروح عند المفارقة و معلوم ان هذا امر فوق ما يراه النائم لكن لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في مقام خرق العوائد حتى شق بطنه و هو حي لايتالم بذلك عرج بذات

ابن اسحاق نے حضرت عائشه اور معاويه كا مذهب يهه بتايا هى كه معراج ميں آنحضرت كي روح گئي تهي اور جسم غايب نهيں هوا اور حسن بصري كا مذهب بهي يهي بتايا هى ليكن اس قول ميں كه اسرا خواب ميں هوئي تهي اور اس قول ميں كه اسرا روح كے ساتهه هوئي تهي نه جسم كے ساتهه فرق جاننا چاهيئے — اور دونوں ميں بڑا فرق هى — حضرت عائشه اور معاويه نے يهه نهيں كها كه اسرا خواب ميں هوئي تهي بلكه أنهوں نے كها كه اسرا روح كے ساتهه هوئي تهي اور رسول خدا كا جسم اسرا ميں نهيں گيا اور دونوں ميں فرق هى كيونكه سونے والا جو كچهه خواب ميں ديكهتا هى وه حقيقت ميں ايک معلوم چيز كي مثاليں هيں جو محسوس شكلوں ميں اس كو دكهائي ديتي هيں وه ديكهتا هى كه گويا آسمان پر چڑهگيا اور مكه اور دنيا كے اور اطراف ميں چلا گيا هى — حالانكه اس كي روح نه چڑهي نه كهيں گئي — بلكه خواب كے غلبه نے اس كي نظر ميں ايک صورت بنادي هى — جو لوگ رسول خدا كے معراج كے قائل هيں — ان كے دو گروه هيں — ايک گروه كهتا هى كه رسول خدا كي روح اور بدن دونوں كو معراج هوئي — دو سرا گروه كهتا هى كه معراج ميں

اور دعا مانگتا ہی انسان برائي کي جيسکہ وہ دعا مانگتا ہی بھلائي کي

روحه المقدسة حقيقة من غير اماتة ومن
سواه لاينال بذات روحه الصعود الى السماء
الا بعد الموت والمفارقة فالانبياء انما استقرت
ارواحهم هناك بعد مفارقة الا بدان و روح
رسول الله صلى الله عليه وسلم صعدت الى
هناك في حال الحيواة ثم عادت وبعد وفاته
استقرت في الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء
و مع هذا فلها اشراف على البدن واشراق
وتعلق به بحيث يرد السلام على من سلم
عليه وبهذا التعلق راے موسى قايماً يصلى
في قبره وراه في السماء السادسة و معلوم
انه لم يعرج بموسى من قبره ثم رد اليه وانما
ذلك مقام روحه واستقرارها وقبره مقام بدنه
واستقراره الى يوم معاد الارواح الى اجسادها
فراه يصلي في قبره وراه في السماء السادسة كما انه
صلى الله عليه وسلم في ارفع مكان في الرفيق
الاعلى مستقرا هناك وبدنه في ضريحه غير
مفقود واذا سلم عليه المسلم رد الله عليه روحه
حتى يرد عليه السلام ولم يفارق الملاء الا على
ومن كثف ادراكه وغلظت طباعه عن ادراك
هذا فلينظر الى الشمس في علو محلها وتعلقها
وتاثيرها في الارض وحيواة النبات والحيوان
بها هذا وشان الروح فوق هذا فلها شان وللا بدان
شان وهذه النار تكون في محلها وحرارتها تؤثر
في الجسم البعيد عنها مع ان الارتباط والتعلق
الذي بين الروح والبدن اقوى واكمل من ذلك
و اتم فشان الروح اعلى من ذلك و الطف

فقل للعيون الرمد اياك ان ترى
سنا الشمس استغشى ظلام اللياليا

(زاد المعاد ابن قيم جلد اول صفحه ۳۰۱
و ۳۰۲) =

اُن کي روح گئي تھي بدن نہيں گيا — اور
اس سے اُنکي يہہ مراد نہيں ہی کہ معراج
خواب ميں ہوئي بلکہ اُنکي مراد يہہ ہی کہ
خود آنحضرت کي روح اسرا ميں گئي اور
حقيقت ميں اُسيکو معراج ہوئي — اور اُسنے
وهي کام کيا جو بدن سے جدا ہونے کے بعد
روح کرتي ہی اور اس واقعہ ميں اُس کا حال
ويسا ہوا جيسا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد
روح ايک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتي
ہی يہاں تک کہ ساتويں آسمان پر پہنچتي
اور خدا کے سامنے ٹھہر جاتي ہی — پھر خدا
جو چاہتا ہی اسکو حکم کرتا ہی پھر زمين پر
اُترتي ہی — پس جو حال رسول خدا کا
معراج ميں ہوا وہ اس سے زيادہ کامل تھا جو
روح کو بدن چھوڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہی —
اور ظاہر ہی کہ يہہ حال اس کيفيت سے جو
سونے والا خواب ميں ديکھتا ہی بالاتر ہی
ليکن چونکہ رسول خدا نے اپنے (بالمد) مرتبہ
کے سبب بہت سي فطرت کے قاعدوں کو توڑا
يہاں تک کہ زندگي ميں اُنکا پيٹ چاک
کيا گيا اور اُنکو تکليف نہ ہوئي — اس ليئے
حقيقت ميں بدون مرنے کے خود اُنکي روح
مقدس کو معراج ہوئي — اور جو اُن کے سوا
ہيں اُنميں سے کسيکي روح بدون مرنے اور
بدن چھوڑنے کے آسمان پر صعود نہيں کرتي —
انبيا کي روحيں اِس مقام پر بدن سے جدا

وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ﴿۱۲﴾

هونے کے بعد پہنچتي هيں — اور رسول خدا کي روح زندگي هي ميں اس مقام تک گئي اور واپس آگئي — اور بعد وفات کے ديگر انبيا کي روحوں کے ساتهه مقام " رفيق اعلی " ميں هی - اور باوجود اسکے بدن پر اسکا پرتو اور اسکي اطلاع اور اُس کے ساتهه ايسا تعلق هی کہ رسول خدا هر ايک کے سلام کا جواب ديتے هيں — اور اسي تعلق کے سبب سے رسول خدا نے موسی کو قبر ميں نماز پڑهتے ديکها اور پهر اُنکو چهٹے آسمان پر بهي ديکها - اور يهه سب کو معلوم هی کہ نہ موسی نے قبر سے صعود کيا نہ واپس آئے - بلکہ وہ اُنکي روح کا مقام اور اُسکے ٹهہرنے کي جگهہ هی اور قبر اُن کے بدن کا مقام اور اُس کے ٹهہرنے کي جگهہ هی جب تک کہ روحيں دوبارہ بدنوں ميں آئينگي — اسي ليئے رسول خدا نے اُنکو قبر ميں نماز پڑهتے ديکها اور پهر چهٹے آسمان پر ديکها - جيسا کہ خود رسول خدا (کي روح) " رفيق اعلی " ميں ايک بلند مقام پر هی - اور اُنکا بدن قبر ميں موجود هی اور جب کوئي مسلمان اُنپر درود وسلام بهيجتا هی خدا اُنکي روح کو بدن ميں واپس بهيجتا هی تاکہ اُسکے سلام کا جواب ديں حالانکہ پهر بهي رسول خدا (کي روح) ملاء اعلی سے جدا نهيں هوتي — اور جس شخص کي عقل تاريک اور طبيعت اس بات کے سمجهنے سے عاجز هی - وہ ديکهے کہ آفتاب بہت بلندي پر هی اور اُسکا تعلق اور تاثير زمين ميں اور نبات اور حيوان کي زندگي ميں هی — اور روح کا حال تو اس سے بالا تر هی - کيونکہ روح کا حال اور هی اور اجسام کا حال اور - يهي آگ اپني جگهہ ميں هوتي هی اور اسکي گرمي اُس جسم ميں سرايت کرتي هی جو اُس سے دور هی حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درميان هی وہ اس سے زيادہ لطيف اور بالاتر هی - درد بهري آنکهوں سے کہدے کہ آفتاب کي روشني کو ديکهنے سے بچو — ورنہ راتوں کا اندهيرا چها جائيگا *

تصريح تيسري دليل کي

جو الفاظ کہ مالک بن صعصعہ کي حديثوں ميں هيں " انا عندالبيت بين النائم واليقظان " اور ايک حديث ميں هی " في الحجر مضطجعاً " اور انس بن مالک کي حديث ميں هی " تنام عينه ولاينام قلبه " اور اس حديث کے آخر ميں هی " فاستيقظ وهو في المسجدالحرام " يهه صاف دليليں اسبات کي هيں کہ اسرا اور معراج سونے کي حالت ميں هوئي تهيں *

اور هی انسان جلد باز ۱۲

مالک بن صعصعه کي حديثوں پر تو کسي شخص نے اعتراض نهيں کيا مگر انس بن مالک کي حديث پر جسکے راويوں ميں سے ايک راوي شريک بهي هی اعتراض کيا هی- اور اعتراض يهه هی که اُس حديث ميں هی که تين فرشتے وحي آنے سے پهلے رسول خدا کے پاس آئے اور وه مسجد حرام ميں سوتے تهے- اُسکے بعد بيان کيا هی که ايک دوسري رات کو فرشتے آئے ايسي حالت ميں، جبکه رسول خدا کا دل ديکهتا تها اور آنکهيں سوتي تهيں اور دل جاگتا تها - پس اس حديث ميں دو نقص هيں اول تو تزلزل هی بيان ميں دوسرے يهه که وحي آنے سے پهلے فرشتوں کا آنا بيان هوا هی - مگر يهه اعتراض صحيح نهيں هی- کيونکه پهلا جمله ايک الگ واقعه کا بيان هی اور دوسرا جمله جسميں "فيما يري قلبه وتنام عينه" آيا هی وه بيان هی اسرا اور معراج کا - چنانچه عيني شرح بخاري ميں لکها هی -

قال النووي جاء فی رواية شريک اوهام انکرها العلماء من جملتها انه قال ذلک قبل ان يوحی اليه وهو غلط لم يوافق عليه وايضاً العلماء اجمعوا علی ان فرض الصلوة کان ليلة الاسراء فکيف يکون قبل الوحي ****** وانکرها الخطابي وابن حزم وعبدالحق والقاضي عياض والنووي *** وقد صرح هولاء المذکورون بان شريکا تفرد بذلک ****** قوله فلم يرهم اي بعد ذلک حتی اتوه ليلة اُخری لم يعين المدة التي بين المجيئين فيحمل علی ان المجئ الثاني کان بعد الوحي اليه وحينئذ وقع الاسراء والمعراج واذا کان بين المجيئين مدة فلافرق بين ان تکون تلک المدة ليلة واحدة اوليالی کثيرة اوعدة سنين وبهذا يرتفع الاشکال عن رواية شريک ويحصل الوفاق ان الاسراء کان فی اليقظة بعد البعثة وقبل الهجرة فيسقط تشنيع الخطابي و ابن حزم وغيرهما بان شريکا خالف الاجماع في دعواه ان المعراج کان قبل البعثة —
(عيني جلد ۱۱ صفحه ۶۰۲ و ۶۰۳)-

امام نووي کهتے هيں که شريک کي روايت ميں چند غلطياں هيں جنکا علما نے انکار کيا هی ان ميں سے ايک يهه هی که اُسنے کها هی که معراج وحي آنے سے پهلے هوئي اور يهه غلط هی- کسي نے اسپر اتفاق نهيں کيا - اور علما باهم اسپر بهي متفق هيں که نماز کا فرض هونا معراج کي رات ميں هوا - پس معراج کيونکر وحي آنے سے پهلے هوسکتي هی *** خطابي - ابن حزم - عبدالحق - قاضي عياض اور امام نووي نے اسکا انکار کيا هی- اور اُنهوں نے صاف کهديا هی که شريک اس بات ميں اکيلا هی ******** راوي کا يهه قول که اس کے بعد اُنکو کسي نے نهيں ديکها يهاں تک که وه رسول خدا کے پاس دوسري رات آئے — اس ميں اُس نے دونوں دفعه آنے ميں جو مدت گذري اسکو بيان نهيں کيا هی - پس خيال کيا جائيگا که دوسري دفعه کا آنا وحي آنے کے بعد

وجعلنا الیل والنھار آیتین

ھوا — اور اسوقت اسرا اور معراج واقع ھوئي — اور اگر دونوں دفعہ کے آنے میں کوئي مدت ھی
تو کوئي فرق نہیں ھی اس میں کہ وہ مدت ایک رات ھو یا بہت سي راتیں ھوں یا چند
سال ھوں — اور اس سے شریک کي روایت میں جو اشکال پیدا ھوتا ھی — وہ اتھہ جاتا ھی —
اور اسبات پر اتفاق کا ھونا نکلتا ھی کہ اسرا جاگتے میں بعد نبوت کے اور قبل ھجرت کے
ھوئي — پس خطابي — ابن حزم اور دیگر معترضین کي یہہ ملامت دور ھوجاتي ھی کہ
شریک نے اجماع امت کو اپنے اس دعوی سے توڑا ھی کہ معراج نبوت سے پہلے ھوئي *

اس بیان سے صاف ظاھر ھی کہ پہلا واقعہ ایک رات کا ھی جس میں نہ معراج ھوئي
ھی نہ کچھہ اور واقع ھوا ھی — اور اس رات فرشتے آئے اور صرف دیکھکر چلے گئے اور
اسکي نسبت شریک نے بیان کیا ھی کہ یہہ واقعہ قبل وحي کا ھی — دوسرا جملہ متعلق
ھی اسرا اور معراج سے جیسا کہ عیني نے بیان کیا ھی اس صورت میں شریک کي حدیث
میں اور اور قولوں میں کہ اسرا بعد نبوت ھوئي تھي کچھہ اختلاف باقي نہیں رھتا لیکن
عیني نے جو یہہ بیان کیا ھی کہ " و یحصل الوفاق ان الاسراء کان فی الیقظہ بعد البعثة "
اس جملہ کا پہلا حصہ غلط ھی اسلیئے کہ اس بات میں اتفاق نہیں ھوا کہ اسرا فی الیقظہ
تھي بلکہ اس دوسرے جملہ میں بھي صاف بیان کیا گیا ھی — " فیما یری قلبہ وتنام عینہ
ولا ینام قلبہ " اور تمام قصہ معراج کا بیان کرنے کے بعد حدیث کے اخیر میں بیان کیا ھی
" فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام " یعني ان تمام واقعات کے بعد آنحضرت جاگے اور وہ
مسجد حرام میں تھے — پس کچھہ شک نہیں ھوسکتا کہ ان حدیثوں سے صاف ثابت
ھوسکتا ھی کہ اسرا اور معراج ابتدا سے انتہا تک سونے کي حالت میں ھوئي تھي اور وہ
ایک خواب تھا جو رسول خدا نے دیکھا *

اور عیني میں جو یہہ بات لکھي ھی کہ ممکن ھی کہ یہہ کہا جاے کہ آنحضرت

فیمکن ان یقال کان في اول الامر وآخرہ فی
النوم ولیس فیہ مایدل علی کونہ نائما فی
القصة کلھا (عیني جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۳)

شروع معراج اور آخر معراج میں سوتے تھے
اور اس حدیث میں کوئي دلیل اسبات پر
نہیں ھی کہ رسول خدا کل قصہ میں سوتے رھے *

ایسي بودي اور ضعیف ھی کہ کوئي شخص بھي اس پر کان نہیں رکھہ سکتا — کیونکہ
کسي حدیث سے ثابت نہیں ھی کہ درمیان معراج کے کسیوقت آنحضرت جاگ اتھے تھے
بلکہ کسي حدیث میں آنحضرت کے جاگتے ھونے کا اشارہ بھي نہیں ھی *

اور هم نے کيا رات کو اور دن کو دو نشانياں

مالک بن صعصعه کي حديث ميں جو يهه الفاظ هيں " بين النائم واليقظان " اِس کي نهايت عمده تشريح انس بن مالک کي حديث سے هوتي هے جس ميں بيان هے " فيما يرى قلبه و تنام عينه ولاينام قلبه " اور تمام انبيا کا سونے ميں يهي حال هوتا هے — ظاهر ميں آنکهيں سو جاتي هيں اور دل جاگتا رهتا هے *

تصريح چوتهي دليل کي

هم سمجهتے هيں که اِس دليل کے زيادہ تصريح کرنے کي هم کو چنداں ضرورت نهيں هے اِس ليئے که جن صحابه کا مذهب يهه تها که جسم مبارک آنحضرت صلى الله عليه وسلم کا معراج ميں نهيں گيا تها بلکه معراج سونے کي حالت ميں بالروح هوئي تهي اُن کے نام معه اُن کے اقوال کي سند کے هم نے لکهديئے هيں اور اس ليئے زيادہ تشريح کي ضرورت نهيں هے مگر شفاء ميں قاضي عياض نے مندرجه حاشيه نام اُن لوگوں کے لکهے هيں جن کا مذهب يهه هے که معراج بجسده في اليقظه هوئي تهي — ان ميں سے معلوم هوتا هے که اسامه بن زيد — انس بن مالک — جابر بن عبدالله — حذيفه بن اليمان — عبدالله بن عباس — عبدالله بن مسعود — عمر بن الخطاب — مالک بن صعصعه اور ابو هريره تو صحابي هيں اور باقي تابعي وغيره — مگر همکو نهيں معلوم هوتا که قاضي عياض نے جو اُن کا مذهب قرار ديا هے — اُس کي کيا سند هے اور کهاں سے اُس نے استنباط کيا هے *

عبدالله ابن عباس — جابر بن عبدالله — انس بن مالک — حذيفة بن اليمان — عمر بن الخطاب — ابو هريرة — مالک بن صعصعة — ابو حبة البدوى — عبدالله ابن مسعود — ضحاک — سعيد بن جبير — قتادہ — ابن المسيب ابن شهاب — ابن زيد — حسن — ابراهيم — مسروق — مجاهد — عکرمه — ابن جريج — (شفاء قاضي عياض صفحه ۸۶) —

انس بن مالک اور مالک بن صعصعه دو صحابيوں کي حديثيں هم نے اوپر نقل کي هيں — جن کي حديثوں ميں خود الفاظ " انا نائم " اور " بين النائم واليقظان " اور " في الحجر مضطجعا " اور " فيما يرى قلبه و تنام عينه ولاينام قلبه " اور " ثم استيقظ و هو في المسجد الحرام " موجود هيں — جن سے صاف پايا جاتا هے که اُن کے نزديک معراج بحالت نوم هوئي تهي پس معلوم نهيں هوتا که اُن دونوں صحابيوں کے نام قاضي عياض نے اُن لوگوں کي فهرست ميں کيوں داخل کيئے هيں جن کا مذهب معراج کا بجسده اور في اليقظه هونے کا هے *

فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ

مالک بن صعصعه اور انس بن مالک کي حديثين مين قتادہ بهي ايک راوي هين — پهر وه کسي طرح اُن لوگون کي فهرست مين داخل نهين هوسکتے — جو معراج کے بجسدہ اور في اليقظه هونے کے قائل هين *

سواے صحاح کے اور کتب حديث مين جو حديثين هين اُن پر بهي هم نے سرسري طور سے نظر ڈالي هى سواے ايک حديث کے جو بيهقي مين هى اور جس مين يهه الفاظ هين — " بينما انا نائم عشاءً في المسجدالحرام اذ اتاني آتٍ فايقظني فاستيقظت " يعني مين عشا کے وقت مسجدالحرام مين سوتا تها که ايک آنے والا آيا اُس نے مجهکو جگايا اور مين جاگا — اور کسي حديث مين جاگنے يا سوتے هونے کا کچهه ذکر نهين — پس ايسي حديثون سے اِس بات پر استدلال کرنا که اُن کے راويون کا مذهب يهه هى که معراج بجسدہ اور في اليقظه هوئي تهي — کسي طرحپر صحيح نهين هى — علاوہ اس کے بيهقي اور ديگر کتب کي حديثين جو صحاح مين داخل نهين هين لائق وثوق اور قابل احتجاج نهين هين — پس قاضي عياض نے جو فهرست لکهي هى اُس کا ماخذ ايسا نهين هى جس پر اعتماد کيا جاسکے *

تصريح پانچوين دليل کي

يهه دليل اس امر سے علاقه رکهتي هى که اگر عقل اور نقل مين بظاهر اختلاف پايا جاتا هو تو نقل کے معني اس طرح پر بيان کرنے چاهيئين جو عقل کے مطابق هون — مگر اسکي تصريح بيان کرنے سے پہلے هم کو يهه بات بيان کرني چاهيئے که حديثين جو کتابون مين جمع هوئي هين اُنکے الفاظ وه نهين هين جو رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے بيان کيئے تهے — بلکه راويون کے لفظ هين جو اُنهون نے اپني سمجهه کے موافق بيان کيئے هين *

اسباب مين که حديث بلفظه روايت کرني لازم هى يا بالمعني بهي روايت کرنا جايز هى محدثين مين اختلاف رها هى ايک گروه محدثين کا حديث کو بالمعني روايت کرنا جايز نهين سمجهتا بلکه بلفظه روايت کرنا ضروري سمجهتا تها چنانچهه فتح المغيث شرح الفية الحديث مين جو حافظ زين الدين عراقي کي تصنيف هى لکها هى *

محدثين — فقها اور اصوليين شافعيه وغيره کا ايک گروه روايت بالمعنى کو مطلقا روا نهين رکهتا — قرطبي نے کها هى که امام مالک کا اصلي مذهب بهي يهي هى —

پهر هم نے دهندلا کردیا رات کي نشاني کو

قيل لايجوزله الرواية بالمعني مطلقا قال طائفة من المحدثين والفقهاء والاصوليين من الشافعية وغيرهم قال القرطبي وهوالصحيح من مذهب مالک حتى ان بعض من ذهب لهذا شدد فيه اكثر التشديد فلم يجز تقديم كلمة على كلمة ولا حرف على آخر ولا ابدال حرف بآخر ولا زيادة حرف ولا حذفه فضلا عن اكثر ولا تخفيف ثقيل ولاتثقيل خفيف ولا رفع منصوب ولا نصب مجرور او مرفوع ولولم يتغير المعني في ذلک كابل اقتصر بعضهم على اللفظ ولو خالف اللغة الفصيحة وكذالو كان لحنا كما بين تفصيل هذا كله الخطيب في الكفاية —

(فتح المغيث صفحه ۲۷۶)

يہاں تک کہ جو اس طرف گئے هيں اُن ميں سے بعض نے اسباب ميں بہت سختي کي هي — پس اُن کے نزديک ايک کلمه کا دوسرے کلمه پر يا ايک حرف کا دوسرے حرف پر مقدم لانا جايز نهيں هي — نه ايک حرف کا دوسرے حرف کي جگهه بدلنا — نه ايک حرف کو زيادہ يا کم کرنا چه جائيکه بهت سے حرفوں کو — نه ثقيل کو خفيف کرنا اور نه خفيف کو ثقيل کرنا — نه منصوب کو رفع دينا — نه مجرور يا مرفوع کو نصب دينا اگرچه ان تمام صورتوں ميں معني نه بدلتے هوں — بلکه اُنهوں نے لفظ هي پر بس کي هي چاهے لغت فصيح کے برخلاف هي هو — اور ايسا هي چاهے غلط هو — خطيب نے کفايه ميں اُس کو مفصل بيان کيا هی *

اس تشدد ميں جو بلفظه حديث کے بيان کرنے کي نسبت تها بعض بزرگوں نے نرمي کي اور کہا کہ صرف صحابه کو يا صحابه اور تابعين کو بالمعني روايت کرني جايز هی اور کو نهيں چنانچه فتح المغيث ميں لکها هی

و قيل لايجوز لغيرالصحابة خاصة لظهور الخلل في اللسان بالنسبة لمن قبلهم بخلاف الصحابة فهم ارباب اللسان واعلم الخلق بالكلام حكاه الماوردي والروياني في باب القضاء بل جزما بانه لايجوز لغير الصحابي وجعلا الخلاف في الصحابي دون غيره و قيل لايجوز لغيرالصحابة والتابعين بخلاف من كان منهم وبه جزم بعض معاصري الخطيب و هو حفيد القاضي ابي بكر في ادب الرواية قال لان الحديث اذا قيده بالاسناد وجب ان لا يختلف لفظه فيدخله الكذب —

(فتح المغيث صفحه ۵۷۶ و ۵۷۷) *

کہ — اور کہا گيا هی که صحابه کے سوا دوسروں کے ليئے روايت بالمعني کرنا روا نهيں هی — کيونکه زبان ميں به نسبت اُن کے جو پہلے تهے خلل آگيا هی — برخلاف صحابه کے اس ليئے که وه اهل زبان اور کلام کو خوب سمجهنے والے تهے — ماوردي اور روياني نے باب القضا ميں اس کا ذکر کيا هی بلکه اس بات کو زور کے ساتهه بيان کيا هی که صحابي کے سوا دوسرے کو روايت بالمعني جائز نهيں — مگر يهه اُن کا

وَ جَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اختلاف صرف صحابي ميں هي نه اوروں ميں اور بعض کہتے هيں که صحابه اور تابعين کے سوا دوسروں کو روایت بالمعني جايز نہيں هي - اور خطيب کے ايک معاصر يعني قاضي ابوبکر کے پوتے نے ادب الرواية ميں اس کو زور کے ساتھه بيان کيا هي - اُس نے کہا هی که جب حديث ميں اسناد کي قيد لگائي تو يهه واجب هی که لفظ نه بدليں تاکه جھوٹ داخل نهو جاے باوجود اس قيد کے بهي يهه بات کہي گئي که روايت کرنے کے بعد راوي کو ايسے الفاظ کا کہدينا ضرور هی جن سے معلوم هووے که حديث کے بعينه وهي لفظ نہيں هيں جو پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم نے فرمائے تھے چنانچه فتح المغيث ميں لکها هي

وليقل الراوي عقب ايراده للحديث — بمعني اي بالمعني لفظ او کما قال فقد کان انس رضي الله عنه کما عند الخطيب في باب المعقود لمن اجاز الرواية بالمعني لقولها عقب الحديث ونحوه من الالفاظ کقوله اونحو هذا اوشبهه اوشکله فقدروي الخطيب ايضا عن ابن مسعود انه قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم ارعد وارعدت ثيابه وقال اوشبه ذا اونحوذا وعن ابي الدرداء انه کان اذا فرغ من الحديث عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال هذا اونحو هذا اوشکله ورواها کلها الدارمي في مسنده بنحوها ولفظه في ابن مسعود وقال اومثله اونحوه اوشبيه به وفي لفظ آخر لغيره ان عمرو بن ميمون سمع يوما ابن مسعود يحدث عن النبي صلی الله عليه وسلم وقد علاه کرب و جعل العرق ينحدر منه عن جبينه و هو يقول اما فوق ذلک و اما دون ذلک اما قريب من ذلک و هذا کشک من المحدث والقاري ابهما عليه الامر به فانه يحسن ان يقول او کما قال —

(فتح المغيث صفحه ۲۷۹) —

که راوي کو حديث بالمعني بيان کرنے کے بعد کہنا چاهيئے" او کما قال" خطيب نے ايک باب ميں جس ميں اُن کا بيان هي جنکو روايت بالمعني کي اجازت هی - کہا هی که انس رضي الله عنه حديث کے بعد کہتے تھے اسکے قول کي مانند - يا ايسا يا اس جيسا يا اس سے ملتا جلتا - خطيب نے ابن مسعود سے روايت کي هی - اُنہوں نے کہا که ميں نے پيغمبر خدا سے سنا هی - پھر کانپے اور اُن کا کپڑا هلنے لگا اور کہا - اسکي مانند - يا اسکي مثل اور ابو دردا سے روايت کي هی که جب وه حديث بيان کرچکتے تو کہتے که يهه کہا تها - يا اسکي مثل يا اس جيسا - دارمي نے اپني مسند ميں يهه سب الفاظ بيان کيئے هيں ابن مسعود کے الفاظ اُس ميں يهه هيں اسکي مثل يا اسکي مانند يا اس کے مشابه اور دوسرے راوي نے اور الفاظ بيان کيئے هيں - چنانچه عمر بن ميمون نے کہا که ميں نے ايک روز ابن مسعود کو حديث بيان کرتے سنا اور اُن کو تکليف هونے

اور هم نے کیا دن کي نشاني کو دکھلانے والي

لگي اور پسينه اُن کي پيشاني سے ٹپکتا تھا - اور وه کہتے تھے که اس سے زيادہ يا اس سے کم يا اس کے قريب ـــ غرضکه ايسا لفظ کہے جس سے قاري اور محدث کا شک ظاهر هو *

باوجود اس کے صحابه اور تابعين برابر حديث کو بالمعني روايت کرتے تھے جيسا که فتح المغيث کي مندرجه ذيل عبارت سے ظاهر هوتا هي *

ايک تابعي کہتے هيں که ميں بہت سے صحابيوں سے ملا هوں - جو معنيٰ ميں متفق اور الفاظ ميں مختلف تھے ميں نے ايک صحابي سے کہا تو کہنے لگے کہا مضائقه هي اگر معني نه بدلوں يهه شافعي کا بيان هي - اور حذيفه کہتے تھے هم قوم عرب هيں جب حديث بيان کرتے هيں الفاظ آگے پيچھے کرديتے هيں ابن سيرين کہتے هيں که ميں دس آدميوں سے حديث سنتا تھا ـــ معني يکساں اور الفاظ جدا جدا هوتے تھے ـــ تابعين ميں سے حسن شعبي اور نخعي روايت بالمعني کرتے تھے - ابن صلاح کہتے هيں که صحابه اور سلف اولين کے حالات اس پر شاهد هيں که وه اکثر ايک مطلب کو مختلف الفاظ ميں بيان کرتے تھے - کيونکه اُن کا زيادہ تر خيال مضمون پر هوتا تھا نه الفاظ پر *

و عن بعض التابعين قال لقيت اناسا من الصحابة فاجتمعوا في المعني و اختلفوا علي في اللفظ فقلت ذالک لبعضهم فقال لاباس به مالم يحيل معناه حکاه الشافعي و قال حذيفة انا قوم عرب نورد الاحاديث فنقدم و نوخر و قال ابن سيرين کنت اسمع الحديث من عشرة المعني واحد واللفظ مختلف و ممن کان يروي بالمعني من التابعين الحسن والشعبي والنخعي بل قال ابن الصلاح انه الذي شهد به احوال الصحابة و السلف الاولين فکثير ما کانوا ينقلون معني واحدا في امر واحد بالفاظ مختلفة وماذاک لان معولهم کان علي المعني دون اللفظ -

(فتح المغيث ص ۲۷۵) ـــ

حسن رضي الله کہتے هيں که اگر روايت بالمعني کي اجازت نہوتي تو هم حديث نه بيان کرسکتے ـــ اور ثوري کہتے هيں که اگر هم حديث اُسيطرح تم سے بيان کرنا چاهيں جس طرح سني هي تو ايک حرف بھي نہيں بيان کرسکتے *

قال الحسن لولا المعني ما حدثنا و قال الثوري لواردنا ان نحدثکم بالحديث کما سمعناه ما حدثنا کم بحرف واحد

(فتح المغيث ص ۲۷۷) -

بالاخر حديثوں کا بعض شرطوں سے بالمعني روايت کرنا محدثين کے نزديک جائز قرار پايا ـــ چنانچه امام سخاوي فتح المغيث ميں لکھتے هيں که اس باب ميں سب کا

لِتَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ

وليرو بالالفاظ اللتي سمع بها مقتصرا عليها بدون تقديم ولا تاخير ولا زيادة ولانقص لحرف فاكثر ولا ابدال حرف او اكثر بغيره ولا مشدد بمثقل او عكسه من لايعلم مدلولها اي الالفاظ في اللسان و مقاصدها وما يحتمل معناها والمحتمل من غيره والمرادف منها وذلك على وجه الوجوب بلا خلاف بين العلماء —
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵)

اتفاق هى كه جو شخص عربي زبان كے الفاظ كے مدلول اور أن كے مقاصد اور معني كے متغير هونے اور محتمل اور غير محتمل معني اور مرادف كو نهيں جانتا أس كے ليئے ضرور هى كه أنهي الفاظ سے روايت كرے جو أس نے سنے هيں بغير تقديم و تاخير كے اور بغير ايک حرف كي بهي زيادتي يا كمي كے — اور بغير ايک حرف كے بهي بدلنے كے اور مشدد كي جگهه ثقيل اور ثقيل كي جگهه مشدد لانے كے *

اور كچهه لوگ ان لوگوں كے سوا هيں جو ان سب باتوں كو جانتے هيں أنكے روايت بالمعني

واما غيره ممن يعلم ذلك و يحققه فاختلف فيه السلف واصحاب الحديث و ارباب الفقه والاصول فالمعظم منها اجازله الرواية بالمعني اذا كان قاطعا بانه ادى معني اللفظ الذي بلغه سواء في ذلك المرفوع او غيره كان موجبه العلم اوالعمل وقع من الصحابي اوالتابعي او غيرهما حفظ اللفظ ام لا صدر في الافتاء والمناظرة اوالرواية اتى بلفظ مرادف له ام لا كان معناه غامضا او ظاهرا حيث لم يحتمل اللفظ غير ذلك المعني وغلب على ظنه ارادة الشارع بهذا اللفظ ماهو موضوع له دون التجوز فيه والاستعارة — "
(فتح المغيث صفحه ۲۷۵) —

كرنے ميں اهل حديث — اهل فقه اور اهل أصول ميں اختلاف هى — بهت سے لوگوں نے أن كو بالمعني روايت كرنے كي اجازت دي هى — اگر روايت كرنے والا قطعا سمجهتا هو كه جو لفظ أس نے سنا أس كے معني پورے پورے ادا كرديئے هيں اور روايت مرفوع هو يا غير مرفوع علم پر دلالت كرتي هو يا عمل پر صحابي سے هو يا تابعي سے يا أن كے سوا كسي اور سے منقول هو — راوي كے الفاظ ياد ركهے هوں يا نهيں افتا اور مناظره ميں هو يا روايت ميں اس كا مرادف لفظ بيان كيا هو يا نهيں اس كے معني مبهم هوں يا ايسے ظاهر كه اس لفظ سے دوسرے معني كا احتمال نه نكلے — اور اس لفظ سے جو كچهه شارع نے مراد لي هى — راوي كا ظن غالب بهي اسي طرف گيا هو — اور اس معني مراد ليفے ميں نه مجاز هو نه استعاره *

ان روايتوں سے بخوبي ظاهر هى كه ابتدا يعني صحابه و تابعين كے زمانه سے حديث

تاکہ تم تلاش کرو فضل (یعني روزي) اپنے پروردگار سے

کي روایت بالمعني کرنے کا دستور تھا اور جو حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں لکھي ھیں سوائے شاذ و نادر چھوٹي حدیثوں کے وہ سب بالمعني روایت کي گئي ھیں یعني آنحضرت نے جو بات جن لفظوں سے فرمائي تھي وہ لفظ بعینہ و بجنسہ نہیں ھیں بلکہ راویوں نے جو مطلب سمجھا اُس کو اُن لفظوں میں جن میں وہ بیان کرسکتے تھے بیان کیا — پھر اسي طرح دوسرے راوي نے پہلے راوي کے اور تیسرے راوي نے دوسرے راوي کے اور چوتھے راوي نے تیسرے راوي کے بیان کو اپنے لفظوں میں بیان کیا اور علی ھذالقیاس پس حدیث کي کتابوں میں جو حدیثیں لکھي گئیں وہ اخیر راوي کے لفظ ھیں اور معلوم نہیں ھوتا کہ اس درمیان میں اصلي الفاظ سے کسقدر لفظ ادل بدل اور اولٹ پلٹ ھوگئے اور کچھہ عجب نہیں کہ کسي نے حدیث کے اصل مطلب سمجھنے میں بھي غلطي کي ھو اور اصلي حدیث کا مطلب بھي بدل گیا ھو اور اس کے یعني غلط مطلب سمجھنے کي مثال میں متعدد حدیثیں بھي موجود ھیں — خود صحابہ نے حدیث سماع موتی اور حدیث تعذیب المیت ببکاء اھلہ کا مطلب غلط سمجھا تھا *

اسي باعث سے کہ حدیثوں کي روایت کے جو الفاظ ھیں وہ اخیر راویوں کے ھیں جبکہ اصلي زبان عرب میں کسقدر تبدیلي ھوگئي تھي علماء علم ادب نے حدیثوں کو بلحاظ علم ادب کے قابل سند نہیں سمجھا — چنانچہ جلال الدین سیوطي نے اپني کتاب الاقتراح میں لکھا ھی پیغمبر خدا کي اُس کلام سے استدلال کیا جاتا ھی جس کي نسبت ثابت ھوچکا ھی کہ یہي الفاظ جو روایت کیئے گئے ھیں — آپ کي زبان مبارک سے نکلے ھیں — اور یہہ بہت ھي کم ھی — صرف چھوٹي چھوٹي حدیثوں میں ھی ورنہ اکثر حدیثیں بالمعني روایت ھوئي ھیں اور عجمیوں اور مولدین نے حدیثوں کو اُن کے جمع ھونے سے پہلے استعمال کیا ھی — پھر خود ان کي عبارت حدیثوں کے

و اما کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فیستدل منہ بما ثبت انہ قالہ علی اللفظ المروی و ذلک نادر جدا انما یوجد فی الاحادیث القصار علی قلۃ ایضا فان غالب الاحادیث مروي بالمعني وقد تداولتھا الاعاجم والمولدون قبل تدوینھا فرووھا بما ادت الیہ عبارتھم فزادوا و نقصوا و قدموا و اخروا وابدلوا الفاظا بالفاظ ولھذا تری الحدیث الواحد فی القصۃ الواحدۃ مرویا علی اوجہ شتی بعبارات مختلفۃ و من ثم أنکر علي ابن مالک اثباتہ القواعد النحویۃ بالالفاظ الواردۃ فی الحدیث قال ابوحیان فی شرح التسہیل قداکثر ھذالمصنف من الاستدلال بما وقع في الاحادیث علی اثبات القواعد

وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ

الكلية في لسان العرب و مارايت احدا
من المتقدمين والمتاخرين سلك هذه
الطريقة غيره على ان الواضعين الاولين
لعلم النحو المستقرئين للاحكام من لسان
العرب كابي عمرو بن العلا و عيسى بن عمر
والخليل وسيبويه من ائمة البصريين
والكسائي والفراء وعلي بن مبارك الاحمر و
هشام الضرير من ائمة الكوفيين لم يفعلوا
ذلك و تبعهم على هذا المسلك المتاخرون
من الفريقين و غيرهم عن نحاة الا قاليم
كنحاة بغداد و اهل الاندلس و قد جري
الكلام في ذلك مع بعض المتاخرين الاذكياء
فقال انما ترک العلماء ذلک لعدم وثوقهم
ان ذلک لفظ الرسول صلى الله عليه وسلم
اذ لووثقوا بذلک لجري مجري القرآن في
اثبات القواعد الكلية و انما كان ذلک لامرين
احدهما ان الرواة جوزوا النقل بالمعني
فتجد قصة واحدة قد جرت في زمانه صلى
الله عليه وسلم لم تنقل بتلک الالفاظ جميعا
نحو ماروي من قوله زوجتكها بما معک
من القرآن ملكتكها بما معک خذها بما
معک وغير ذلک من الالفاظ الواردة في
هذه القصة فنعلم يقينا انه صلى الله عليه
وسلم لم يلفظ بجميع هذه الالفاظ بل لانجزم
بانه قال بعضها اذ يحتمل انه قال "لفظاً
مرادفا لهذه الالفاظ غيرها فاتت الرواة
بالمرادف ولم تات بلفظه اذ المعني هو
المطلوب ولا سيما مع تقادم السماع و عدم
ضبطه بالكتابة والاتكال على الحفظ فالضابط
منهم من ضبط المعني واما ضبط اللفظ
فبعيد جدا لاسيما في الا حاديث الطوال

مطالب کو جہاں کھینچکر لے گئی وہاں
پہونچا دیا — بڑھایا — گھٹایا — تقدیم و
تاخیر کی اور الفاظ بدل دیئے — اسی لیئے
ایک حدیث ایک ہی مضمون کی مختلف
طور پر جدا جدا عبارتوں میں بیان ہوئی
ہی — اور اسی لیئے ابن مالک پر اعتراض کیا
گیا ہی کہ اُس نے الفاظ حدیث سے قواعد
نحویہ کو ثابت کیا ہی — ابوحیان شرح
تسہیل میں لکھتا ہی کہ اس مصنف نے
عربی زبان کے قواعد کلیہ کو اکثر الفاظ حدیث
سے ثابت کیا ہی اور اس کے سوا متقدمین
اور متاخرین میں سے کوئی اس طریقہ پر
نہیں چلا — علم نحو کے اول بانیوں اور زبان
عربی کے قواعد کے محققوں جیسے ابو عمر
ابن علا — عیسی بن عمر اور سیبویہ نے بصری
نحویوں میں سے اور کسائی — فرا — علی
بن مبارک احمر اور ہشام الضریر نے کوفی
نحویوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا — اور
دونوں قسم کے نحوی متاخرین میں سے اور بغداد
اور اندلس وغیرہ مختلف ملکوں کے نحوی
بھی اسی طریق پر چلے ہیں — متاخرین میں سے
ایک عالم کے سامنے اسکا تذکرہ آیا تو اُس نے
کہا کہ علما نے اس طریقہ کو اس لیئے ترک
کیا ہی کہ اُن کو ہرگز اعتماد نہیں ہی کہ یہہ
الفاظ بعینہ پیغمبر خدا کے ہیں — اگر وہ اعتماد
کرتے تو قواعد کلیہ کے ثبوت میں حدیث بھی

اور تاکہ تم جانو برسوں کي گنتي کو اور حساب کو

و قد قال سفيان الثوري ان قلت لکم اني احدثکم کما سمعت فلا تصدقوني انما هو المعني و من نظر في الحديث ادني نظر علم علم اليقين انهم انما يروون بالمعني......
و قال ابوحيان انما امعنت الکلام في هذه المسألة لئلا يقول المبتدي ما بال النحويين يستدلون بقول العرب و فيهم المسلم والکافر و لايستدلون بمارُوي في الحديث بنقل العدول کالبخاري و مسلم و اضرابهما فمن طالع ما ذکرناه ادرک السبب الذي لاجله لم يستدل النحاة بالحديث انتهي کلام ابن حيان بلفظه ...
و قال ابوالحسن ابن الصائغ في شرح الجمل تجويز الرواية بالمعني هوالسبب عندي في ترک الائمة کسيبويه وغيره الاستشهاد علي اثبات اللغة بالحديث و اعتمدوا في ذلک علي القرآن و صريح النقل عن العرب و لولا تصريح العلماء بجواز النقل بالمعني في الحديث لکان الاولي في اثبات فصيح اللغة کلام النبي صلي الله عليه وسلم لانه افصح العرب (الاقتراح للسيوطي ص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱)—
و هکذا في خزانة الادب للعلامة عبدالقادر البغدادي ناقلا عن السيوطي و مصححالہ —

بمنزلہ قرآن کے هوتي — اور يهہ دو باعث سے هوا ايک تو يهہ کہ راويوں نے روايت بالمعني کو جايز سمجها اور تم ديکهوگے کہ ايک واقعہ جو پيغمبر خدا کے زمانہ ميں هوا تها — انهي تمام الفاظ ميں منقول نهيں هوا هي — جيسے ايک قصہ ميں کهيں تو " زوجتکها بما معک " اور کهيں " ملکتها بما معک " اور کهيں " خذها بما معک " الفاظ بيان هوئے هيں — اور هم يقينا جانتے هيں کہ پيغمبر خدا نے يهہ تمام الفاظ نهيں کهے بلکہ همين اس کا بهي يقين نهيں هي کہ ان ميں سے کوئي لفظ کها هي — کيونکہ ممکن هي کہ پيغمبر خدا نے ان الفاظ کا کوئي اور مرادف لفظ فرمايا هو — پهر راويوں نے وہ لفظ نہ بيان کيا هو اور اس کا مرادف لفظ کهديا هو اس لئے کہ مطلب تو معني سے هي — اور خاصکر جب بار بار سنا گيا اور لکها نہ گيا اور حافظہ پر بهروسا کيا گيا — پس ضابط وهي هي جس نے مضمون ياد رکها اور لفظ ياد رکهنا تو مشکل هي خاصکر لنبي حديثوں ميں — اور سفيان ثوري نے کها هي کہ اگر ميں تم سے کهوں کہ ميں نے جس طرح يهہ حديث سني هي اسي طرح تم سے بيان کرتا هوں تو هرگز يقين نکرنا بلکہ وہ صرف حديث کا مضمون هي — اور جو شخص ذرا بهي حديث پر غور کريگا اس کو يقين هوجائيگا کہ سب بالمعني روايت کرتے هيں — ابو حيان کهتے هيں کہ ميں نے اس مسئلہ ميں زيادہ گفتگو اس لئے کي کہ مبتدي يهہ نہ کهدے کہ نحوي عرب کے قول سے جن ميں مسلم اور کافر دونيں هيں استدلال کرتے هيں — اور الفاظ حديث سے جو بخاري اور مسلم وغيرہ ثقہ اور معتمد لوگوں سے روايت

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۳﴾

ہوئي ہیں - استدلال نہیں کرتے - پس جو شخص ہمارے پچھلے بیان کو غور سے پڑھیگا اُسے معلوم ہوجائیگا کہ نحویوں نے حدیث سے کیوں استدلال نہیں کیا .... اور ابوالحسن ابن صائغ شرح جمل میں کہتے ہیں کہ روایت بالمعنی کا جائز رکھنا ہی میرے نزدیک اسبات کا سبب ہی کہ سیبویہ جیسے نحویوں نے زبان کے کلیہ قواعد ثابت کرنے میں حدیث سے سند نہیں لي - اور اسباب میں قرآن اور عرب کے کلام پر اعتماد کیا ہی - اور اگر علما حدیث میں روایت بالمعنی کو جائز نہ رکھتے تو پیغمبر خدا کا کلام زبان فصیح کے ثابت کرنے میں زیادہ قابل اعتماد تھا کیونکہ پیغمبر خدا تمام عرب سے زیادہ فصیح تھے ــ

علامہ عبدالقادر بغدادیؔ نے خزانۃالادبؔ میں سیوطي کے قول کو نقل کرکے اسکي تصدیق کي ہی *

علماء علم حدیث نے جسقدر حدیثوں پر کوشش کي " شکر الله سعیہم " اُنکي کوشش صرف راویوں کي ثقہ اور معتمد ہونیکے دریافت کرنے میں ہوئي ــ مگر ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ جو حدیثیں معتبر سمجھي گئي ہیں اُنکے مضمون کي صحت اور عدم صحت دریافت کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا تھا - حدیثوں کي تقسیم مرفوع متصل ــ مسند وغیرہ پر کي گئي ہی ــ مگر وہ تقسیم بھي بلحاظ اسناد راویوں کے ہی - نہ بلحاظ درایت یعني بلحاظ صحت یا عدم صحت یا مشتبہ ہونے مضمون حدیث کے *

ہاں بلا شبہہ موضوع حدیثوں کے پہچاننے کے لیئے محدثین نے چند قواعد بنائے ہیں جنکے مطابق مضمون حدیث پر لحاظ کرکے اُس حدیث کو موضوع قرار دیے ہیں ــ ہم یہہ نہیں کہتے کہ صحاح سبعہ یا حدیث کي اور معتبر کتابوں میں کوئي موضوع حدیث ہی - مگر جبکہ یہہ بات تسلیم کي گئي ہی کہ روایت حدیثوں کي باللفظ نہیں ہی بلکہ بالمعنیٰ ہی اور الفاظ حدیث کے رسول خدا صلی الله علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں تو کوئي وجہہ نہیں کہ اُن حدیثوں کے مضامین کي صحت نہ جانچي جاوے - تاکہ ظاہر ہو کہ جو مضمون اُس حدیث میں بیان ہوا ہی اُس کے بیان کرنے میں راوي سے تو کوئي غلطي نہیں ہوئي - اور ہمارے نزدیک یہہ بات کہني کافي نہیں ہی کہ جب وہ حدیثیں معتبر کتابوں میں لکھي گئي ہیں تو یہہ تصور کرلینا چاہیئے کہ اُنکے مضمونوں کي صحت بھي جانچ لي گئي ہی - خصوصاً اس صورت میں کہ خود

اور هر چيز هم نے اُس کو مفصل بيان کيا هي تفصيلاً کرکے ۱۲

علماء اسلام اُن حديثوں ميں سے جو حديث کي معتبر کتابوں ميں لکهي گئي هيں متعدد حديثوں کو صحيح نهيں قرار ديتے *

تمام علما اس بات پر متفق هيں که اگر کسي حديث ميں مندرجه ذيل نقصوں ميں سے کوئي نقص پايا جاوے تو وه حديث معتبر نهيں هي بلکه موضوع هي - چنانچه شاه عبدالعزيز صاحب عجاله نافعه ميں لکهتے هيں که " علامات وضع حديث و کذب راوي چند چيزاست *

اول آنکه خلاف تاريخ مشهور روايت کند *

دوم آنکه راوي رافضي باشد و حديث در طعن صحابه روايت کند و يا ناصبي باشد و حديث در مطاعن اهلبيت باشد و علی هذالقياس *

سوم آنکه چيزے روايت کند که بر جميع مکلفين معرفت آن و عمل برآن فرض باشد واو منفرد بود بروايت *

چهارم آنکه وقت و حال قرينه باشد برکذب او *

پنجم آنکه مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايند *

ششم آنکه در حديث قصه باشد از امر حسي واقعي که اگر بالحقيقت متحقق ميشد هزاران کس آنرا نقل مي کردند *

هفتم رکاکت لفظ و معني - مثلاً لفظي روايت کند که بر قواعد عربيه درست نشود يا معني که مناسب شان نبوت و وقار نباشد *

هشتم افراط در وعيد شديد بر گناه صغيره يا افراط در وعده عظيم برفعل قليل *

نهم آنکه بر عمل قليل ثواب حج و عمره ذکر نمايد *

دهم آنکه کسي را از عاملان خود ثواب انبيا موعود کند *

يازدهم خود اقرار کرده باشد بوضع احاديث *

امام سخاوي نے فتح المغيث ميں ابن جوزي سے حديث کے موضوع هونے کي يهه نشانياں لکهي هيں *

اول — جو حديث که عقل اُس کے مخالف هو اور اُصول کے متناقض هو *

دوم — ايسي حديث که حس اور مشاهده اُس کو غلط قرار ديتا هو *

سوم — وه حديث جوکه مخالف هو قرآن مجيد يا حديث متواتر يا اجماع قطعي کے *

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِي عُنُقِهِ

چهارم — جس میں تھوڑے کام پر وعید شدید یا اجر عظیم کا وعدہ ہو *
پنجم — رکت معنی اُس روایت کی جو بیان کی گئی *
ششم — رکت یعنی سخافت راوی کی *
هفتم — منفرد ہونا راوی کا *
هشتم — منفرد ہونا ایسی روایت میں جو تمام مکلفین سے متعلق ہو *
نہم — یا ایسی بڑی بات ہو جس کے نقل کرنے کی بہت سی ضرورتیں ہوں *
دہم — جس کے جھوٹ ہونے پر ایک گروہ کثیر متفق ہو *

یہہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا یہہ خلاصہ ہی اُس کا جو ابن جوزی نے بیان کیا ہی — لیکن ہم اس مقام پر ابن جوزی کی عبارت بعینہ جو فتح المغیث میں نقل کی گئی ہی نقل کرتے ہیں *

ابن جوزی نے کہا ہی کہ جو حدیث عقل کے مخالف ہی یا اُصول کے برخلاف ہی

قال ابن الجوزي و كل حديث رايته يخالفه العقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا يتكلف اعتباره اي لا تعتبر رواته ولا تنظر في جرحهم — او يكون مما يدفعه الحس والمشاهدة — او مباينا لنص الكتاب او السنة المتواترة او الاجماع القطعي حيث لايقبل شيء من ذلك التاويل — او يتضمن الافراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير او بالوعد العظيم على الفعل اليسير و هذا الاخير كثير موجود في حديث القصاص والطرقية — و من ركة المعني لاتاكلوا القرعة حتى تذبحوا و لذا جعل بعضهم ذلك دليلا على كذب راويه و كل هذا من القرائن في المروي — و قد تكون في الراوي كقصة غياث مع المهدي و حكاية سعد بن طريف الماضي ذكرهما و اختلاق المامون بن احمد الهروي حين قيل له الاترى الشافعي ومن تبعه بخراسان ذلك الكلام القبيح حكاية

اس کو موضوع جانو اُس کے راویوں کی جرح و تعدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہی — یا حدیث میں ایسا بیان ہو جو حس و مشاہدہ کے برخلاف ہی — یا قرآن یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہی — جن میں سے ایک کی بھی تاویل نہیں ہوسکتی — یا تھوڑے سے کام پر بہت سے عذاب یا ثواب کا ذکر ہو — اور یہہ اخیر مضمون قصہ گویوں اور بازاریوں کی حدیثوں میں بہت کثرت سے پایا جاتا ہی — یا معنی رکیک و سخیف ہوں جیسے اس حدیث میں کہ کدو کو بغیر ذبح کیئے نہ کھاؤ — اسی لیئے اس رکت معنی کو بعض نے راوی کے کذب پر دلیل گردانا ہی — اور یہہ سب قرینے تو روایت میں ہوتے ہیں اور کبھی راوی میں ایسا قرینہ

اور هر انسان کے ساتهه لگادیا هی هم نے أسکي شامت اعمال کو أسکي گردن میں

الحاکم فی المدخل قال بعض المتاخرین وقدرایت رجلا قام یوم جمعة قبل الصلوة فابتدأ لیورده فسقط من قامته مغشیا علیه — او انفراده عمن لم یدرکه بمالم یوجد عند غیرهما او انفراده بشيء مع کونه فیما یلزم المکلفین علمه وقطع العذر فیه کما قرره الخطیب في اول الکفایه — او بامر جسیم یتوفر الدواعي علی نقله کحصرالعدو للحاج عن البیت او بما صرح بتکذیبه فیه جمع کثیر یمتنع فی العادة تواطئهم علی الکذب و تقلید بعضهم بعضا —
(فتح المغیث صفحه ۱۱۴) —

هوتا هی جیسے غیاث کا قصه مهدي کے ساتهه اور سعد بن طریف کي حکایت جن کا ذکر هوچکا هی اور ابن احمد هروي کا وه بیهوده کلام (نسبت امام شافعي کے) گهڑلینا جب أس سے کہا گیا که کیا تو شافعي کو نہیں دیکهتا اور أن کو جو أس کے تابع هیں خراسان میں — حاکم نے اسکو مدخل میں بیان کیا هی — اور متاخرین میں سے ایک نے کہا هی که میں نے ایک مرد کو دیکہا که جمعه کے دن نماز سے پہلے کهڑا هوا اور چاها که أسکو بیان کرے پهر بیهوش هوکر گر پڑا — یا راوي کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جو اوروں کے پاس نہیں هی — أن لوگوں سے جنهوں نے أس حدیث کو نہیں سنا — یا اس کا منفرد هونا ایسي حدیث میں جس کے مضمون کا جاننا تمام مکلفین کو نهایت ضروري هی — یا ایسے عظیم الشان واقعه کا بیان جس کے نقل کرنے کي بہت سے لوگوں کو ضرورت هی — جیسے کعبه سے حاجیوں کے ایک گروه کا روکا جانا یا ایسا بیان جس کو اتني بڑي جماعت نے جهٹلا دیا هی جن کا جهوٹ پر اتفاق کرنا اور ایک دوسرے کي تقلید کرنا عادة ناممکن هی *

اور جو قبیح الفاظ حضرت امام شافعي کي نسبت کہے گئے تهے وه یهه هیں — که

و قیل لمامون بن احمد الهروي الا تری الی الشافعي و من تبعه بخراسان فقال حدثنا احمد بن عبدالبر حدثنا عبدالله بن معدان الازدي عن انس مرفوعاً یکون في أمتي رجل یقال له محمد بن ادریس اضر علی أمتي من ابلیس —
(تدریب الراوي صفحه ۱۰۰) —

مامون بن احمد هروي سے کہا گیا که کیا تونے شافعي کو نہیں دیکہا اور أنکو جو خراسان میں أس کے تابع هیں تو أس نے کہا هم سے احمد بن عبدالبر نے اور أس سے عبدالله بن معدان ازدي نے انس سے مرفوعاً حدیث بیان کي هی که میري أمت میں ایک شخص هوگا جس کو محمد بن ادریس (امام شافعي) کہینگے — وه میري أمت کو شیطان سے زیاده نقصان پهنچائیگا *

وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور تدريب الراوي ميں لكها هى كه موضوع هونے كے اُن قرينوں ميں سے جو خود روايت كے ديكهنے سے معلوم هوتے هيں — وه قول هى جو خطيب سے منقول هى اور اُسنے ابوبكر بن الطيب سے نقل كيا هى — كه موضوع هونيكے تمام دلايل ميں سے ايك يهه هى كه حديث اس طرح عقل كے مخالف هو كه اسكي تاويل نه هو سكتي هو اور اسي ذيل ميں وه حديث هى جس كا مضمون حس و مشاهده كے برخلاف هو — يا كتاب الله يا حديث متواتر يا اجماع قطعي كے خلاف هو *

ومما يدخل في قرينة حال المروي ما نقل عن الخطيب عن ابي بكر بن الطيب ان من جملة دلايل الوضع ان يكون مخالفا للعقل بحيث لايقبل التاويل و يلتحق به مايدفعه الحس والمشاهدة او يكون منافيا لدلالة الكتاب القطعية او السنة المتواترة او الاجماع القطعي (تدريب الراوي صفحه ۹۹) —

اور اسي كتاب ميں درباب مخالفت عقل و نقل يهه لكها هى كه اُن حديثوں ميں سے جو عقل كے مخالف هيں — ايك وه هى جو ابن جوزي نے عبدالرحمن سے اور اُس نے اپنے باپ زيد سے اور اُس نے اپنے باپ سالم سے مرفوعاً بيان كي هى كه نوح كي كشتي نے كعبه كے گرد سات دفعه طواف كيا اور مقام ابراهيم كے نزديك دو ركعت نماز پڑهي *

و من المخالف للعقل ما رواه ابن الجوزي من طريق عبدالرحمن بن زيد بن سالم عن ابيه عن جده مرفوعاً ان سفينة نوح طافت با لبيت سبعا وصلت عند المقام ركعتين — (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

اور اسي كتاب ميں لكها هى كه ابن جوزي كهتے هيں كسي نے كيا اچها كها هى كه جب تو حديث كو عقل يا نقل يا اصول كے خلاف پائے — سمجهه لے كه وه موضوع هى — اور اصول سے مخالف هونے كے معني يهه هيں نه وه حديث دواوين اسلام سے يعني مسانيد اور حديث كي مشهور كتابوں سے خارج هو *

وقال ابن الجوزي ما احسن قول القايل اذا رايت الحديث يباين المعقول او يخالف المنقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع و معني مناقضة للاصول ان يكون خارجا عن دواوين الاسلام من المسانيد والكتب المشهورة (تدريب الراوي صفحه ۱۰۰) —

ابن جوزي نے جو مناقضة للاصول كے معني ميں يهه لكها هى كه وه حديث دواوين اسلام يعني كتب حديث اور كتب مشهوره ميں نهو اس قيد كو هم صحيح نهيں قرار ديتے — كيونكه يهه بات مسلم هى كه صحابه كرام رضي الله تعالى عنهم اجمعين يا اُن كے بعد جو حديث كے راوي هيں معصوم نه تهے — اور يهه بهي تسليم هى كه احاديث كي

اور ہم نکالینگے اُس کے لیئے قیامت کے دن ایک کتاب پاویگا اُس کو کھلا ہوا ۱۳

روایت بالمعنی ہی بلفظہ نہیں ہی = پس اگر اُن حدیثوں میں جو حدیث کی مروجہ کتابوں میں مندرج ہیں منجملہ مذکورہ بالا نقصوں کے کوئی نقص پایا جاوے تو کیا وجہ ہی کہ ہم اُس حدیث کی نسبت یہہ نہ خیال کریں کہ راوی سے بیان کرنے میں یا مضمون کے سمجھنے میں کچھہ غلطی ہوئی ہی اور اس بات کو فرض کرلینا کہ جب وہ حدیث کتب حدیث میں مندرج ہوگئی ہی تو اُس میں کچھہ غلطی نہیں ہی ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہی — اور راویوں کو معصومیت کا درجہ دینا ہی *

نقل اور عقل میں مخالفت

جبکہ نقل اور عقل میں مخالفت ہو تو ابن تیمیہ کی یہہ راے ہی کہ نقل کو عقل پر مقدم کیا جاوے — کیونکہ وہ دلیل عقلی کا نقل کے خلاف ہونا محال سمجھتا ہی اور ابن رشد کا یہہ خیال ہی کہ اگر نقل پر بخوبی غور کی جاوے اور اُس کے ما سبق اور مالحق پر لحاظ کیا جاوے تو خود نقل سے ظاہر ہوگا کہ وہ ماول ہی اور اُس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نہیں رہیگی اور وہ اقوال یہہ ہیں *

قول ابن تیمیہ

فلو قال قایل اذا قام الدلیل العقلي القطعي علی مناقضة هذا (السمعي) فلا بد من تقدیم احدهما فلو قدم هذا السمعي قدح في أصله وان قدم العقلي لزم تکذیب الرسول فیما علم بالاضطرار انه جاء به و هذا هوالکفر الصریح فلابد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه یمتنع ان یقوم عقلي قطعي یناقض هذا فتبین ان کلما قام علیه دلیل قطعي سمعي یمتنع ان یعارضه قطعي عقلي – (کتاب العقل و النقل لابن تیمیه صفحه ۱۹) نسخهٔ قلمي –

پس اگر کوئی کہے کہ جب یقینی دلیل عقلی سمعی دلیل کے خلاف ہو تو دونوں میں سے ایک کو مقدم کرنا ناگزیر ہوگا پس اگر سمعی دلیل مقدم کی جاوے تو اصل کے خلاف ہوگا اور عقلی دلیل مقدم کی جاوے تو رسول کو جھٹلانا لازم آویگا ایسی بات میں جس کی نسبت اضطراری علم ہی کہ رسول نے فرمایا ہی اور یہہ کھلا ہوا کفر ہی پس اسبات کا اُن کو جواب دینا چاہیئے اور جواب یہہ ہی کہ یہہ بات نا ممکن ہی کہ کوئی یقینی عقلی دلیل سمعی دلیل کے خلاف ہو پس ظاہر ہوگیا کہ جس بات پر یقینی سمعی دلیل قایم ہو محال ہی کہ یقینی عقلی دلیل اُس کے خلاف ہو *

اِقْرَأْ كِتٰبَكَ

قول ابن رشد

اور ہمکو پورا یقین ہی کہ جس بات پر دلیل ہو اور ظاہر شرع اُس کے خلاف ہو

ونحن نقطع قطعا ان كل ما ادى اليه البرهان و خالفه ظاهر الشرع ان ذلك الظاهر يقبل التاويل على قانون التاويل العربي و هذه القضية لايشك فيها مسلم ولا يرتاب بها مومن وما اعظم ازدياد اليقين بها عند من زاول هذا المعني و جربه و قصد هذا المقصد من الجمع بين المعقول والمنقول بل نقول انه مامن منطوق به في الشرع مخالف بظاهره لما ادى اليه البرهان الااذا اعتبر الشرع و تصفحت سائر اجزايه و وجد في الفاظ الشرع مايشهد بظاهره لذلك التاويل او يقارب ان يشهد —
(كتاب فصل المقال و تقرير ما بين الشريعة والحكمة من الاتصال لابن رشد) —

تو وہ ظاہر عربی کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل ہوگا اور یہہ قضیہ ہی جس میں کسی مسلم اور مومن کو شک نہیں ہوسکتا اور اُس شخص کو اُس قضیہ کا یقین کتنا بڑہ جاتا ہی جس نے اُس کی مشق اور تجربہ کیا ہو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا چاہا ہو — بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جب کوئی ظاہر شرع اُس بات کے خلاف ہو جس پر دلیل قایم ہو چکی ہی تو ایسا نہیں ہی کہ جب شرع کا لحاظ کیا جاوے اور اُس کے تمام حصوں میں تلاش ہو تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاہر نہ ملے کہ اُس تاویل کے موافق ہو جو ظاہر شرع کی تاویل کی ہی اگر بعینہ ایسا نہ ہوگا تو اُس کے قریب ہوگا *

اور شریف مرتضی علم الہدی کا جو شیعوں کا ایک بہت بڑا عالم ہی اس باب میں یہہ قول ہی کہ اعتقادات میں بس اُنہی باتوں پر اعتماد کرنا چاہیئے جو دلیلوں سے اثباتا

اعلم ان المعول فيما يعتقد على ماتدل الادلة عليه من نفي واثبات فاذا دلت الادلة على امر من الامور وجب ان نبني كل وارد من الاخبار اذا كان ظاهره بخلافه عليه و نسوقه اليه و نطابق بينه و بينه و نجلي ظاهرا ان كان له و نشرط ان كان مطلقا و نخصه ان كان عاما و نفصله ان كان مجملا و نوفق بينه و بين الادلة من كل طريق اقتضى الموافقة وآل الى المطابقة و اذا كنا نفعل ذلك ولا

یا نفیا ثابت ہوں پس جب دلیلیں کسی بات پر دلالت کریں پس واجب ہی کہ جو خبریں ظاہر میں اُس بات کے خلاف ہوں اُن خبروں کو ہم اُس بات کی طرف کھینچ لاویں اور اُس سے مطابق کردیں اور اُن خبروں کے ظاہر کو چھوڑ دیں اور مطلق ہو تو شرط لگادیں اور عام ہوں تو خاص کردیں اور مجمل ہوں تو تفصیل کردیں اور جس راہ سے ہو اُن

پڑہ اپني کتاب کو

تحتشمه في ظواهر القرآن المقطوع على صحته المعلوم وروده فكيف نتوقف عن ذلك في اخبار آحاد لاتوجب علما ولا تثمر يقينا فمتى وردت عليك اخبار فاعرضها على هذه الجملة و ابنها عليها وافعل فيها ما حكمت به الادلة واوجبت الحجج العقلية و ان تعذر فيها بناء وتاويل و تخريج و تنزيل فليس غير الاطراح لها و ترك التصريح عليها و لو اقتصرنا على هذه الجملة لاكتفينا فيمن يتدبر و يتفكر —

(درر غرر شريف مرتضى علم الهدى)

خبروں میں اور دلیلوں میں مطابقت کردیں *
اور جب هم قرآن کے ظواهر کي نسبت جن کي صحت یقیني هی اور جن کا نازل هونا قطعي هی ایسا کرتے هیں تو اخبار احاد کي بابت جو علم اور یقین کا موجب نهیں هوتیں ایسا کرنے میں کیوں رکینگے پس جب تجهه پر خبریں وارد هوں تو اُن کو دلیلوں سے مقابله کر لو اور جو مقتضا دلیلوں کا هو اُن خبروں کي نسبت وهي برتاؤ کر اور اگر اُن کي تاویل اور نکالنا اور اُتارنا نه هوسکے تو سواے گرا دینے خبروں اور اُن کي تصریح چهوڑ دینے کے کیا چارہ هی اور اگر هم ان باتوں پر اقتصار کریں تو اُن لوگوں کے لیئے جو تامل اور اور فکر کرتے هیں کافي هوگا *

اس بیان سے دو باتیں ظاهر هوتي هیں اول یهه که الفاظ احادیث کے اور خصوصا احادیث طوال کے جیسیکه معراج کي حدیثیں هیں راویوں کے الفاظ هیں اور وہ لفظ بعینه نهیں هیں جو رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمائے تهے *

دوم یهه که جب نقل صحیح اور عقل قطعي میں مخالفت هو (ابن تیمیه کے نزدیک تو مخالفت هو هي نهیں سکتي اور ابن رشد کے نزدیک نقل پر غور کرنے سے ضرور ایسي بات نکلیگي جس سے مخالفت دور هو جاویگي) اور نه ابن تیمیه کے یقین کے مطابق اور نه ابن رشد کے قول کے موافق اُن میں تطبیق هو سکے تو اگر اس کے راوي نامعتمد هیں تو وہ حدیث موضوع سمجهي جاویگي اور اگرمعتمد هوں تو بنین اسباب کا هوگا که وہ قول رسول خدا صلی الله علیه و سلم کا نهیں هی اور اُس کے بیان میں راویوں سے کچهه سهو و غلطي هوئي هی اور اگر وہ قول پیغمبر مانا جاوے تو ضرور اُسکے معني اور مقصد سمجهنے میں کچهه غلطي هی *

مگر هم کو یهه بیان کرنا چاهیئے که کن امور کو هم عقل قطعي کے مخالف قرار دیتے هیں اُن میں سے ایک تو ممتنعات عقلي هیں اور دوسرے ممتنعات استقرائے جو کلیه کي حد تک پهونچ گئے هوں اور جو قانون فطرت سے موسوم هوتے هیں *

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۵﴾

مثلا جز کا کل کي برابر ہونا يا مساوي کے مساوي کا مساوي نہونا يا موجود بالذات غير مخلوق کا کسيکو اپنے مثل پيدا کرنا ممتنعات عقلي سے ہيں *

استقراء جس ميں تجربہ اور امور بھي داخل ہيں جو تحقيقات علمي سے ثابت ہوئے ہيں جب کلي ہونے کي حد تک پہونچ جاتا ہی اور جس سے قانون فطرت ثابت ہوتا ہی اُس کي مخالفت ہونا ممتنعات استقرائي سے ہی اور اُس کو بھي طردا للباب ممتنعات عقلي سے تعبير کيا جاتا ہی مثلا انسان کا مستقيم القامت بادي البشرہ عريض الاظفار ہونا استقراء کلي سے ثابت ہوتا ہی *

اسي استقراء سے جو اُمور ثابت ہوئے ہيں وہي قانون فطرت کہلاتے ہيں اور اُن ميں تغير و تبدل نہيں ہوسکتا اور جبکہ اُن ميں تغير و تبديل ہونا ممتنعات عقلي سے ہی اسي طرح مذہب اسلام ميں از روے نقل کے بھي اُن ميں تغير و تبديل ہونا ممتنعات سے ہی قرآن مجيد ميں جا بجا فرمايا ہی " لا تبديل لخلق الله و لن تجد لسنة الله تبديلا " پس قانون فطرت کے بر خلاف ہونا ممتنعات عقلي ميں سے ہی *

اسي بنا پر حديث صلواة سفينة نوح عند المقام اور حديث ردالشمس ان کان مرادہ حقيقتا ردها اور حديث شق القمر تسليم نہيں کي جاتي خواہ اُن کو موضوع کہا جاوے اگر اُن کے راوي کاذب البيان ہوں يا نا سمجھي اور غلط فہمي راويوں سے تعبير کہا جاوے اگر اُن کے راوي عادل ہوں *

معراج کے متعلق جسقدر حديثيں ہيں اُن ميں آنحضرت صلعم کا بجسدہ جبرئيل کا ہاتھہ پکڑ کر خواہ براق پر سوار ہوکر يا پرند جانور کے گھونسلے ميں بيٹھہ کر جو درخت ميں لٹکا ہوا تھا بيت المقدس تک جانا اور وہاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشريف لے جانا يا بذريعہ ايک سيڑھي کے جو آسمان تک لگي ہوئي تھی چڑہ جانا خلاف قانون فطرت ہی اور اس ليئے ممتنعات عقلي ميں داخل ہی اگر ہم اُن کے راويوں کو ثقہ اور معتبر تصور کرليں تو بھي يہہ قرار پاويگا کہ اُن کو اصل مطلب کے سمجھنے اور بيان کرنے ميں غلطي ہوئي مگر اُس واقعہ کي صحت تسليم نہيں ہوسکتي کي اس ليئے کہ ايسا ہونا ممتنعات عقلي ميں سے ہی — اور يہہ کہدينا کہ خدا ميں سب قدرت ہی اُس نے ايسا ہي کرديا ہوگا جہال اور نا سمجھہ بلکہ مرفوع القلم لوگوں کا کام ہی نہ اُن کا جو دل سے اسلام پر يقين کرتے ہيں اور دوسروں کو اُس پر يقين دلانا اور اعلاے کلمة الله چاہتے ہيں *

کافي هي تو آپ آج کے دن اپنے پر حساب لینے والا (۸)

واقعات خلاف قانون فطرت کے وقوع کا ثبوت اگر گواهان رویت بهي گواهي دیں تو محالات سے هی اس لیئے که اُس وقت دو دلیلوں جو ایک هي حیثیت پر مبني هیں سامنے هوتي هیں ایک قانون فطرت جو هزاروں لاکهوں تجربوں سے جولاً بعد جیل و زماناً بعد زمان ثابت هی — اور ایک گواهان رویت جن کا عادل هونا بهي تجربه سے ثابت هوا هی پس اس کا تصفیه کرنا هوتا هی که دونوں تجربوں میں کونسا تجربه ترجیح کے قابل هی قانون فطرت کو غلط سمجهنا یا راوي کي سمجهه اور بیان میں سهوو غلطي کا هونا — کوئي ذي عقل تو قانون فطرت پر راوي کے بیان کو ترجیح نهیں دے سکتا — قول پیغمبر بلا حجت قابل تسلیم هی مگر کلام تو اسي میں هی که قول پیغمبر هی یا نهیں *

اب هم غور کرتے هیں احادیث معراج پر جن میں صاف پایا جاتا هی که وه ایک واقعه هی جو سوتے میں آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے دیکها تها اور دلالت النص سے بهي یهي پایا جاتا هی اور صحاح کي کسي حدیث سے نهیں پایا جاتا که حالت بیداري میں آپ نے دیکها اور بجسده آپ بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے گئے بلکه برخلاف اس کے چند حدیثوں میں سونے کي حالت پائي جاتي هی تو همارا اور هر ذي عقل کا بلکه هر مسلمان کا فرض هی که اُس کو ایک واقعه خواب کا تسلیم کرے اور ابن رشد کے قول کو صحیح سمجهے که اگر نقل میں کوئي بات خلاف عقل معلوم هوتي هی تو خود نقل اور اُس کے ما سبق و مالحق پر غور کرنے سے وه مخالفت دور هوجاتي هی نه یهه که تاویل بعیده اور رکیکه اور دلایل فرضي دور ازکار سے اُسکو ایسا واقعه بنا دے جو حقیقت کے بهي ایسا هي مخالف هو جیساکه عقل کے اور مذهب اسلام کي بنیاد مستحکم کو توڑ کر ریت پر بلکه پاني پر اُس کي بنیاد رکهے والله یهدي من یشاء الی صراط مستقیم *

شق صدر

منجمله واقعات معراج کے شق صدر کا بهي واقعه هی جس کو هم بالتخصیص بیان کرنا چاهتے هیں کیونکه اُس کي نسبت ایسي بهي حدیثیں هیں جن سے معلوم هوتا هی که علاوه معراج کے اور دفعه بهي شق صدر هوا تها *

بخاري میں تین حدیثیں ابوذر سے اور دو حدیثیں مالک ابن صعصعه سے اور ایک حدیث مسلم میں اور ایک نسائي میں مالک ابن صعصعه سے اور بخاري میں ایک

مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ

حدیث انس ابن مالک سے اور مسلم میں دو حدیثوں انس ابن مالک سے مروي هیں جن میں شق صدر کا واقعہ معراج کے واقعات کے ساتھہ بیان ہوا هی *

علاوہ اسکے اور روایتوں سے جن میں سے مسلم کي بھي ایک حدیث هیَ جو انس ابن مالک سے مروي هی معلوم ہوتا هی کہ علاوہ معراج کے چار دفعہ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا هی اور یہہ اختلاف روایات اس امر کا باعث ہوا هی کہ اُن کي تطبیق کے خیال سے لوگوں نے متعدد دفعہ شق صدر کا ہونا قرار دیا هی مگر یہہ محض غلطي هی — ابن قیم نے معراج کي مختلف روایات کے سبب جن لوگوں نے تعدد معراج کو مانا هی اُن کي نسبت لکھا هی کہ مختلف روایات سے تعدد واقعہ کا ماننا بالکل خبط هی اور یہہ طریقہ ظاهري المذهب ضعیف راویوں کا هی جو سارے قصہ میں روایت کے ایک لفظ کو دوسري روایت کے مخالف پاکر ایک جدا واقعہ ٹھہراتے هیں اور جتني مختلف روایتیں ملتي جاتي هیں اُتنے هي جدا واقعات خیال کرتے هیں پس مناسب هی کہ اول هم اُن حدیثوں اور روایتوں کو اس مقام پر نقل کردیں *

و کل هذا خبط و هذه طریقة ضعفاء الظاهریة من ارباب النقل الذین اذا راوا فی القصة لفظة تخالف سیاق بعض الروایات جعلوه مرة اخری فکلما اختلف علیهم الروایات عددوا الوقایع (زاد المعاد ابن قیم صفحہ ۲۰۳)—

شق صدر عند حلیمة فی بني اللیث

انس بن مالک کہتے هیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھہ کھیل رہے تھے جبرئیل آئے اور آپ کو پکڑکر زمین پر پچھاڑا اور آپ کے دل کو چیرکر نکالا اور اُس میں سے ایک پھٹکي نکالي اور کہا یہہ تجھہ میں شیطان کا حصہ تھا پھر دل کو سونے کے لگن میں آب زمزم سے دھویا اور زخم اچھا کرکے وهیں رکھدیا جہاں تھا — لڑکے دوڑتے ہوئے آپ کي ماں یعني دودھ پلائي کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے لوگ آنحضرت کي طرف دوڑے دیکھا کہ آپ کے

عن انس بن مالک رضي اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتاه جبرئیل وهو یلعب مع الغلمان فاخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب فاستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشیطان منک ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لایمه ثم اعاده في مکانه و جاء الغلمان یسعون الی امه یعني ظئره فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوه وهو منتقع اللون قال انس فکنت اری اثر المخیط في صدره —
(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۹۲)

جس شخص نے هدايت پائي پھر اسکے سوا کچھ نہيں کہ اُس نے هدايت پائي اپنے بھلے کے ليئے

چہرہ کا رنگ متغير هی — انس کہتے هيں کہ ميں حضرت کے سينہ پر ٹانکوں کے نشان ديکھتا تھا *

بيہقي اور ابن عساکر وغيرہ نے حليمہ کے قصہ ميں ابن عباس کي يہہ روايت بيان کي هی کہ خدا کي قسم همارے آنے کے دو تين مہينے بعد آنحضرت همارے گھر کے پيچھے جہاں همارے جانور چرتے تھے اپنے دودہ شريک بھائي کے ساتھہ کھيل رهے تھے کہ آپ کا رضاعي بھائي دوڑتا آيا اور اُس نے کہا کہ دو شخص سفيد کپڑے پہنے هوئے آئے اور اُنہوں نے ميرے قريشي بھائي کو زمين پر لٹاکر اُس کا پيٹ چير ڈالا — ميں اور اُس کا باپ دونوں اُن کے ڈھونڈنے کو دوڑے — هم ديکھتے هيں کہ وہ کھڑے هيں اور چہرے کا رنگ متغير هی — باپ نے اُن کو گلے سے لگاليا اور پوچھا بيٹا ! تمھارا کيا حال هی — کہا دو سفيد پوش آدمي آئے اور اُنہوں نے مجھکو زمين پر لٹايا اور ميرا پيٹ چير ڈالا پھر پيٹ ميں سے کوئي چيز نکال کر پھينک دي اور اس کو ويساهي کرديا جيسا تھا *

• اخرج البيهقي و ابن عساکر وغيرهم عن ابن عباس (في قصة حليمة) فوالله انه لبعد مقدمنا بشهرين او ثلاثة مع اخيه من الرضاعة لفي بهم لنا خلف بيوتنا جاء اخوه يشتد فقال ذاک اخي القريشي قد جاءه رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاه و شقا بطنه فخرجت انا و ابوه نشتد نحوه فنجده قائما منتقعا لونه فاعتنقه ابوه و قال اي بني ماشانک قال قدجاء ني رجلان عليهما ثياب بيض فاضجعاني فشقا بطني ثم استخرجا منه شيئا فطرحاه ثم رداه کما کان —

(مواهب لدنيه نسخه قلمي صفحه ۳۵) —

ابويعلي — ابو نعيم اور ابن عساکر نے شداد بن اوس کي حديث ميں جو بني عامر کے ايک شخص سے مروي هی بيان کيا هی کہ رسول خدا نے فرمايا جب ميں قبيلہ بني ليث ميں دودہ پيتا تھا ايک دن لڑکوں کے ساتھہ ميدان ميں کھيل رها تھا کہ تين شخص آئے جن کے پاس سونے کا لگن برف سے بھرا هوا تھا — اُنہوں نے لڑکوں کے درميان سے مجھکو اُٹھاليا اور سب لڑکے بھاگ کر قبيلہ کي طرف چلے گئے — اُن شخصوں

وفي حديث شداد ابن اوس عن رجل من بني عامر عند ابي يعلي و ابي نعيم و ابن عساکر ان رسول الله صلی الله عليه و سلم قال کنت مسترضعا في بني ليث بن بکر فبينما انا ذات يوم في بطن واد مع اتراب من الصبيان اذانا برهط ثلاثة معهم طست من ذهب ملیء ثلجا فاخذوني من بين اصحابي و انطلق الصبيان هرابا مسرعين الي الحي فعمد احدهم فاضجعني

وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

الى الارض اضجاعا لطيفا ثم شق ما بين مفرق صدري الى منتهى عانتي و انا انظر اليه لم اجد لذلک مسا ثم اخرج احشاء بطني ثم غسلها بذلک الثلج فانعم غسلها ثم اعادها مكانها ثم قام الثاني فقال لصاحبه تنحى ثم ادخل يده في جوفي فاخرج قلبي وانا انظر اليه فصدعه ثم اخرج منه مضغة سوداء فرمي بها ثم قال بيده يمنة و يسرة كانه يتناول شيئا فاذا بخاتم من نور يحار الناظر دونه فختم به قلبي فامتلاء نورا وذلک نور النبوة والحكمة ثم اعادہ مكانه فوجدت برد ذلک الخاتم في قلبي دهرا ثم قال الثالث لصاحبه تنحى فامر يده بين مفرق صدري الى منتهى عانتي - فالتأم ذلک الشق باذن الله تعالى ثم اخذ بيدي فانهضني من مكاني انهاضاً لطيفاً ثم قال الاول زنه بعشرة من أمته فوزنوني بهم فرجحتهم ثم قال زنه بمائة من أمته فرجحتهم فقال دعوہ فلو وزنتموه بامته كلها لرجحهم ثم ضموني الى صدور هم وقبلوا راسي و ما بين عيني ثم قالوا يا حبيب لم ترع انک لو تدري ما يرادبک من الخير لقرت عيناک -

(مواهب لدنيه نسخه قلمي "صفحه ۳۵ و ۳۶) —

میں سے ایک نے مجھکو آهسته زمین پر لٹا دیا — اور میرے پیٹ کو سینه کے سرے سے پیڑو تک چیر ڈالا — میں دیکھه رها تها اور مجھکو کوئي تکلیف معلوم نہیں هوتي تهي - پهر اس نے میرے پیٹ کي آنتوں کو نکالکر برف میں اچهي طرح دهویا — اور اُن کو اسي جگهه رکهدیا - پهر دوسرا آدمي کهڑا هوا اور اُس نے اپنے ساتهي سے کها تو هٹ جا پهر اُس نے میرے پیٹ میں هاتهه ڈال کر میرا دل نکالا اور میں دیکهتا تها پهر اس کو چیر کر ایک کالي پهٹکي اس میں سے نکالکر پهینکدي — پهر اُس نے هاتهه سے دائیں بائیں اشارہ کیا گویا کسي چیز کو لینا چاهتا هے — پهر ایک نور کي مہر سے جس کو دیکهکر آنکهیں چندهیائیں میرے دل پر مہر کي اور اس کو نور سے بهردیا وہ نور نبوت اور حکمت کا تها پهر دل کو اُسي جگهه رکهدیا — اُس مہر کي ٹهنڈک ایک مدت تک میرے دل میں محسوس هوتي رهي پهر تیسرے شخص نے اپنے رفیق سے کها توهٹ جا پهر اُس نے میرے سینه کے سرے سے پیڑو تک هاتهه پهیرا خدا کے حکم سے زخم بهر آیا — پهر آهسته هاتهه پکڑ کر مجھکو اُٹهایا - پہلے شخص نے کها که اس کي اُمت میں سے دس آدمیوں کے ساتهه اس کو تولو — اُنهوں نے مجهکو تولا میں وزن میں ان سے زیادہ نکلا پهر اس نے کها اب کے سو آدمیوں کے ساتهه تولو — میں وزن میں اُن سے بهي زیادہ نکلا - اس نے کها اُن کو چهوڑ دو اگر ساري اُمت کے ساتهه ان کو تولوگے تو پهر بهي یهه وزن میں زیادہ نکلینگے پهر اُنهوں نے مجھکو چهاتي

اور جو گمراہ ہوا اس کے سوا کچھہ نہیں کہ گمراہ ہوا اپنے نقصان کے لئے

سے لگایا اور میرے سر اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر کہا اے عزیز اندیشہ نکرو اگر تمکو معلوم ہوتا کہ خدا تم سے کیا بھلائی کرنی چاہتا ہی تو تم ضرور خوش ہوتے *

بیہقی میں ابن عباس کی روایت میں ہی کہ حلیمہ کہتی ہیں ناگاہ میرا بیٹا ضمرہ دوڑتا ہوا خوف زدہ اور روتا ہوا آیا اس کے ماتھے سے پسینہ ٹپکتا تھا — اور پکارتا تھا اے باپ اے ماں جاؤ محمد سے ملو تم انکو مردہ پاؤگے — خدا اُنکو پناہ میں رکھے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور ہمارے درمیان سے اُن کو اُٹھاکر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور اُن کے سینہ کو پیڑو تک چیر ڈالا اور اسی روایت میں ہی کہ آنحضرت نے فرمایا تین شخص آئے ایک کے ہاتھہ میں چاندی کا لوٹا اور دوسرے کے ہاتھہ میں زمرد سبز کا لگن تھا *

فی روایۃ ابن عباس عند البیہقی قالت حلیمۃ اذ انا با بنی ضمرۃ یعد و فزعاً وجبینہ یرشح باکیا ینادی یا ابت یا اماہ الحقا محمداً فما تلحقاہ الا میتا اعاذہ اللہ من ذلک اتاہ رجل فاختطفہ من او ساطنا و علابہ ذروۃ الجبل حتی شق صدرہ الی عانتہ و فیہ انہ علیہ السلام قال اتانی رھط ثلاثۃ بید احدھم ابریق من فضۃ و فی ید الثانی طست من زمرد اخضر —

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۶)

شق صدرہ فی غار حرا

ابو النعیم نے بیان کیا ہی کہ جبرئیل اور میکائیل دونوں نے آنحضرت کے سینہ مبارک کو چیرا اور دھویا پھر کہا پڑہ خدا کے نام سے — اور ایسا ہی طیالسی اور حارث نے اپنی مسندوں میں (غار حرا میں آنحضرت کے شق صدر کا) ذکر کیا ہی *

روی ابو النعیم ان جبرئیل و میکائیل شقا صدرہ و غسلاہ ثم قال اقرا باسم ربک — و کذا روی شق صدرہ الشریف ھھنا الطیالسی والحارث فی مسندیہما —

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۴۹ و ۵۰) —

شق صدرہ و ھو ابن عشر

اور ابو نعیم نے دلایل النبوت میں ایک اور شق صدر کا بیان کیا ہی جبکہ آنحضرت کی دس برس کی عمر تھی اور عبدالمطلب کے ساتھہ اُنکا ایک قصہ بیان کیا ہی *

وروی شق ایضا وھو ابن عشر و نحوھا مع قصۃ لہ مع عبدالمطلب ابونعیم فی الدلایل

(مواہب لدنیہ نسخہ قلمی صفحہ ۳۶)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

شق صدره مرة خامسة

وروي خامسة (اي مع شق صدرہ فی المعراج) ولايثبت - (مواهب لدنيه‌نسخه قلمي صفحه ۳۶) —

پانچویں دفعه بهي شق صدر بیان کیا گیا هی مگر ثابت نہیں هی *

جو اختلافات که ان روایتوں میں هیں وہ خود اُن سے ظاهر هیں - مگر منجمله ان روایتوں کے ابن عساکر - شداد ابن اوس — ابن عباس - انس کي روایتیں ایسي هیں جن میں خاص ایک وقت اور ایک مقام اور ایک زمانه کا قصه شق صدر مذکور هی - یعني جبکه آنحضرت بني لیث میں حلیمه کےگهر تشریف رکهتے تهے - یهه چاروں روایتیں با جودیکه ایک وقت اور ایک زمانه اور ایک مقام کي هیں ایسي مختلف هیں که کسیطرح اُن میں تطبیق نہیں هوسکتي - اور اس لیئے اُن میں سے کوئي روایت بهي قابل احتجاج کے نہیں *

۱ — اختلاف اس باب میں که کتنے شخص یا فرشتے شق صدر کے لیئے آئے

ابن عساکر کي حدیث میں هی — که دو آدمي سفید کپڑے پہنے هوئے آنحضرت کے پاس آئے *

شداد ابن اوس کي حدیث میں هی - که ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا *

ابن عباس کي حدیث میں هی که ایک آدمي آیا اور آنحضرت کو اُٹها لے گیا - اور یهه بهي هی که تین شخص آئے *

انس کي حدیث میں هی که جبریل آنحضرت کے پاس آئے *

۲ — جو چیزیں که اُن شخصوں کے پاس تهیں اُنمیں اختلاف

شداد ابن اوس کي حدیث میں هی که اُن کے پاس ایک طشت تها سونے کا برف سے بهرا هوا *

ابن عباس کي حدیث میں هی که ایک کے هاتهه میں چاندي کي چهاگل تهي اور دوسرے کے هاتهه میں سبز زمرد کا طشت *

اور نهين بوجهه أتهاتا كوئي بوجهه أتهانے والا بوجهه دوسرے کا

ابن عساکر اور انس کي حديث ميں ان چيزوں ميں سے کسي کا ذکر نہيں هے *

۳ — اختلاف آنحضرت کے زمين پر لٹانے کي نسبت

ابن عساکر اور شداد ابن اوس کي حديث ميں هے که آنحضرت کو زمين پر لٹايا — (يعني حليمه کے گھر کے پيچھے جو ميدان تها أس ميں) *

ابن عباس کي حديث ميں هے که آنحضرت کو أٹھاکر پہاڑ کي چوٹي پر لے گئے اور وهاں لٹايا *

انس کي حديث ميں اس کا کچھه ذکر نہيں هے *

۴ — اختلاف نسبت شق صدر و غسل قلب وغيره

ابن عساکر کي حديث ميں هے که آنحضرت کا پيٹ چيرا اور أسميں سے کچھه نکالکر پهينکديا — اور پھر ويساهي کرديا اور أس ميں کسي چيز کا کسي چيز سے دهونے کا ذکر نہيں هے *

ابن عباس کي حديث ميں هے که آنحضرت کا سينه پيرو تک چيرا اور کسي چيز کے نکالکر پهينکنے کا ذکر نہيں هے *

انس کي حديث ميں هے که أن کا دل چيرا اور أسميں سے کوئي کالي چيز نکالکر پهينکدي اور کہا که يهه حصه هے شيطان کا — اور أن کے دل کو زمزم کے پاني سے دهويا — اور جهاں تها وهيں رکهديا *

شداد ابن اوس کي حديث ميں هے که حلقوم سے پيرو تک آنحضرت کا سينه چيرا *

مندرجه ذيل امور صرف شداد ابن اوس کي حديث ميں هيں اور کسي حديث ميں نہيں

۱ — آنحضرت کے پيٹ کي انتڑياں نکاليں *

۲ — أن کو برف سے دهويا اور جهاں تهيں وهيں رکهديں *

۳ — پھر دوسرے شخص نے آنحضرت کے پيٹ ميں هاتهه ڈالا *

۴ — اور ايک کالا ٹکرا نکالکر پهينکديا *

۵ — پھر ايک نور کي مهر سے آنحضرت کے دل پر مهر کي — اور جهاں تها وهاں رکهديا *

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (۱۵)

۶ — پھر پہلے شخص نے آنحضرت کو اُن کي اُمت سے تولا *
۷ — پھر اُن تینوں شخصوں نے آنحضرت کو چھاتي سے لگایا اور پیشاني کو بوسہ دیا *

۵ — اختلاف درباب اطلاع واقعات بحلیمہ

ابن عساکر کي حدیث میں اس کا کچھہ ذکر نہیں *

شداد ابن اوس کي حدیث میں ہی کہ قبل شق صدر جو لڑکے وہاں تھے وہ بھاگ گئے *

انس کي حدیث میں ہی کہ بعد شق صدر لڑکے دوڑتے ہوئے حلیمہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد مارے گئے *

ابن عباس کي حدیث میں ہی کہ میرا بیٹا ضمرہ میرے پاس دوڑتا ہوا آیا *

۶ — اختلاف نسبت صحت پانے شق صدر کے

شداد ابن اوس کي حدیث میں ہی کہ تین شخص جو آئے تھے اُن میں سے ایک نے حلقوم سے پیڑو تک ہاتھہ پھیرا اور زخم اچھا ہوگیا *

انس کہتے ہیں کہ میں ٹانکے لگانے کا نشان آنحضرت کے سینہ پر دیکھتا ہوں (یعني بعد شق صدر ٹانکے لگائے گئے) *

باقي دو حدیثوں میں اس کا کچھہ ذکر نہیں ہی *

غرضکہ یہہ روایتیں ایسي مختلف ہیں کہ اُن میں تطبیق غیر ممکن ہی — جو کہ شق صدر کا ہونا نہ امر عادي ہی نہ امر عقلي اس لیئے بسبب اختلاف روایات کے اُس کا متعدد دفعہ واقع ہونا تسلیم نہیں ہوسکتا بلکہ اُسي اختلاف کے سبب سے یہہ حدیثیں قابل احتجاج نہیں *

اصل یہہ ہی کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہی " الم نشرح لک صدرک " اُس کے ٹھیک معني یہہ ہیں " شرح الله صدرہ للاسلام " جیسا کہ بخاري کي حدیث میں ابن عباس سے مروي ہی (بخاري صفحہ ۷۲۹) لیکن مسلم میں جو حدیث مالک بن صعصعہ کي معراج کے متعلق آئي ہی اُس میں بجاے شق صدر کے لفظ شرح صدر کا آیا ہی اس لیئے مفسرین نے سورہ الم نشرح میں جو لفظ شرح صدر کا ہی — اس کو شق صدر سے تعبیر کیا ہی حالانکہ وہاں شق صدر سے تعبیر کرنا محض غلط ہی — اور ترمذي نے بھي غلطي سے حدیث معراج کے اُس ٹکڑے کو جس میں لفظ شرح صدر آیا ہی سورہ الم نشرح

اور هم نهيں هيں عذاب دينے والے جب تک که هم بهيجيں کوئي پيغمبر (۱۶)

کي تفسير ميں لکهديا هی اسي بنا پر راويوں نے شق صدر کي مختلف حديثيں پيدا کرلي هيں — جن ميں اختلاف کثير واقع هوگيا هی — مگر هم اُن روايتوں ميں سے کسي روايت کو بهي قابل احتجاج نهيں سمجهتے *

علاوه معراج کے صحاح کي کسي حديث ميں بجز مسلم کے شق صدر کا ذکر نهيں هی اور اُس حديث کو جو انس بن مالک سے مروي هی هم ابهي لکهه آئے هيں ليکن وه حديث بهي قابل احتجاج نهيں هی کيونکه خود اُس حديث سے تعارض ظاهر هوتا هی — حضرت انس فرماتے هيں که آنحضرت کے سينه مبارک پر ٹانکے لگانے کے نشان ميں ديکهتا هوں يعني شق صدر کے بعد جبرئيل نے آپ کے سينه پر جيسے جراح زخم پر ٹانکے لگاتا هی ٹانکے لگائے تهے — اور آنحضرت کے سينه مبارک پر اُس زمانه تک که انس مسلمان هوئے هيں ٹانکوں کے نشان موجود تهے اور حضرت انس اُنکو ديکهتے تهے — العجب ثم العجب !! *

ايسي حديثوں پر احتجاج نهيں هوسکتا — مولانا شاه عبدالعزيز نے عجاله نافعه ميں علامات وضع حديث ميں لکها هی که " مخالف مقتضاے عقل و شرع باشد و قواعد شرعيه آنرا تکذيب نمايد " اس حديث کا خلاف عقل هونا تو ظاهر هی اور مخالف شرع اس ليئے هی که اگر شق صدر رسول خدا کا هوا هو تو وه بطور معجزه کے هوا هوگا اور پهر اُس کا اندمال بهي بطور معجزه کے هوا هوگا — اُس پر مثل جراحوں کے ٹانکے لگائے جانے اور اُن کے نشانوں کو حضرت انس کا ديکهنا خود اعجاز کے مخالف هی — جس پر اس واقعه کي بنا هی اور اس ليئے اُس حديث پر احتجاج نهيں هوسکتا *

چند حديثيں ايسي هيں جن ميں شق صدر کا هونا معراج کے ساتهه بيان هوا هی — ايسا هونا البته تسليم هوسکتا هی — اس ليئے که هماري تحقيق ميں واقعه معراج کا ايک خواب تها جو رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے ديکها تها اُسي خواب ميں يهه بهي ديکهنا که جبرئيل نے آپ کا سينه چيرا اور اُس کو آب زمزم سے دهويا قابل انکار نهيں هی — اور نه اُس سے انکار کرنے کي کوئي وجهه هی *

بعض کتابيں حديث کي جيسيکه بيهقي اور دار قطني اور مثل اُن کے هيں اور کتب سير و تاريخ جيسيکه مواهب لدنيه اور سيرة ابن هشام وغيره هيں وه جب تک اُن کے صحيح هونے يا غلط نهونے کي کوئي وجهه نهو مطلقا قابل التفات نهيں هيں اور اُن کي اکثر حديثيں اور روايتيں نا معتبر اور موضوع هيں اُن پر استدلال کرنے سے زياده کوئي کام ناداني

وإذا أردنا أن نهلك قرية أمرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق
عليها القول فدمرنها تدميرا ﴿١٧﴾ وكم أهلكنا من القرون
من بعد نوح وكفى بربك بذنوب عباده خبيرا بصيرا ﴿١٨﴾
من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد
ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموما مدحورا ﴿١٩﴾ ومن أراد
الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فأولئك كان سعيهم
مشكورا ﴿٢٠﴾ كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان
عطاء ربك محظورا ﴿٢١﴾ انظر كيف فضلنا بعضهم على
بعض وللآخرة أكبر درجت وأكبر تفضيلا ﴿٢٢﴾ لا تجعل
مع الله إلها آخر فتقعد مذموما مخذولا ﴿٢٣﴾

و سفاهت و بلادت کا نهیں هی کیا یهه کچهه تعجب کي بات نهیں هی که ابو نعیم کي
روایت میں هی که جبرئیل و میکائیل شق صدر کرنے کو آئے تھے ایک راوي نے اُس پر یهه

و في روایته فاقبل الی طیران ابیضان کانهما
نسران و في روایة غریبة نزل علیه کرکیان و
قد یقال ان الطیرین تارة شبهها بالنسرین و
تارة بالکرکیین و في کون مجیي جبریل و

طرح اضافه کیا که آنحضرت نے فرمایا که میرے
پاس دو سفید پرند آئے گویا که وه نسراں یعني
دو گد تھے اور ایک شاذ روایت میں هی که دو
کرکي یعني دو کلنگ جانور آئے تھے کہا جاتا

اور جبکہ هم اراده کرتے هيں کہ هلاک کريں کسي بستي کو حکم کرتے هيں هم اُس کے سرکشوں کو (رسول کي اطاعت کا) پهر نافرماني کي اُنهوں نے اُس ميں تو مستحق هوگيا اُس پر وعده عذاب کا پهر تب هم نے اُس کو برباد کرديا هر طرح سے برباد کرديا ١٦ اور بهتوں کو هم نے هلاک کيا اگلے زمانہ کے لوگوں ميں سے نوح کے بعد اور کافي هی تيرا پروردگار اپنے بندوں کے گناهوں پر خبر رکهنے والا اور ديکهنے والا ١٨ جو کوئي چاهتا هی جلدي جانے والي (يعني آسودگي دنيا) کو جلدي ديتے هيں هم اُس کو اُسي ميں جو هم چاهتے هيں جس کے لئے چاهتے هيں پهر هم کرتے هيں اُسکے لئے جهنم جاويگا اُس ميں بد حال هوا راندہ هوا ١٩ اور جو کوئي چاهتا هی آخرت کو اور کوشش کرتا هی اُس کے لئے پوري کوشش اُس کی اور وہ ايمان والا هی پهر يهہ لوگ هيں کہ هوگي اُن کي سعي قبول کي گئي ٢٠ هر ايک کو مدد ديتے هيں هم اُس گروه کو اور اُس گروه کو تيرے پروردگار کي بخشش سے اور نهيں هی بخشش تيرے پروردگار کي روکي گئي ٢١ ديکهہ کس طرح هم نے بزرگي دي اُن ميں سے بعضوں کو بعضوں پر اور بے شبهہ آخرت بهت بڑي هی درجوں ميں اور بهت بڑي بزرگي دينے ميں ٢٢ مت ٹهہرا الله کے ساتهہ دوسرے کو معبود پهر تو بيٹهہ رهيگا بد حال هوا تباهي ميں پڑا هوا ٢٣

ميکائيل عليهما السلام علی صورة النسر هی کہ وہ دونوں جانور کبهي تو گد کے مشابہ هوجاتے تهے اور کبهي کلنگ کے (اور وہ جبرئيل و ميکائيل فرشتے تهے) اور جبرئيل و ميکائيل کے لطيفة لان النسر سيد الطيور — (صفحہ ۳۴ سهرة محمديہ) — گدوں کي صورت بنکر آنے ميں يهہ حکمت تهي کہ گد پرندوں ميں سردار هی - کيا کوئي با ايمان مسلمان جس کو اپنے ايمان کي کچهہ بهي قدر هوگي ايسي لغو اور بيهوده روايتوں پر جن کے راوي " فليتبوء مقعده من النار " کے مصداق هيں- التفات کرسکتا هی حاشا و کلا *

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا
يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ
وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (۲۴) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ
الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (۲۵)
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ (۲۶) فَاِنَّهٗ
كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (۲۷) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (۲۸) اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا
اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (۲۹) وَ اِمَّا
تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ
قَوْلًا مَّيْسُوْرًا (۳۰) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (۳۱) اِنَّ رَبَّكَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا
بَصِيْرًا (۳۲) وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ
اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (۳۳)

اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ نہ عبادت کرو (کسیکی) مگر اسی کی اور (حکم کیا) ما باپ کے ساتھہ احسان کرنے کو اگر پہونچے تیرے ساتھہ بڑھاپے کو ان دونوں میں کا ایک یا دونو تو مت کہہ انکو اف تک اور مت جھڑک انکو اور کہہ انکے لیئے بات تعظیم کی [۲۴] اور جھکا ان کے لیئے بازو تواضع کے مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر ان پر جسطرح کہ انہوں نے پالا مجھکو چھوٹا بنے میں [۲۵] تمہارا پروردگار جانتا ہی جو کچھہ کہ تمہارے جی میں ہی اگر تم ہوگے نیک [۲۶] پھر بیشک وہ ہی (گناہوں سے) پھرنے والوں کو بخشنے والا [۲۷] اور (حکم کیا) دے قرابت والے کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور مت خرچ کر بیجا خرچ کرنا [۲۸] بے شک بیجا خرچ کرنے والے ہیں بھائی شیطانوں کے اور ہی شیطان اپنے پروردگار کے لیئے نا شکری کرنے والا [۲۹] اور اگر تو موڑہ پھیرے ان سے خواہش میں کسی رحمت کی اپنے پروردگار سے جس کی تو امید رکھتا ہی (یعنی بالفعل تیرے پاس ان کے ساتھہ سلوک کرنے کو کچھہ نہو اور تجھکو خدا کی رحمت سے کشایش کی امید ہو) تو کہہ ان کو بات نرمی سے [۳۰] اور مت کر اپنے ہاتھہ کو بندھا ہوا ساتھہ اپنی گردن کے اور مت کھول اس کو بالکل کھول دینا پھر بیٹھہ رہیگا تو ملامت کیا گیا اور پچھتاتا ہوا [۳۱] بے شک تیرا پروردگار فراخ کرتا ہی رزق کو جس کے لیئے چاہتا ہی اور تنگ کرتا ہی ـ بے شک وہ ہی اپنے بندوں پر خبر رکھنے والا دیکھنے والا [۳۲] اور مت مار ڈالو اپنی اولاد کو ڈرسے افلاس کے ـ ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تمکو بے شک ان کا مارڈالنا ہی خطا بہت بڑی (یعنی بہت بڑا گناہ) [۳۳]

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۷﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۸﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۹﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۴۰﴾ ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۴۱﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۲﴾

اور نہ پاس پھٹکو زنا کے بے شک وہ ہی بیحیائي اور بري راہ ۳۲ اور مت مار ڈالو اُس جان کو جس کو (مار ڈالنا) حرام کیا ہی اللہ نے مگر ساتھہ حق کے (یعني بحق قصاص) اور جو کوئي مارا جاوے مظلوم ہوکر تو بے شک ہم نے کیا ہی اُس کے ولي کے لیئے غلبہ پھر نہ زیادتي کرے (کوئي) مار ڈالنے میں بیشک وہ (یعني اُس کا ولي) ہی مدد دیا گیا ۳۳ اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریق سے کہ وہي زیادہ اچھا ہی (یعني اُس کي حفاظت کے لیئے) یہاں تک کہ وہ پھونچے اپني جواني کو اور پورا کرو عہد کو بے شک عہد پوچھا جاویگا ۳۴ اور پورا کرو پیمانہ کو جسوقت کہ تم ناپو اور تولو ترازو سیدھي سے یہہ بہتر ہی اور زیادہ اچھا ہی بلحاظ عاقبت کے ۳۵ اور نہ پیچھے پڑ اُس چیز کي کہ نہیں ہی تجھکو اُس کا علم بے شک کان اور آنکھہ اور دل ہر ایک اُن میں کا ہی کہ اُس سے پوچھا جاویگا ۳۶ اور مت چل زمین میں اکڑتا ہوا بے شک تو ہرگز نہ پھاڑیگا زمین کو اور ہرگز نہ پھونچیگا پہاڑ کے لمباو کو ۳۷ یہہ سب باتیں ہیں بري تیرے پروردگار کے نزدیک نا پسند ۳۸ یہہ (نصیحتیں) اُن میں سے ہیں جو وحي بھیجي ہی تیرے پاس تیرے پروردگار نے حکمت (کي باتوں) سے اور مت ٹھہرا اللہ کے ساتھہ دوسرے کو معبود تو ڈالا جاویگا جہنم میں ملامت کیا گیا راندہ ہوا ۳۹ کیا پسند کیا ہی تمکو تمہارے پروردگار نے بیٹوں کے ساتھہ اور اپنے لیئے لیں ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں بیشک تم کہتے ہو بات بڑي ۴۰

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَ مَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا
نُفُوْرًا ﴿۴۳﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا
اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۵﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ
فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ
تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا
مَّسْتُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْ
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ﴿۴۸﴾ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى
اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۹﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ
اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا ﴿۵۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۵۲﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا

اور هاں بے شک همنے هر طرح سے بیان کیا اس قرآن میں تاکه وه نصیحت پکڑیں اور نهیں زیادہ کرتا اُن کے لیئے (کچھه) بجز نفرت کے ۴۳ (کهدے) اے پیغمبر اگر هوتے اُس کے ساتهه (یعني خدا کے ساتهه) بهت سے معبود جیسا که وه کهتے هیں تو اُسوقت البته ڈهونڈه نکالتے عرش والے کي طرف کوئي رسته (یعني جهگڑا کرنے کا) ۴۴ پاک هی وه اور برتر هی اُس سے جو وه کهتے هیں برتر هونا بهت بڑا ۴۵ تسبیح کرتے هیں اُس کے لیئے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئي ان میں هی اور نهیں کوئي چیز مگر تسبیح کرتي هی ساتهه اُس کي تعریف کے لیکن تم نهیں سمجهتے اُن کي تسبیح کو بے شک وه هی بردبار بخشنے والا ۴۶ اور جس وقت تو قرآن کو پڑهتا هی تو کردیتے هیں هم تیرے درمیان میں اور اُن لوگوں کے درمیان میں جو ایمان نهیں لاتے آخرت پر ایک پرده چهپا هوا ۴۷ اور کردیتے هیں هم اُن کے دلوں پر ڈهکن ایسا نهو که اُس کو سمجهه سکیں اور اُن کے کانوں میں بهیانئي ۴۸ اور جس وقت تو یاد کرتا هی اپنے رب کو قرآن میں اکیلا تو وه پیٹهه کے بل پهر جاتے هیں بهاگتے هوئے ۴۹ هم خوب جانتے هیں اُس چیز کو جسے وه سنتے هیں جس وقت که کان رکهتے هیں تیري طرف اور جس وقت که وه بهید کي باتیں کرتے هیں جس وقت که کهتے هیں ظالم که تم نهیں پیروي کرتے مگر ایک آدمي جادو کیئے گئے کي ۵۰ دیکهه کسطرح وه گهڑتے هیں تیرے لیئے مثالیں پهر وه گمراه هوئے پهر نهیں پاسکتے رسته ۵۱ اور اُنهوں نے کها که کیا جب هم هو جاوینگے هڈیاں اور گلي هوئي کیا هم پهر اُٹهائے جاوینگے نئي پیدایش میں ۵۲ کهدے (اے پیغمبر) که تم پتهر هو جاو یا لوها

أو خلقا مما يكبر في صدوركم فسيقولون من يعيدنا قل
الذي فطركم أول مرة فسينغضون إليك رءوسهم و
يقولون متى هو قل عسى أن يكون قريبا ﴿۵۳﴾ يوم
يدعوكم فتستجيبون بحمده و تظنون إن لبثتم إلا قليلا ﴿۵۴﴾
و قل لعبادي يقولوا التي هي أحسن إن الشيطن ينزغ
بينهم إن الشيطن كان للإنسان عدوا مبينا ﴿۵۵﴾ ربكم أعلم
بكم إن يشأ يرحمكم أو إن يشأ يعذبكم وما أرسلنك عليهم
وكيلا ﴿۵۶﴾ وربك أعلم بمن في السموت والأرض ولقد
فضلنا بعض النبيين على بعض و آتينا داود زبورا ﴿۵۷﴾
قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر
عنكم ولا تحويلا ﴿۵۸﴾ أولئك الذين يدعون يبتغون إلى
ربهم الوسيلة أيهم أقرب و يرجون رحمته و يخافون
عذابه إن عذاب ربك كان محذورا ﴿۵۹﴾ وإن من قرية
إلا نحن مهلكوها قبل يوم القيمة

یا اور کوئي پیدایش اُس طرح کي کہ بڑي معلوم ہو تمہارے دلوں میں پھر بھي کہینگے کہ کون پھر پیدا کریگا ہم کو کہدے وہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلي دفعہ پھر ہلاوینگے تیري طرف اپنے سروں کو اور کہینگے کہ کب وہ ہوگا کہدے کہ شاید بہہ ہو وے نزدیک ۵۳ جسدن کہ خدا تم کو بلاویگا تو جواب دوگے اُس کي تعریف کرکے اور گمان کروگے کہ تم نہیں ٹھیرے مگر تھوڑا سا ۵۴ اور کہدے میرے بندوں کو کہ کہیں وہ بات جو وہي اچھي هی بے شک شیطان وسوسہ ڈالتا هی اُن میں بے شک شیطان هی واسطے انسان کے دشمن کہلا ہوا ۵۵ تمہارا پروردگار خوب جانتا هی تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تمکو عذاب دے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو اُن پر ذمہ دار ۵۶ اور تیرا پروردگار خوب جانتا هی اُن کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اور بے شک ہم نے بزرگي دي بعض نبیوں کو بعض پر اور ہم نے دي هی داؤد کو زبور ۵۷ کہدے (اے پیغمبر) کہ بلاؤ اُن لوگوں کو جن پر تم گھمنڈ رکھتے ہو اُس کے (یعني خدا کے) سوا پھر وہ کچھہ اختیار نہیں رکھتے دور کرنے برائي کا تم سے اور نہ بدل دینے کا ۵۸ یہہ لوگ جو پکارتے ہیں (یعني الله کے سوا اور کو) ڈھونڈھتے ہیں اپنے پروردگار کي طرف وسیلہ کہ کونسا اُن میں سے زیادہ نزدیک هی اور اُمید رکھتے ہیں اُس کي رحمت کي اور ڈرتے ہیں اُس کے عذاب سے بے شک عذاب تیرے پروردگار کا هی خوف کیا گیا ۵۹ اور نہیں کوئي بستي مگر ہم اُس کو ہلاک کرنے والے ہیں قبل دن قیامت کے

أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿۶۰﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۶۱﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ

(۶۰ و ۶۱) اس سے پہلي آيتوں ميں خدا تعالى نے کافروں کے عقيدوں کا ذکر کيا هى که وه خدا کے ساتهه اور خدا بهي ٹهراتے تهے اور حشر کو اور قيامت کو نهيں مانتے تهے - پهر أن کے اس عقيده کا ذکر کيا هى که سختي اور مصيبت دور هونے کے لئے خدا کے سوا اوروں کو وسيله ٹهيرانے تهے اور أن کے وسيله سے خدا کي مهرباني چاهتے تهے - أن کا يهه بهي عقيده تها که هر شهر و قريه کي حفاظت خدا کے سوا کسي دوسرے کے سپرد هوتي هى - اور أس شهر اور قريه کے لوگ أس کو پوجتے تهے جيسے که اس زمانه کے مشرکين بهي کسي ديوي يا ديوتا کو أس کا محافظ سمجهتے هيں يا جيسے جاهل مسلمان کسي ولي يا شهيد کو أس جگهه کا صاحب ولايت قرار ديکر افعال شرکيه أسکي قبر کے ساتهه کرتے هيں — اس عقيده کي ترديد ميں خدا نے فرمايا که جن قريوں کو هم هلاک کرتے يا کوئي عذاب أن پر نازل کرتے هيں وه پهلے سے مقدر هوچکا هى - اور مشرکين جنکو أن قريوں کا محافظ سمجهکر أنکي پرستش کرتے هيں - بے فائده هى *

ثمود کي قوم جو الحجر ميں رهتي تهي اور جسکي هدايت کے لئے حضرت صالح پيغمبر مبعوث هوئے تهے - بت پرست تهي اور أن کے بهي اسي قسم کے اعتقادات تهے — جب أنهوں نے حضرت صالح سے نشاني چاهي اور حضرت صالح نے خداکے حکم سے ايک اونٹني خدا کے نام پر چهوڑدي - جسطرح که اس ملک ميں ديوتاؤں کے نام پر سانڈ چهوڑا جاتا هى اور عرب والے اونٹني چهوڑتے تهے مگر ان لوگوں نے اونٹني کو مارڈالا اور أس کے بعد سخت بهونچال آنے سے وه قوم تباه هوگئي *

عرب کے لوگ جو نشانياں آنحضرت صلى الله عليه وسلم سے چاهتے تهے أسکي نسبت خدا نے ثمود کے قصه پر اشاره کرکے بتلايا که اگلوں نے نشاني مانگي اور پهر جهٹلايا —

یا اُس کو عذاب کرنے والے ہیں عذاب بہت سخت کتاب میں ہی یہہ لکھا ہوا ۶۰ اور ہمکو نہیں روکا نہ ہم بھیجیں نشانیوں کو مگر یہہ کہ جھٹلایا اُن کو پہلوں نے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دکہائی دیتی ہوئی پھر انہوں نے ظلم کیا اُسپر نہیں بھیجتے ہم نشانیوں کو مگر واسطے ڈرانے کے ۶۱ اور جسوقت ہمنے کہا تجھکو کہ بیشک تیرے پروردگا نے گھیر لیا ہی آدمیوں کو

اسلیئے اُنکی خواہش سے کوئی نشان مقرر کرنا بیفائدہ ہی † پس یہی مطلب اس آیت کا ہی کہ ہمکو کسی نشانی یا احکام خاص کے بھیجنے سے بجز اس کے اور کسی چیز نے منع نہیں کیا کہ باوجودیکہ اگلوں کے مانگنے پر جو نشان دیئے گئے تھے اُس کو بھی اُنہوں نے نہیں مانا — پس ایسی خواہشیں لغو اور بیفائدہ ہیں — اور نشانیوں یا احکام خاص کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لیئے ہی وہ کوئی ایسا امر نہیں ہی جو ذریعہ ایمان لانے کا ہو *

آیت اور آیات کا لفظ جو اس آیت میں ہی اُس کے معنی احکام کے بھی ہوسکتے ہیں جو اُس اونٹنی کے متعلق حضرت صالح نے بتائے تھے اور نشانی کے معنی بھی ہوسکتے ہیں — مگر معجزہ یا معجزات کے معنی نہیں ہوسکتے اور اسپر ہم پہلے بحث کر آئے ہیں ‡ *

(۶۲) مفسرین نے اور نیز تفسیر ابن عباس میں لکھا ہی کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہی — تفسیر ابن عباس میں اُس تقدیم و تاخیر کو اسطرح بیان کیا ہی — اذ قلنالک ان ربک احاط بالناس — وما جعلنا الرویا التی اریناک والشجرة الملعونة فی القرآن الا فتنة للناس — ونخوفهم فلا یزیدهم الا طغیانا کبیرا *

اس آیت سے پہلے خدانے فرمایا تھا کہ نشانیوں کا بھیجنا صرف ڈرانے کے لیئے ہی — اُسی کے ساتھہ خدانے فرمادیا کہ ہم نے تجھہ سے کہدیا ہی کہ بیشک تیرے پروردگار نے سب آدمیوں کو گھیر لیا ہی — پس نشانیوں کا بھیجنا نہ بھیجنا برابر ہی — اس کے بعد خدا فرماتا ہی کہ جو خواب ہم نے تجھکو معراج میں دکھایا تھا اور شجرۂ ملعونة

---

† دیکھو ہماری تفسیر کی تیسری جلد صفحہ ۱۹۴ — ۲۰۲

‡ دیکھو ہماری تفسیر کی پہلی جلد صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا (۶۲) وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا (۶۳)

یعنی زقوم کا جو ذکر قرآن میں ہی وہ لوگوں کی آزمایش کے لیئے ہی کہ کون معراج کی تصدیق کرتا ہی اور کون زقوم سے خوف کھاتا ہی مگر ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں نے اُس کے دوسرے معنی لیکر زقوم کی ہنسی اُڑائی اور کہا وہ تو کھجور کو مکھن سے ملاکر کھانا ہی — جو نہایت مزیدار ہی — پیغمبر ہم کو اس سے کیا ڈراتا ہی — اُس پر خدا نے فرمایا کہ ہم تو اُن کو زقوم سے ڈراتے ہیں — اُن کو ڈر تو نہیں ہوتا بلکہ سرکشی بڑہ جاتی ہی *

لسان العرب میں لکھا ہی کہ جب زقوم کی آیت نازل ہوئی کہ زقوم گنہگاروں کا کھانا ہی — قریش نے زقوم کے معنی نہیں سمجھے — اور ابو جہل نے کہا یہہ درخت تو ہمارے ملک میں پیدا نہیں ہوتا — کیا تم میں سے کوئی زقوم کو جانتا ہی — ایک شخص نے جو افریقہ سے قریش کے ہاں آیا ہوا تہا — کہا کہ افریقہ کی زبان میں زقوم کھجور کے ساتھہ مکھن ملاکر کھانے کو کہتے ہیں — ابو جہل نے اپنی کنیز سے کہا کہ مکھن اور کھجور لے آ تاکہ ہم کہائیں — اور وہ سب ملکر کھاتے تھے اور کہتے تھے کیا آخرت میں محمد صلعم ہم کو اسی چیز سے ڈراتا ہی — اسی ہنسی اُڑانے پر جو ابو جہل اور اُس کے ساتھیوں نے زقوم کی نسبت اُڑائی خدا تعالی نے سورۂ صافات میں زقوم کا پھر ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم نے اِس کو (یعنی زقوم کو) ظالموں کے

لما نزلت آیة الزقوم ان شجرة الزقوم طعام الاثیم لم یعرفه قریش فقال ابوجهل ان هذا الشجر ما ینبت في بلادنا فمن منکم من یعرف الزقوم فقال رجل قدم علیهم من افریقیة الزقوم بلغة افریقیة الزبد بالتمر فقال ابو جهل یا جاریة هاتي لنا تمرا و زبدا تزدمه فجعلوا یاکلون منه و یقولون افبهذا یخوفنا محمد في الاخرة —

(لسان العرب مادہ زقم)

انا جعلناها فتنة للظالمین انها شجرة تخرج في اصل الجحیم طلعها کانه رؤس

اور همنے نهيں كيا خواب كو جو دكهايا تجهكو مگر آزمايش لوگوں كے ليئے اور درخت

لعنت كيا گيا (يعني اُس كا ذكر) هى قرآن ميں اور هم اُن كو ڈراتے هيں تو نهيں زيادہ

كرتا اُن كو (ڈرانا) مگر سركشي بهت بڑي (۶۲) اور جس وقت هم نے كها فرشتوں كو

سجدہ كرو آدم كو پهر اُنهوں نے سجدہ كيا مگر ابليس نے كها كيا ميں اُسے سجدہ كروں

جسے تونے پيدا كيا هى متى سے (۶۳)

الشياطين فانهم لاكلون منها فمالئون منها البطون ثم ان لهم عليها لشوبا من حميم —

واسطے فتنه بنايا هى — وه ايك درخت هى جو قعر دوزخ سے پيدا هوگا اس كي خوشے شيطانوں كے سروں كي مانند هيں وه اسي ميں سے كهائينگے — اور اُس سے اپنا پيٹ بهرينگے — پهر اس كے اوپر گرم پاني ملاكر اُنكو ديا جائيگا ●

اور اس آيت سے خدانے بتايا كه زقوم كا وه مطلب نهيں هى جو كفار عرب نے بتايا هى بلكه وه منجمله عذاب هاے آخرت كے ايك قسم كا عذاب هى — اور چونكه تمام عذاب دوزخ كے اُن چيزوں كي تمثيل ميں بيان كيئے جاتے هيں جو دنيا ميں تكليف ده پائي جاتي هيں اس ليئے اُس عذاب كو بهي زقوم كے استعارہ ميں بيان كيا هى ●

زقوم حقيقت ميں ايك درخت هى جسكي نسبت حاشيه تفسير جلالين ميں لكها هى كه تهامه ميں هوتا هى اور لسان العرب ميں لكها هى كه ابوحنيفه (دينوري) كهتے هيں

قال ابو حنيفة اخبرني اعرابي من ازد السراة قال الزقوم شجرة غبراء صغيرة الورق مدورتها لا شوك لها ذفرة مرة لها كعابر في سوقها كثيرة ولها وريد ضعيف جدا يجرسها النحل ونورتها بيضاء وراس ورقها قبيح جدا (لسان العرب مادہ زقم)

كه قبيله ازد كے ايك اعرابي نے مجهه سے بيان كيا كه زقوم ايك خاكي رنگ كا درخت هى — اس كے چهوٹے چهوٹے گول اور بے خار پتے هوتے هيں — بو تيز — مزہ كڑوا اور اس كي ٹهنيوں ميں بهت سي گرهيں هوتي هيں اور پهول بهت نازك اور نرم هوتا هى جس كو شهد كي مكهي چاٹتي هى — اُسكا شگوفه سفيد هوتا هى اور پتوں كے كنارے بهت بدصورت هوتے هيں پس عذاب دوزخ كو اسي خبيثتر درخت كے ساتهه جو دنيا ميں پايا جاتا هى تشبيهه ديكر بيان كيا هى ●

قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ
يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٤﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ﴿٦٥﴾ وَ
اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ أَجْلِبْ عَلَيْهِمْ
بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْ
هُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٦﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَ كَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٧﴾ رَبُّكُمُ الَّذِي
يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ كَانَ
بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٨﴾ وَ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ
تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْإِنْسَانُ
كَفُورًا ﴿٦٩﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٧٠﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ
يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ
فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٧١﴾

کہا کیا تونے دیکھا ہی اُس شخص کو جسے بزرگی دی تونے اوپر میرے اگر تو مجھکو مہلت دے قیامت کے دن تک البتہ ستیاناس کردونگا میں اُس کی اولاد کو مگر تھوڑوں کو ۶۲ کہا خدا نے دور ہو پھر جو کوئی تیری پیروی کریگا اُن میں سے پھر بیشک جہنم ہی سزا تم سب کی سزا پوری ۶۳ اور بہکا جس کو بہکا سکے اُن میں سے اپنی آواز سے اور چڑھائی کر اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں سے اور اُن کا شریک ہو مال میں اولاد میں اور وعدہ دے اُن کو (یعنی خدا سے بیخوف ہونے کا) اور نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان بجز فریب کے ۶۴ بیشک میرے بندے نہیں ہی تجھکو اُن پر کچھہ حکومت اور کافی ہی تیرا پروردگار کام سنوارنے والا ۶۵ تمہارا پروردگار وہ ہی جو رواں کرتا ہی تمہارے لیئے کشتی کو دریا میں تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل (یعنی اُس کے رزق) سے بیشک وہ ہی تمپر مہربان ۶۶ اور جب تمکو پہونچے سختی دریا میں تو کہوئے جاتے ہیں جن کو پکارتے ہو مگر وہی (یعنی خدا) پھر جب تمکو بچا لیجاتا ہی خشکی کی طرف تو مونھہ پھیرلیتے ہو اور ہی انسان نا شکر گذار ۶۷ پھر کیا تم نڈر ہو اس سے کہ دھنسا دیوے تمکو خشکی ہی کے کسی کونہ میں یا بھیجے تمپر کنکر برسانے والی سخت آندھی پھر نپاوگے تم اپنے لیئے کوئی بچانے والا ۶۸ کیا تم نڈر ہوگئے ہو اس سے کہ پھر لے جاوے تمکو اُس میں (یعنی دریا میں) دوسری دفعہ پھر بھیجے تم پر کشتی کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے والی ہوا کو پھر ڈبو دیوے تم کو اُس سبب سے کہ تمنے کفر کیا پھر تم نپاو اپنے لیئے ہمپر اُس کے بدلے کوئی پیچھا کرنے والا (یعنی مواخذہ کرنے والا) ۶۹

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ
مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾
يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ
فِي هٰذِهِ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَ
إِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ
عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنٰكَ
لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَأَذَقْنٰكَ
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا
نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ
لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ
مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾
أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ
إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾

اور بے شک ہملے بزرگي دي بني آدم کو اور ہم نے اُن کو چڑھایا سواریوں پر خشکي میں اور دریا میں اور ہم نے اُن کو روزي دي پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے اُن کو بزرگي دي بہتوں پر اُن میں سے جن کو ہم نے پیدا کیا ہر طرح سے بزرگي دیني ۷۰ (جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کے لوگوں کو اُن کے پیشواؤں سمیت پھر جو کوئي کہ دي گئي اُس کي کتاب اُس کے داہنے ہاتھہ میں پھر وہ لوگ پڑھینگے اپني کتاب کو اور نہ ظلم کیئے جاوینگے ایک تاگے کي برابر ۷۱ اور جو ہے اس دنیا میں اندھا تو وہ آخرت میں بھي اندھا ہے اور رستہ بھٹکا ہوا ۷۲ اور بیشک قریب تھا کہ فریب دیکر باز رکھیں تجھکو اُس چیز سے کہ وحي بھیجي ہم نے تیرے پاس تاکہ تو افترا کرلیوے ہم پر اُس کے سوا ـــ اور اُسوقت وہ تجھکو کرلیتے گہرا دوست ۷۳ اور اگر یہہ نہوتا کہ ہم نے ثابت رکھا تجھکو تو البتہ قریب تھا کہ تو جھک جاوے اُن کي طرف کچھہ تھوڑا سا ۷۴ اور اُسوقت البتہ ہم مزا چکھاتے تجھکو دو گنا عذاب زندگي کا اور دوگنا عذاب موت کا پھر نپاتا تو اپنے لیئے ہمپر کوئي مدد دینے والا ۷۵ اور بیشک قریب تھا کہ ہلادیں تجھکو زمین سے (یعني مدینہ سے) تاکہ نکالدیں تجھکو اُس سے اور اُس وقت نرہینگے تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا ۷۶ طریقہ پر اُن کے جن کو بھیجا ہم نے تجھہ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے اور نپاوے گا تو ہمارے طریقہ میں تبدیلي ۷۷ قایم کر نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے ہو جانے تک اور (قایم کر) قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قران پڑھنا فجر کا ہے گواہي دیا گیا ۷۸

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۱﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۳﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۴﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۵﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۶﴾

---

۸۶ خدا نے اس سے پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ جب ہم انسان پر نعمت بھیجتے ہیں تو وہ منہہ پھیرلیتا ہی اور جب اُس کو برائی پہونچتی ہی تو نا اُمید ہوتا ہی — اس کے بعد خدا نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو کہدے کہ ہر ایک اپنی جبلت یا خلقت پر کام کرتا ہی *

جس لفظ کا ہم نے "جبلت یا خلقت" ترجمہ کیا ہی وہ لفظ "شاکلہ" ہی —

الشاكلة — الناحية و الطريقة والجديلة و شاكلة الانسان شكله و ناحيته و طريقته و فى التنزيل العزيز "قل كل يعمل على شاكلته" اے على طريقته و جديلته و مذهبه و قال الاخفش "على شاكلته" اے على ناحيته و جهته و خليقته —

(لسان العرب مادة شكل)

لسان العرب میں لکھا ہی کہ شاکلہ کے معنی ہیں طرف — طور و طریقہ اور انسان کے شاکلہ سے اُس کی شکل — اس کی طبیعت کا میلان جس طرف ہو اور اس کا طریقہ مراد ہی — قرآن میں ہی کہ اے پیغمبر کہدے ہرشخص اپنی "شاکلہ" پر کام کرتا ہی یعنی اپنے طور و طریقہ پر اور اپنے مذہب پر اور

اور تھوڑی سی رات کو پھر کوشش کر اُس کے ساتھہ (یعنی قرآن پڑھنے کے ساتھہ) زیادہ ہوا ہی تیرے لیئے قریب ہی کہ کھڑا کرے تجھکو تیرا پروردگار مقام محمود میں (۸۱) اور کہہ اے پروردگار داخل کر مجھکو داخل کرنا سچا اور نکال مجھکو نکالنا سچا اور کر میرے لیئے اپنے پاس سے غلبہ مدد دینے والا (۸۲) اور کہہ آیا حق (یعنی قرآن) اور مٹگیا باطل (یعنی شرک) بے شک باطل تھا مٹ جانے والا (۸۳) اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے وہ چیز کہ وہ شفا ہی اور رحمت ہی واسطے ایمان والوں کے اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر خسارہ (۸۴) اور جب ہم نعمت بھیجتے ہیں انسان پر مونھہ پھیر دیتا ہی اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہی اور جب پہونچتی ہی اُس کو برائی تو ہوتا ہی نا اُمید (۸۵) کہدے کہ ہر ایک کام کرتا ہی اپنی جبلت پر پھر تمہارا پروردگار جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ بہت ٹھیک پانے والا ہی رستہ کو (۸۶)

اخفش نے یہہ معنی لیئے ہیں کہ اپنی طبیعت کے میلان پر جس طرف ہو اور اپنی خلقت پر *

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہی کہ شاکلہ کے معنی شکل و صورت کے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہہ شخص اپنے باپ کی شاکلہ پر ہی یعنی اُس کا ہم شکل ہی اور شاکلہ میلان کی سمت اور جہت کو بھی کہتے ہیں ــ اخفش نے آیت قل کل یعمل الخ کی تفسیر میں شاکلہ کے یہی معنی لیئے ہیں ــ شاکلہ کے معنی نیت کے بھی ہیں ــ قتادہ نے آیت مذکور کے یہہ معنی بیان کیئے ہیں کہ ہر شخص اپنی طبیعت کے رخ اور نیت پر عمل کرتا ہی شاکلہ کے ایک معنی

الشاکلة ــ الشکل یقال هذا علی شاکلة ابیه ای شبهه والشاکلة الناحیة والجهة و به فسرت الایة " کل یعمل علی شاکلته " عن الاخفش وایضا النیة قال قتادہ فی تفسیر الایة ای علی جانبه و علی ماینوی و ایضا الطریقة والجدیلة و به فسرت الایة و ایضا المذهب والخلیقة و به فسرت الایة عن ابن عرفه و قال الراغب فی تفسیر الایة ای علی سجیته التی قیدته و ذلک ان سلطان السجیة علی الانسان قاهر بحسب ما بینت فی

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۸۵)

الذریعة الی مکارم الشریعة و هذا کما قال علیه‌السلام " کل میسر لما خلق له " —
(تاج‌العروس مادہ شکل)

طور و طریقہ کے بھي ھيں — آیت مذکورہ بالا کي تفسیر ان معنوں پر بھي کي گئي ھی — ایک معني شاکلہ کے مذھب اور خلقت کے ھيں ابن عرفہ نے اسي معني پر آیت کي تفسیر کي ھی — اور راغب نے اس آیت کي تفسیر میں کہا ھی کہ ھر شخص اپني سجیہ یعني طبیعت پر عمل کرتا ھی جس کا وہ مقید ھی — سجیہ ھي انسان پر ایسا حاکم غالب ھی جو مکارم شریعت تک لیجانے میں وسیلہ ھوجاتا ھی — اور یہہ آنحضرت کے اس قول کے مطابق ھی کہ ھر شخص آساني دیا گیا ھی اُس کام کے لیئے جس کے لیئے وہ پیدا ھوا ھی *

محیط المحیط میں ھی کہ شاکلہ کے معني ھيں — شکل — طرف — گوشۂ ران —

الشاکلة — الشکل والناحیة والخاصرة والنیة والطریقة والمذھب و في سورة بني اسرائیل " قل کل یعمل علی شاکلته " ای علی سجیته و خلقته —
(محیط المحیط مادہ شکل) —

نیت — طریقہ اور مذھب اور سورہ بني اسرائیل میں آیت قل کل یعمل الخ کے معني یہہ ھيں کہ ھر شخص اپني سجیہ یعني طبیعت اور خلقت پر عمل کرتا ھی *

لغات القرآن مصنفہ علامہ محمد بن ابي بکر رازي میں ھی کہ " علی شاکلته " کے معني ھيں اپنے طریقہ اور میلان طبعي کے رخ پر — اور بعض کے نزدیک اس کے معني ھیں اپني خلقت اور طبیعت پر — اور دوري آیت سے پہلے قول کي تائید ھوتي ھی *

قوله علی شاکلته ای علی طریقته وجهته و قول علی خلیقته و طبیعته و تمام الایة یفهد القول الاول — و علی حاشیة الکتاب نسخة ای " علی جبلته " —

اور امام محي‌الدین ابن‌العربي کي تفسیر میں لکھا ھی کہ ھر شخص اپني شاکلہ پر عمل کرتا ھی یعني اپني خلقت اور ملکہ پر جو اس کے مقام اور مرتبہ کے موافق اس پر غالب ھوتا ھی — پس جس کا مقام نفس ھی اور ملکہ وہ ھی جو نفس

" قل کل یعمل علی شاکلته " ای خلیقته و ملکته الغالبة علیه من مقامه فمن کان مقامه النفس و شاکلته مقتضی طباعها عمل ما ذکرنا من الاعراض والبأس و من کان مقامه

اور پوچھتے ھیں تجھکو روح سے کہدے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ھی تم نہیں

دیئے گئے ھو علم سے مگر تھوڑا سا ۸۵ †

القلب و شاکلته السجیة الفاضلة عمل بمقتضاھا الشکر والصبر —
(تفسیر ابن العربي جلد اول صفحه ۳۸۴)

کے اقتضا کے موافق ھی — وہ خدا سے منھہ پھیرتا ھی اور نا اُمید ھوتا ھی اور جس کا مقام قلب ھی اور ملکه نیک عادت ھی وہ اس کے مقتضیٰ کے موافق شکر و صبر کرتا ھی *

معالم التنزیل میں علامه بغوي نے لکھا ھی که آیت قل کل یعمل الخ کي تفسیر میں

"قل کل یعمل علی شاکلته" قال ابن عباس علی ناحیته قال الحسن و قتادہ علی نیته قال المقاتل علی جدیلته قال الفراء علی طریقته التي جبل علیھا وقال القیتي علی طبیعته و خلیقته —
(معالم التنزیل جلد ثاني صفحه ۲۰۳)

ابن عباس نے شاکلہ کے معني لیئے ھیں طبیعت کا میلان جس طرف ھو اور حسن بصري اور قتادہ نے نیت کے معني لیئے ھیں — اور مقاتل نے طور و طریقه کے معني قرار دیئے ھیں اور فراء نحوي نے وہ طریقه مراد لیا ھی جس پر انسان مجبول ھی اور قیتي نے طبیعت اور خلقت کے معني بیان کیئے ھیں *

تفسیر بیضاوي میں — آیت مذکورہ بالا کي تفسیر میں لکھا ھی — اے پیغمبر کہدے

"قل کل یعمل علی شاکلته" قل کل احد یعمل علی طریقته التي تشاکل حاله فی الھدی والضلالة او جوھر روحه و احواله التابعة لمزاج بدنه ..... وقد فسرت الشاکلة بالطبیعة والعادة والدین — (بیضاوي جلد اول صفحه ۴۷۰)

که ھر شخص ایسے طریقه پر عمل کرتا ھی جو ھدایت اور گمراھي میں اُس کے حال کے مشابه ھو یا اُس کے جوھر روح اور اُن حالات کے موافق ھو جو اس کے مزاج بدني کے تابع ھیں — اور شاکلہ کي تفسیر میں طبیعت — عادت اور مذھب کے معني بھي لیئے گئے ھیں *

مذکورہ بالا اقوال سے ظاھر ھی که علما نے "شاکلہ" کے متعدد معني اختیار کیئے ھیں — اگرچه ھر ایک معني کا ما حصل قریب قریب ھی — لیکن ھم "شاکلہ" کے معني خلقت اور جبلت کے اختیار کرتے ھیں اور وجه اس کي یہه ھی که پہلي آیت میں

---

† روح کي نسبت ھم نے پوري بحث اپني تفسیر کي تیسري جلد میں صفحه ۱۱۷ سے ۱۳۱ تک کي ھی —

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا (۸۸)

خدا تعالی نے انسان کي ايک فطرت کا بيان کيا هی جس پر تمام انسان مجبول هيں اور اس آيت کو اُسي آيت پر متفرع کيا هی — اور اس ليئے اس آيت ميں " شاکله " کے وهي معني ليئے ضرور هيں جو انسان کي فطرت اور جبلت پر دلالت کرتے هوں — پس الفاظ جبلت يا خلقت سے " شاکله " کو تعبير کرنا نهايت صحيح اور موافق سياق قرآن کے هی — چنانچه ابن عرفه نے شاکله کے معني خلقت کے ليئے هيں — راغب نے سجيه کے معني ليئے هيں — اُس کا قول هی که سجيه هی انسان پر حاکم غالب هی اور مکارم شريعت تک لے جانے کا وهي وسيله هوتي هی اور اُسيکي نسبت آنحضرت کا فرمانا هی که هر شخص آساني ديا گيا هی اُس چيز کے ليئے جس کے ليئے وه پيدا کيا گيا هی — مجمع البحار ميں بھي شاکله کے معني سجيه اور خلقت کے لکھے هيں — اور محمد بن ابي بکر رازي نے بھي لغات قرآن ميں شاکله کے ايک معني طبيعت — خلقت اور جبلت کے بيان کيئے هيں اور امام محي الدين ابن العربي نے اس کے معني لکھے هيں خلقت اور ملکه جو انسان پر غالب هی — اور فراء نحوي نے جبلت — خلقت اور طبيعت کے معني ليئے هيں — اور صاحب بيضاوي نے اس کے معني عادت اور طبيعت کے بيان کيئے هيں — پس هم نے جو شاکله کے معني خلقت اور جبلت يعني فطرت کے قرار ديئے هيں — اُس کي تائيد ميں علماے مذکوره بالا کے اقوال هيں *

اس آيت سے ثابت هوتا هی که هر ايک انسان ايک فطرت يا جبلت پر پيدا هوا هی جس کو انگريزي زبان ميں نيچر کهتے هيں اور ان الفاظ سے جو قران مجيد ميں هيں " کل يعمل علی شاکلته " صاف ظاهر هوتا هی که جو جبلت يا فطرت يا خلقت خدا نے جس انسان کي پيدا کي هی — اُسيکے مطابق عمل کرتا هی — اور دوسري بات ان الفاظ سے " فربکم اعلم بمن هو اهدی سبيلا " يهه ثابت هوتي هی که جو کچهه انسان کرتا هی يا کريگا اچها يا برا قبل اس کے که وه کرے خدا کو اُس کا علم هی — اور خدا جانتا هی که يهه کريگا *

اب هم کو يهه ديکهنا باقي هی که خدا نے انسان کو کس خلقت يا جبلت يا فطرت پر پيدا کيا هی *

اور اگر ہم چاہیں تو البتہ لے جاویں وہ چیز جو وحی بھیجی ہی ہم نے تیرے پاس

پھر نہ پاوے گا تو اپنے لیئے اُس کے بدلے ہم پر کارساز (۸۸)

یعنی اُس کے نیچر میں کیا باتیں پیدا کی گئی ہیں — کیونکہ برخلاف اُس
فطرت کے اُس سے کوئی امر ظہور میں نہیں آ سکتا ہی قرآن مجید میں بھی خدا نے
یہی فرمایا ہی ”فطرت اللہ التي فطرالناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ“ اور یہہ بات
ظاہر ہی کہ خدا نے ایک حد میں تک انسان کو قدرت عطا کی ہی جس سے وہ
اُس حد تک اپنے افعال کا مختار ہی اور یہہ سمجھنا کہ ایسا اختیار دینے سے خدا کی
قدرت میں نقصان لازم آتا ہی محض غلط ہی کیونکہ اُس نے وہ قوت کسی اضطرار یا
مجبور ہونے کے سبب سے نہیں دی تھی بلکہ اپنی خوشی اور اپنی مرضی سے دی تھی
اور وہ مختار تھا چاہی دیتا چاہے نہ دیتا اور اس قدرت کا دینا نہایت حکمت پر مبنی
ہی جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا ہی جہاں فرشتوں کی طرف مخاطب ہوکر
فرمایا ہی ”انی اعلم مالا تعلمون“ *

یہہ کہنا کہ خدا نے جس فطرت پر جس کو بنایا ہی اُس کے تبدیل نہ کرنے سے
خدا کا عجز ثابت ہوتا ہی جہلا کا کلام ہی کیونکہ کسی صاحب قدرت اور اختیار کا اپنی
بنائی ہوئی فطرت یا قانون فطرت کو قایم رکھنا اُس کی قدرت کی دلیل ہی نہ اُس
کے عجز کی *

خدا نے اپنی تمام مخلوقات کے پیدا کرنے میں اور اُن کو ایک فطرت عطا کرنے میں
ہر ایک کے ساتھہ نہایت عدل کیا ہی اُس کا ثبوت اسبات سے ہوتا ہی کہ ہرایک مخلوق
کو ایک بھنگے سے لیکر انسان تک جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہی جو چیزیں
کہ بلحاظ اُس کی خلقت کے اُس کے لیئے ضروری تہیں سب عطا فرمائی ہیں کوئی
مخلوق ایسا نہیں ہی جس کی نسبت کہا جا سکے کہ بلحاظ اُس کی خلقت کے
اُس کو فلاں چیز ضرور تھی اور اُس کو عطا نہیں ہوئی — پس یہہ ایسا بے نظیر عدل
ہی جو خدا کے سوا اور کسی سے ہوبھی نہیں سکتا — اور جو فطرت جس میں پیدا
کی ہی بلحاظ اُس کی خلقت کے اُس فطرت کا اُس میں ہونا بھی مقتضاے عدل
تھا — انسان کو جب اُس نے مکلف بنایا تو اُس فطرت کا بھی جس سے وہ مکلف
ہوسکے عطا کرنا عین انصاف تھا اور وہ فطرت اُسکا ایک حد مناسب تک مختار

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ اِنَّ فَضۡلَهٗ کَانَ عَلَيۡکَ کَبِيۡرًا ﴿۸۹﴾

هونا هی اور اُس فطرت کا بدلنا اور اُس کو بدستور مکلف رکھنا عدل و حکمت دونوں کے برخلاف تھا اسی لیئے خدا نے فرمایا کہ " لا تبدیل لخلق اللہ " پس اُس فطرت کو قایم رکھنا عین دلیل اُس کے کمال قدرت اور عدل کی هی نه عجز و ظلم کی *

اب هم کو فطرت انسانی کا دریافت کرنا هی — اسبات کو تو کوئی تسلیم نهیں کرنے کا که انسان حي کو مثل جماد بیجان کے پیدا کیا هی اور وه بذاته لایعقل اور غیر متحرک بالاراده هی — کیونکه هم اُس کو دیکھتے هیں که وه ذي عقل اور متحرک بالاراده هی — جس کام کو وه چاهتا هی کرتا هی — جس کو چاهتا هی نهیں کرتا — بعض کاموں کے کرنے کا اراده کرتا هی اور پھر اُن کے کرنے سے رک جاتا هی اور نهیں کرتا *

اس میں کچھه شک نهیں که انسان میں دو قوتیں موجود هیں ایک کسي کام کے کرنے پر آماده کرتي هی اور دوسری اُسي کام کے کرنے سے اُس کو روکتي هی اور اُنهي قوتوں کے مطابق وه عمل کرتا هی اور اُسي کي نسبت خدا نے فرمایا هی " کل یعمل علی شاکلته " اور اُنهي قوتوں کے سبب جو خدا نے عطا کي هیں خدا نے فرمایا هی " فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر " *

اس غرض سے که مطلب اچھي طرح سمجھه میں آ جاوے هم ان دونوں قوتوں میں سے ایک کو بنام قوت تقوی اور ایک کو بنام قوت فجور تعبیر کرتے هیں یهه دونوں قوتیں هر ذي عقل انسان میں موجود هیں اور پهلي سے دوسری کو مغلوب کرنا انسان کي سعادت هی اور دوسري سے پهلي کو مغلوب کرنا انسان کي شقاوت هی *

بعض انسان ایسے پیدا هوئے هیں که اُن میں قوت تقوی قوت فجور پر فطرتاً غالب هی جس سے وه از روے فطرت کے قوت فجور کو مغلوب رکھتے هیں جیسےکه انبیاء معصومین اور ائمه اهل بیت معصومین علیهم السلام اور دیگر بزرگان دین رضي الله عنهم اجمعین هیں *

اور بعضے ایسے هیں جن میں قوت فجور غالب هی مگر جس درجه تک قوت تقوی اُن میں هی اُس کا کام میں لانا اُن کا فرض هی خواه قوت فجور مغلوب هوسکے یا نهیں اور اُس کا کام میں نه لانا معصیت هی اور اسي رمز کي طرف اشاره هی که " التایب من الذنب کمن لا ذنب له " توبه کیا هی اپنے فعل پر نادم اور شرمنده هونا اور خدا سے اُس کي معافي چاهنا اور مصمم اراده آینده اُس کے مرتکب نهونے کا کرنا هی اور یهه کیا هی اُسي قوت تقوی کو کام میں لانا هی *

مگر (اُس کا نه لے جانا) بسبب رحمت کے هی تیرے پروردگار سے بے شک اُس کا
فضل هی اوپر تیرے بہت بڑا ﴿۸۷﴾

جس طرح که انسان کے اور قوی ضعیف اور قوی هوجاتے هیں اسي طرح قوت تقوی بزرگوں کي صحبت اور اعمال نیک اور توجه الی الله اور خوف و رجا سے قوي هوجاتي هی اور قوت فجور نہایت ضعیف اور مضمحل کالمعدوم هوجاتي هی کما قیل —

صحبت صالح ترا صالح کند * صحبت طالح ترا طالح کند

اسي طرح اعمال شنیعه کے اشتغال سے قوت فجور قوي اور قوت تقوی ضعیف اور مضمحل اور بعضي دفعه کالمعدوم هوجاتي هی نعوذ بالله منها *

تقوی اور فجور ایسے امر هیں جو مختلف قوموں اور مختلف مذهبوں میں مختلف طرح پر قرار دیئے جاسکتے هیں مگر ایک امر یعني خدا کے خالق واحد هونے کا یقین ایک ایسا امر هی که ادنی تامل میں هر ذي عقل اُس پر یقین کرسکتا هی *

دلایل اور مباحث فلسفي کو علاحده رکھو کیونکه عام لوگوں کي سمجھه کے قابل نہیں بلکه ایک سیدھے اور عام امر پر خیال کرو که جب کوئي شخص ایک مٹي کے برتن یا ایک مٹي کے کھلونے کو یا ایک پتھر کو کسي جگهه پڑا هوا یا پتھروں کو به ترتیب چنا هوا دیکھتا هی تو فی الفور اُس کے دل میں خیال آتا هی که کوئي ان برتنوں اور کھلونوں کا بنانے والا اور اس پتھر کو ڈالنے والا یا پتھروں کو به ترتیب چننے والا هی — پس جبکه هم اس کائنات کو عجیب خوبي اور عمدگي اور عجیب انتظام سے بنا هوا دیکھتے هیں تو ممکن نہیں هی که همارے دل میں یهه خیال نه آوے که اُن کا کوئي بنانے والا هی پس احمق سے احمق از روے فطرت کے وجود ذات باري پر یقین لا سکتا هی اور اُس کي وحدت پر بھي اُس انتظام سے جو کائنات کا هی هر شخص یقین کرسکتا هی — اسي عام سمجھه کے لایق دلیل کو خدا نے فرمایا "لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا" یعني اگر آسمان و زمین میں کئي خدا هوتے تو تمام انتظام بگڑ جاتا پس تمام انسان کسي فطرت پر پیدا هوئے هیں خدا کے وجود اور اُس کے وحده لا شریک له ماننے پر مکلف هیں — غرضکه اس آیت سے ظاهر هوتا هی که انسان ایک فطرت پر پیدا هوا هی اور اُسي فطرت کے مطابق عمل کرتا هی *

جب هم یہاں تک پہونچتے هیں تو ایک اور امر خدا کي ذات میں هم کو تسلیم کرنا پڑتا هی جس کو هم اُس کي صفت علم سے تعبیر کرتے هیں کیونکه کسي صانع نے جو کسي چیز کو بنایا هو اُس کي نسبت یهه گمان نہیں هوسکتا که اُس صنعت کي

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۹۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۱﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿۹۲﴾

حقیقت کو اور اس بات کو کہ اس سے کیا کیا امر ظہور میں آوینگے نجانتا ہو — کیونکہ اگر وہ نجانتا ہو تو اس سے اُس کا بنانا غیر ممکن ہی مثلاً ایک گھڑي ساز قبل بنانے اُس گھڑي کے جانتا ہی کہ اسقدر پرزے اُس میں ہونگے اور وہ پرزے فلاں فلاں کام دینگے — اور اس قدر عرصہ تک وہ گھڑي چلیگي اور اسقدر عرصہ کے بعد بند ہوجائیگي — پس وہ علةالعلل جس نے انسان کو مع اُس کے قوی اور اُس کي فطرت کے پیدا کیا ہی — بخوبي جانتا ہی کہ یہہ پتلا کیا کیا کریگا اور اسي جاننے کو ہم اُس علةالعلل کي صفت علم سے تعبیر کرتے ہیں اور جو کچھہ اُس کے علم میں ہی — ممکن نہیں کہ اُس کے برخلاف وہ پتلا کرسکے *

اس بیان سے یہہ سمجھنا نہ چاہیئے کہ ایسي حالت میں وہ پتلا اس بات پر مجبور ہو جاتا ہی کہ خواہ مخواہ وہي کرے یا وہي کریگا جو اُس علةالعلل کے علم میں ہی اور اُس کے برخلاف کرنا نا ممکن ہی کیونکہ یہہ بات کہ وہ پتلا کیا کیا کریگا ایک جدا امر ہی اور اس بات کا علم کہ وہ پتلا یہہ یہہ کریگا ایک جدا امر ہی — اُس کے علم سے اُس پتلے کي مجبوري اُس کے افعال میں لازم نہیں آتي — اس کي مثال اس طرح پر بخوبي سمجھہ میں آسکتي ہی کہ فرض کرو — ایک نجومي ایسا کامل ہی کہ جو کچھہ آیندہ کے احکام بتاتا ہی اُس میں سرمو فرق نہیں ہوتا اب اُس نے ایک شخص کي نسبت بتایا کہ وہ ڈوب کر مریگا — اُس کا ڈوب کر مرنا تو ضرور ہی اس لیئے کہ نجومي کا علم واقعي ہی مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اُس نجومي نے اُس شخص کو ڈوبنے پر مجبور کردیا تھا پس جو علم الہي میں ہی یا یوں کہو کہ جو تقدیر میں ہی وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر خدا کي طرف سے مجبوري نہیں ہی بلکہ خدا

کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر اکھٹے ہوں انس اور جن اس بات پر کہ لاویں مثل اس قرآن
نہ لا سکینگے مثل اس کے اگرچہ ہوویں اُن میں سے بعضے بعضوں کے مددگار (۹۰) اور
بیشک ہم نے طرح طرح سے بیان کیا لوگوں کے لیئے اس قرآن میں ہر ایک مثل سے پھر
انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر نا شکري سے (۹۱) اور اُنھوں نے کہا ہرگز ہم نمانینگے تجھکو جبتک
تو پھاڑکر نکالدے ہمارے لیئے زمین سے ایک چشمہ (۹۲)

کے علم کو اس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے ہونے میں مجبوري هی *

امام احمد بن يحيى المرتضى زيدي نے اپني کتاب ملل و نحل میں لکھا هی کہ

وقال لعبدالله بن عمر بعض الناس يا ابا عبدالرحمن ان اقواما يزنون ويشربون الخمر ويسرقون و يقتلون النفس و يقولون كان في علم الله فلا نجد بدا منه فغضب ثم قال سبحان الله العظيم قد كان ذلك في علمه انهم يفعلونها ولم يحملهم علم الله على فعلها حدثني ابي عمر بن الخطاب انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مثل علم الله فيكم كمثل السماء التي اظلتكم و الارض التي اقلتكم فكما لاتستطيعون الخروج من السماء والارض كذلک لاتستطيعون الخروج من علم الله و كما لا تحملكم الارض والسماء على الذنوب كذلک لا يحملكم علم الله عليها

عبدالله بن عمر سے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن بعض قوموں کے لوگ زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور چوري کرتے ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ خدا کے علم میں تھا — ہم کو اُس سے کوئي چارہ نہیں هی عبدالله بن عمر غصہ ہوئے پھر کہا سبحان الله ! بے شک اُس کے علم میں تھا کہ وہ ایسے کام کرینگے مگر خدا کے علم نے اُن کو اُن کاموں کے کرنے پر مجبور نہیں کیا — مجھہ سے میرے باپ عمر بن خطاب نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو یہہ کہتے سنا کہ علم الهي کي مثال تم میں مانند آسمان کے هی جس نے تم پر سایہ کر رکھا هی اور مانند زمین کے هی جس نے تمکو اُٹھا رکھا هی پس جس طرح تم آسمان و زمین سے باہر نہیں جا سکتے اسي طرح تم خدا کے علم سے باہر نہیں هو سکتے اور جسطرح آسمان و زمین تم کو گناہوں پر مایل نہیں کرتے اسي طرح خدا کا علم بھي تم کو اُن گناہوں پر مجبور نہیں کرتا *

أو تكون لك جنة من نخيل و عنب فتفجر الأنهر خللها
تفجيرا ﴿۹۳﴾ أو تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا أو تأتي
بالله والملئكة قبيلا ﴿۹۴﴾ أو يكون لك بيت من زخرف أو
ترقى في السماء و لن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا
كتبا نقرؤه قل سبحان ربي هل كنت إلا بشرا رسولا ﴿۹۵﴾
وما منع الناس أن يؤمنوا إذ جاءهم الهدى إلا أن قالوا
أبعث الله بشرا رسولا ﴿۹۶﴾ قل لو كان في الأرض ملئكة
يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا ﴿۹۷﴾
قل كفى بالله شهيدا بيني و بينكم إنه كان بعباده خبيرا
بصيرا ﴿۹۸﴾ و من يهد الله فهو المهتد و من يضلل
فلن تجد لهم أولياء من دونه و نحشرهم يوم القيمة
على وجوههم عميا و بكما و صما مأوىهم جهنم كلما خبت
زدنهم سعيرا ﴿۹۹﴾ ذلك جزاؤهم بأنهم كفروا بآيتنا وقالوا
ءإذا كنا عظاما و رفاتا ءإنا لمبعوثون خلقا جديدا ﴿۱۰۰﴾

یا ہووے تیرے لیئے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر تو پھوڑ کر نکالے نہریں اُس کے بیچ میں اچھی طرح پھاڑکر (۹۳) یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تونے گمان کیا ہی (کہ خدا چاہے تو اُس کو گرادے) ہم پر ٹکرے ٹکرے یا لے آوے تو اللہ کو اور فرشتوں کو آمنے سامنے (۹۴) یا ہو تیرے لیئے ایک گھر سنہری یا تو چڑھ جاوے آسمان میں اور ہرگز ہم نمانینگے تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے کو بھی یہاں تک کہ اوتار لاوے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑھ لیں ہم اُس کو کہدے (اے پیغمبر) پاک ہی میرا پروردگار نہیں ہوں میں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا (یعنی رسول) (۹۵) اور نہیں منع کیا آدمیوں کو اسبات سے کہ ایمان لائیں جبکہ آئی اُن کے پاس ہدایت مگر یہہ کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا اللہ نے ایک آدمی کو رسول کرکے (۹۶) کہدے (اے پیغمبر) اگر ہوتے زمین میں فرشتے (اُسپر) چلتے (اُس میں) رہتے تو البتہ ہم بھیجتے اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول کرکے (۹۷) کہدے (اے پیغمبر) کافی ہی اللہ گواہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے بے شک وہ ہی اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا (۹۸) اور جسکو ہدایت کرے اللہ پھر وہی ہی ہدایت پانے والا اور جسکو گمراہ کرے پھر نہیں پانے کا تو اُن کے لیئے دوست اُس کے (یعنی خدا کے) سوا اور اٹھاوینگے ہم اُن کو اپنے مونہوں پر پڑے ہوئے اندھے اور گونگے اور بہرے - اُن کی جگہہ ہی جہنم جب وہ بجھنے لگے زیادہ کرینگے ہم اُنپر دھکنے کو (۹۹) یہہ ہی سزا اُنکی بسبب اس کے کہ انہوں نے کفر کیا ہماری نشانیوں سے اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہوجاوینگے ہڈیاں اور گلی ہوئی کیا ہم البتہ اُٹھائے جاوینگے ایک نئی پیدایش میں (۱۰۰)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ
عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى
الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا (١٠١) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ
رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (١٠٢)
وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ
اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى
مَسْحُوْرًا (١٠٣) قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (١٠٤)
فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ
جَمِيْعًا (١٠٥) وَ قُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ
وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (١٠٦)
وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ
تَنْزِيْلًا (١٠٧) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو قدرت رکھتا ہی اسبات پر کہ پیدا کرے مثل اُن کے اور کی ہی اُس نے اُن کے لیئے ایک میعاد نہیں شک اُس میں پھر انکار کیا ظالموں نے مگر نا شکری سے (۱۰۱) کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم مالک ہوتے میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے اُسوقت البتہ تم کنجوسی کرتے خوف خرچ ہو جانے کے سے اور ہی انسان تنگی کرنے والا (۱۰۲) اور بے شک ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں ظاہر پھر پوچھہ بنی اسرائیل سے جبکہ وہ آیا اُن کے پاس تو اُس سے کہا فرعون نے کہ بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھکو اے موسیٰ جادو کیا ہوا (۱۰۳) موسیٰ نے کہا کہ بے شک تونے جان لیا کہ نہیں بھیجا ہی ان نشانیوں کو مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے دکھلائی دینے والی اور بیشک میں گمان کرتا ہوں اے فرعون تجھکو ہلاکی سے پھرا ہوا (۱۰۴) پھر ارادہ کیا فرعون نے کہ نکالدے اُن کو زمین سے پھر ڈبودیا ہم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھہ تھے سب کو (۱۰۵) اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہ آباد ہو اُس زمین پر پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو لے آوینگے ہم تمکو اکٹھا کرکو اور ہم نے اُس کو (یعنی قرآن کو) اُتارا ہی برحق اور اُترا ہی برحق اور ہم نے تجھکو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (۱۰۶) اور قرآن ہمنے اُس کو ٹکرے ٹکرے بھیجا ہی تو کہ پڑھے تو اُس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہرکر (یعنی وقتا فوقتا) اور ہم نے اُس کو اُتارا ہی ٹکرے ٹکرے کرکے اُتارنا (۱۰۷) کہدے (اے پیغمبر) ایمان لاؤ اُس پر یا تم نہ ایمان لاؤ بے شک وہ لوگ جن کو دیا گیا ہی علم

مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا
وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (۱۰۸)
وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (۱۰۹) قُلِ
ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰) وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا
وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ
وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (۱۱۱)

اُس کے پہلے سے جس وقت کہ پڑھا جاویگا اُن پر گر پڑینگے اپني ٹھوڑیوں (یعني مونھہ) کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہینگے کہ پاک ہی ہمارا پروردگار بے شک ہیٔ وعدہ ہمارے پروردگار کا البدہ مقدور کیا گیا ۱۰۸ اور کو پڑینگے ٹھوڑیوں (یعني مونھہ) کے بل روتے ہوئے اور زیادہ کریگا اور عاجزي کرنا ۱۰۹ کہدے (اے پیغمبر) کہ پکارو اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے کہ تم پکارو پھر اُس کے لیئے ہیں نام بہت اچھے اور نہ پکار کر پڑھ اپني نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اُس کو اور ڈھونڈھ اُس کے درمیان میں طریقہ ۱۱۰ اور کہہ سب تعریف ہی اللہ کے لیئے جس نے نہیں پکڑا کسیکو بیٹا اور نہیں ہی اُس کے لیئے کوئي شریک بادشاہت میں اور نہیں ہی اُس کے لیئے کوئي مددگار بسبب عاجزي کے اور بڑائي کر اُس کي بڑائي کرنا ۱۱۱

جلد ششم تمام ہوئي